لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ

ہدایۃ الغوی بارشادات علی

مؤلفہ امام اہل السنۃ استاذ العلماء حضرت مولانا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب الحنفی الرضوی
۱۳۵۰ — ۱۹۳۲
المشہدی الوری امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

مطبع منظور عام میں باہتمام ایم محمد حسین پرنٹر
چھپکر دفتر حزب الاحناف سے شایع ہوا۔

کاتب بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب التی لا یاتیھا الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ والصلوۃ والسلام علی حبیبہ ورسولہ ونبیہ الذی ارسلہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وعلی الہ واصحابہ حافظی دینہ وملتہ اما بعد یہ امر توسب پر ظاہر ہے کہ اہل اسلام کو تمام دینوں پر علاوہ دیگر فضائل ہی ایک بڑی فضیلت حاصل ہے کہ اونکی کتاب آلہی کی برابر دنیا میں مشہور اور محفوظ کسی دین میں کوئی کتاب جسکے وہ کتاب اللہ ہونیکے مدعی ہیں نہیں پائی جاتی اسکا ثبوت اتنا بدیہی اور ضروری ہے کہ محتاج بیان نہیں مگر افسوس کہ تمام دنیا کے مسلمانونسے فقط ایک فرقہ جو اپنی آپکو شیعہ علی اور محب اہل بیت کہتا ہے اور دنیا میں باسم روافض مشہور اس فضیلت سے خود تو محروم مگر اہلسنت کو بھی اپنے ساتھ اس فضیلت سے محروم کرنیکی بیجد جعلی شہادتوں کے ساتھ کوشش کرتا ہے اور اپنی آپکو محب اہلبیت خصوصاً عاشق حضرت امام انام سیدنا امام حسین وسیدنا علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام مشہور کرکر سرتاپا اونکے حکموں کو ٹھکراتا اور تاویلات بیجا کے ساتھ اونکی نافرمانی کرتا رہتا ہے اور دوسروں کے نافرمان بنانیمیں ساعی بلکہ اپنی اصول کے اعتبار سے بلا ضرورت تارک تقیہ کو بے ایمان قرار دیکر بوجہ ترک تقیہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بظاہر معصوم کہتا ہے اور فی الواقع مسلمان بھی نہیں جانتا اور حضرات آئمہ اہلبیت کو

بظاہر معصوم کہکر ایسی ایسی تہمتوں سے متہم کرتا ہے کہ ادنیٰ غیر متسند کسی کمینہ مسلمان کے
حق میں بھی اونکو روا نہ رکہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمان بھی نہیں جانتا
اور پہر کافی کلینی میں لکھتا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت
عمر نے غصبا چہین لیا اور حضرت علی صبر کرکے اونسے ملتے جلتے رہی نعوذ باللہ منہ
لھذا بغرض احقاق حق اور بچانے مسلمانونکے انکی ظاہری محبت اور در پردہ دشمنی
اور توہین اہل بیت سے ان تمام امور کا ثبوت جدا جدا پانچ باب میں مع حوالہ
صفحہ وسطر و نام کتاب و مطبع اگرچہ ایسی روایتین بیحد ہیں مگر بطریق اختصار
دو دو چار چار روایتوں کے ساتھ بیان کیا جاتا ھے اور تمام مسلمانوں سے بلا تخصیص
شیعہ و سنی التماس ھے کہ اول حلفا مجتہدین شیعہ سے دریافت کرلیں کہ یہ کتابیں اونکے
نزدیک حقیقتاً قرآن سے زیادہ معتبر ہیں یا نہیں اور بالفرض قرآن سے زیادہ
نہیں تو بعد قرآن تو انکے نزدیک اِنکا مرتبہ ضرور ھے پہر ان کتابونمیں خود نہ دیکھ
سکیں تو دفتر انجمن حزب الاحناف ہند لاہور میں کتب مذکورہ سے مطابق کرکے
دیکھ جاویں اور بنظر انصاف دیکہکر انکی صحبت اور انکے ہر مجلس سے حتی المقدور
احتراز فرماویں اور اگر اللہ توفیق دی اس عقیدہ والے ایسے عقائد فاسدہ سے
توبہ کرکے مثل اہل سنت سچے عاشق اہل بیت خصوصاً عاشق حضرات حسین رض
اور شیر خدا رض کے بن کر داخل زمرہ اہلسنت ہو جاویں اللھم اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (من النبیین والصدیقین
والشھداء والصالحین) غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین

باب اول بیان میں اون روایتوں کے شیعوں کی معتبر کتابوں سے
جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک یہ قرآن موجودہ بعینہ وہ
وہ قرآن نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور چونکہ اون

روایتوں کی تردید اون کتاب والوں سے کہیں نہیں پائی جاتی اور اونکو تمام شیعہ اپنا مقتداء اور پیشوا سمجھتے ہیں لامحالہ تمام شیعوں کا اون روایتوں پر اعتقاد رکہنا ظاہر و باہر گو تقیہ سے بظاہر انکار کرتے ہیں البتہ چہٹی مقدمہ تفسیر صافی میں ملا محسن ابن شریف رضی نے لکہا ہے کہ شریف اور ابن بابویہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ثقۃ الاسلام یعقوب کلینی اور اسکے اوستاد قمی کے نزدیک بلا شبہہ یہ قرآن بحالت اصلی نہیں رہا لیکن اون روایتوں کو نہ ماننا چاہئے اگرچہ انکے راوی ہمارے ثقۃ الاسلام اور پیشوا ہیں اسواسطیکہ اگر بموجب اون روایتونکی مان لیا جاوے کہ یہ قرآن موجودہ اصلی نہیں بلکہ محرف ہے تو جب قرآن اصلی نرہا تو ہم نماز و نہیں کیا پڑھینگے اور حدیث ثقلین پر کیونکر عمل صحیح ہوگا فقط **باب دوم** بیان ہیں اون خطبونکے جو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فضیلت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم میں منقول ہیں اور شیعہ اونکو تقیہ یعنی پولیٹکل چال پر محمول کرکے نہیں مانتے اور اوس نہ ماننے کی وجہ سے بوجہ ہونے اون تینوں خلفاء راشدین کے رضوان اللہ علیہم اجمعین راوی اول قرآن لازم آتا ہے کہ انکے نزدیک ہرگز یہ قرآن قابل اعتبار نہیں اور نہ اس کا انکو نماز میں پڑھنا جائز پہر اسکے ساتھ خلافت کا ثبوت دینا محض جنگ زرگری اور دہوکہ بازی اور اسی امر کے متعلق ایک وہ مناظرہ جسمیں تین مجتہد اور چند شیعہ ایسے ساکت ہوئے کہ اسکا جواب آج تک نہ دیسکے اور لکہنو کے مجتہدون تک سے اوسکا جواب حاصل کرنےمیں ناکامیاب رہے **باب سوئم** بیان ہیں اون روایات کتب معتبرۂ شیعہ میں جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو بضرورت اور بلا ضرورت تقیہ نکرے اور منافقانہ چال نہ چلے وہ مومن نہیں اور آئمہ اثنا عشر کا یہی طریقہ بڑے اعمال صالحہ سے گنا جاتا تہا نعوذ باللہ منہ حالانکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جان کے موقعہ پر بہی تقیہ نکیا اور امر افضل

اختیار فرمایا **باب چہارم** بیان میں اون روایتوں کے جنسے تو ہین اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین شیعون کے نزدیک موجب ثواب ثابت ہوتی ھے

باب پنجم بیان میں اون روایتون کے جنسے یہ ثابت ہوتا ھے کہ ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین وقت مصیبت کے رونے پیٹنے اور نوحہ کرنے اور ماتم یعنی سینہ زنی کو حرام سمجھتے تھے اور فعل کفار

وھا انا اشرع فی المقصود وھو الموفق والموجود

باب اول

صفحہ ۱۳۱۹ سطر ۲۱ اصول کافی مطبوعہ نولکشور میں ھے

بَابُ اَنَّهٗ لَمْ یَجْمَعِ الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ اِلَّا الْاَئِمَّةُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ یَقُوْلُ مَا ادَّعٰی اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اَنَّهٗ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ کَمَا اُنْزِلَ اِلَّا کَذَّابٌ وَمَا جَمَعَهٗ وَحَفِظَهٗ کَمَا اَنْزَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا عَلِیٌّ وَالْاَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهٖ وَفِیْهِ اَرْبَعُ رِوَایَاتٍ مِثْلَهٗ وَفِیْ صَفْحَةِ ۲۶۳ سطر ۲۰ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ کَلِمَاتٍ فِیْ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّیَّتِهِمْ فَنَسِیَ هٰکَذَا وَاللّٰهِ اُنْزِلَتْ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ وَفِیْهِ کَثِیْرٌ مِّنْ مِّثْلِهٖ رِوَایَاتٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاِثْنَا عَشَرَ

ترجمہ باب بیانمیں اس امر کے کہ سارا قرآن بجز ائمہ کے کسے نے نہیں جمع کیا جابر کہتے ہیں سنا مینے ابو جعفر سے کہتے ہیں نہیں دعوی کیا کسینے آدمیونسے پورے قرآن کا جیسے نازل ہوا تھا اسیطرح جمع کرنیکا مگر وہ کذاب ھے اور نہیں جمع کیا نہ یاد کیا قرآن کو جسطرح نازل ہوا تھا مگر علی کرم اللہ وجہہ نے اور انکے بعد ائمہ اہل بیت نے اسی صفحہ میں چار ایسی ہی اور روایتیں ہیں اور صفحہ ۲۶۳ سطر ۲۰ کافی مطبوعہ نولکشور میں ھے حضرت عبداللہ بن سنان سے وہ روایت

کرتے ہیں ابو عبداللہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ سے بیچ بیان آیہ کریمہ وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی آدَمَ مِنْ قَبْلُ کَلِمَاتٍ فِیْ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّیَّتِهِمْ فَنَسِیَ کے فرماتے ہیں قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیۃ اسطرح نازل ہوئی تہی اور اب قرآن مجید میں یہ آیۃ اتنی ہی ہے ولقد عہدنا الی اٰدم من قبل فنسی انتہی اور اسی قسم کی جنسے تحریف قرآن مجید ثابت ہوتی ہے بہت روایتیں ائمہ اثنا عشر سے اصول کافی میں بکثرت موجود ہیں جنپر شیعوں کا اور صاحب کافی کلینی اور اوسکے اوستادوں کا ایمان ہے اور مقدمہ سادسہ تفسیر صافی میں ملا محسن فیض محمد ابن شریف رضی نے تو کافی کلینی اور تفسیر قمی اور تفسیر عباسی اور کتاب الاحتجاج وغیرہا اپنی مذہب کی معتبر کتابوں سے اس قسم کی روایتین اسقدر لکھی ہیں کہ الامان اسی مقدمہ سادسہ تفسیر صافی سے ثابت ہے کہ انکا مقتدا طبرسی تو تحریفات قرآن مجید کے متعلق روایتین نقل کرتے کرتے آخر میں لکھتا ہے اگر میں تشریح کرکے بتانا چاہوں کہ قرآن موجودہ سے کسقدر کم کردیا گیا اور کسقدر حروف گرائے گئے ہیں تو کلام بہت دراز ہو جاوے اور جن باتوں کے ظاہر کردینے کو تقیہ مانع ہے وہ سب کچھ ظاہر ہو جاوے پہر اس سے آگے بڑہکر قول فیصل طبرسے اسطرح لکھتا ہے

اَقُوْلُ الْمُسْتَفَادُ مِنْ مَجْمُوْعِ هٰذِهِ الْاَخْبَارِ وَغَیْرِهَا مِنَ الرِّوَایَاتِ مِنْ طَرِیْقِ اَهْلِ الْبَیْتِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اَنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ بَیْنَ اَظْهُرِنَا لَیْسَ بِتَمَامِهٖ کَمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا هُوَ مَوْجُوْدٌ مُحَرَّفٌ وَاِنَّهٗ قَدْ حُذِفَ عَنْهُ اَشْیَاءُ کَثِیْرَةٌ مِنَ الْمَوَاضِعِ مِنْهَا اِسْمُ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْمَوَاضِعِ وَمِنْهَا اَسْمَاءُ الْمُنَافِقِیْنَ فِیْ مَوَاضِعِهَا

وَمِنْهَا غَيْرُ ذٰلِكَ وَاِنَّهٗ لَيْسَ اَيْضًا عَلَى التَّرْتِيْبِ الْمَرْضِيِّ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ وَبِهٖ قَالَ عَلِيُّ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْقُمِّيُّ (عَلَيْهِ مَا عَلَيْهِ) فِيْ تَفْسِيْرِهٖ

ترجمہ میں کہتا ہوں تمام اون حدیثوں اور روایتوں سے جو بطریق اہل بیت منقول ہیں یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرآن موجودہ تمامہ ویسا نہیں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا جو کچھ ہے تحریف کیا ہوا ہے اور اسمیں بہت جگہ سے بہت کچھ مضامین حذف کر دیئے گئے اور بہت جگہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام اوڑا دیا گیا اور بہت جگہ منافقوں کے نام بیان کے گئے تہی اوڑا دے گئے اور اس کے علاوہ بہت جگہ تحریف کی گئی ہے اور جس ترتیب پر اللہ رسول کی رضا تہی اوسپر ترتیب بہی نہیں دیا گیا اور کہا علی بن ابراہیم قمی اوستاد یعقوب کلینی ثقۃ الاسلام (روافض) نے اپنی تفسیر میں (ان پر اون اون امور کا نزول ہو جن جس امور کے وہ مستحق ہیں) البتہ بعد نقل اس قسم کی بہت سی روایتوں کے بحوالہ کتب مذکورہ ائمہ اثنا عشر سے اور اس قسم کے اقوال کے علماء متقدمین و معتبرین شیعہ سے ملا محسن اسی مقدمہ سادسہ تفسیر صافی میں ابن بابویہ اور اپنی والد شریف رضی سے غالباً بطریق تقیہ جو بموجب روایات معتبرہ کلینی ائمہ اثنا عشر کے نزدیک اعظم عبادات سے ہے روایات مذکورہ ثقۃ الاسلام کلینی وغیرہ کو لکھکر کہتا ہے

اَقُوْلُ وَيَرِدُ عَلٰى هٰذَا كُلِّهٖ اِشْكَالٌ وَهُوَ اَنَّهٗ عَلٰى هٰذَا التَّقْدِيْرِ لَمْ يَبْقَ لَنَا اِعْتِمَادٌ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰى هٰذَا يَحْتَمِلُ كُلُّ اٰيَةٍ مِّنْهُ اَنْ يَّكُوْنَ مُحَرَّفًا وَمُغَيَّرًا اَوْ يَكُوْنَ عَلٰى خِلَافِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَلَمْ يَبْقَ لَنَا فِي الْقُرْاٰنِ حُجَّةٌ اَصْلًا فَيَنْتَفِيْ فَائِدَةُ الْاَمْرِ بِاتِّبَاعِهٖ وَالْوَصِيَّةِ بِالتَّمَسُّكِ فِيْهِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَاَيْضًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ

مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ وَاِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ

ترجمہ میں کہتا ہوں اگر ان تمام روایتوں کلینی اور قمی اور تفسیر عباسی اور کتاب الاحتجاج وغیرہ پر عمل کیا جاوے تو قرآن مجید کا کوی حصہ بہی قابل اعتماد نرہیگا اور یہ احتمال قوی ہو جاویگا کہ (نعوذ باللہ) سارا قرآن محرف اور مغیر اور مخالف اوس قرآن کے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تہا تو ہمارے لئے قرآن مجید میں کوئی آیت قابل حجت رہیگی اور اس حدیث ثقلین میں جو باتفاق یہ وصیت ائمہ خصوصاً بواسطہ حضرت علی اور حضور سے ثابت ہے کہ میرے بعد تم میرے اہل بیت اور قرآن کو لازم پکڑی رہنا پہر کبہی گمراہ نہو گے بالکل بیکار ہو جاویگی اور نیز یہ آیت کہ قرآن میں نہ آگے سے باطل آسکتا ہے نہ پیچہے سے اور یہ آیت کہ ہمنی ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں دونونکو جہوٹا ماننا پڑیگا مگر یہ جو کچھ لکہا ہے طرز تحریر ملا محسن فیض سے معلوم ہوتا ہے کہ بطریق تقیہ ہے ورنہ مثل اہلسنت منکر قرآن اور قایل تحریف قرآن کو کافر لکہدیتا مگر کافر جاننا تو درکنار یعقوب کلینی مصنف کافی اور اوسکے اوستاد قمی اور طبرسی کو ثقۃ الاسلام اور جنتی مانکر القاب تعظیم طاب ثراہ اور جعل الجنۃ مثواہ کے ساتھ یاد کرتا ہے بلکہ کافی مطبوعہ نولکشور کے ترجمہ یعقوب کلینی مصنف کافی منکر قرآن کی حد سے زیادہ باقوال متقدمین شیعہ اتنی تعریف کی ہے کہ اسکو نائب اور خلیفہ ائمہ معصوم خلیفہ معصوم ہی بنادیا ہے حالانکہ یقیناً جانتا ہے کہ کلینی اور سب متقدمین شیعہ ائمہ اور مجتہدین قرآن موجودہ کو محرف اور غیر معتبر مانتے ہیں دیکہو اوسی مقدمہ سادسہ صافی میں ہے اَمَّا اِعْتِقَادُ مَشَایِخِنَا فِیْ ذٰلِکَ الظَّاہِرُ مِنْ ثِقَۃِ الْاِسْلَامِ مُحَمَّدْ بِنْ یَعْقُوْبَ الْکُلَیْنِیْ طَابَ ثَرَاہُ اَنَّہٗ کَانَ یَعْتَقِدُ التَّحْرِیْفَ وَالنُّقْصَانَ

لِاَنَّہٗ رَوٰی رِوَایَاتٍ فِی ھٰذَا الْمَعْنٰی فِی کِتَابِہِ الْکَافِیْ وَلَمْ یَتَعَرَّضْ لِقَدْحٍ فِیْھَا مَعَ اَنَّہٗ ذَکَرَ فِی اَوَّلِ الْکِتَابِ اَنَّہٗ کَانَ یَثِقُ بِمَا رَوَاہُ وَکَذَالِکَ اُوْسْتَادُہٗ الْقُمِّیْ فَاِنَّ تَفْسِیْرَہٗ مَمْلُوَّۃٌ مِنْہُ وَلَہٗ غُلُوٌّ فِیْہِ وَکَذَالِکَ الشَّیْخُ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ طَالِبِ الطَّبْرَسِیُّ قُدِّسَ سِرُّہٗ فَاِنَّہٗ اَیْضًا نَسَجَ عَلٰی مِنْوَالِھِمْ فِیْ کِتَابِ الْاِحْتِجَاجِ وَاَمَّا الشَّیْخُ اَبُوْ عَلِیٍّ الطَّبْرَسِیُّ فَاِنَّہٗ قَالَ فِیْ مَجْمَعِ الْبَیَانِ اَمَّا الزِّیَادَۃُ فِیْہِ فَمُجْمَعٌ عَلٰی بُطْلَانِہٖ وَاَمَّا النُّقْصَانُ فِیْہِ فَقَدْ رَوٰی جَمَاعَۃٌ مِنْ اَصْحَابِنَا وَقَوْمٌ مِنْ حَشْوِیَّۃِ الْعَامَّۃِ اِنَّ فِی الْقُرْاٰنِ تَغْیِیْرًا اَوْ نُقْصَانًا

ترجمہ لیکن اعتقاد مسئلہ تحریف میں ہمارے مشائخ کا ظاہر یہی ھے کہ یہ قرآن محرف ھے (نعوذ باللہ من اقوال تلک الکفرۃ) ہمارے ثقۃ الاسلام ابن یعقوب کلینی طاب ثراہ (علیہ ما یستحقہ) کا یہی عقیدہ ھے کہ قرآن موجودہ میں تحریف اور نقصان بہت ھے اسواسطے کہ اس قسم کی روائتین کافی میں نقل کرکے کسی روایت میں رد و قدح نہیں کیا حالانکہ اول کتاب میں لکھا تھا کہ میں نے جتنی روائتین اس کتاب میں نقل کی ہیں سب پر میرا اعتقاد اور وثوق ھے اور ایسی ہی کلینی کے اوستاد قمی کی تفسیر اس قسم کی روائیون سے لبریز ھے اور قمی کو اس معاملہ میں بحد غلو ھے اور ایسی ہی احمد بن ابی طالب طبرسی اپنی کتاب مجمع البیان میں لکھتا ہے کہ زیادتی تو قرآن میں ہو نہیں سکتی مگر نقصان کی نسبت ہمارے اصحاب سے بہت روائتین منقول ہیں اور حشویہ تو عموماً تغیر اور نقصان کے قائل ہیں انتہی اور اون ہی اپنی بڑوں کی پیروی کا یہ اثر ھے کہ ملا محسن تفسیر صافی میں اپنی والد رضی اور ابن بابویہ کے اقوال کو جو بہت سی خرابیون پر نظر ڈالکر اونہون نے بہ نسبت صحت اور محفوظیت قرآن کئے ہیں جنکا مختصراً ذکر ہو چکا نقل کرکے اونکی تحقیق کو غالباً تقیہ سمجھکر دبی زبان سے

اپنے والد کی تردید کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ جو کچھ والد شریف نے لکھا ہے بجا ہے مگر اس قرآن کے محرف ہونیکے بہی بہت سے قرینہ موجود ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ثقۃ الاسلام کلینی اور طبرسی اور قمی وغیرہ نے جو کچھ ائمہ اثنا عشریہ سے بنسبت تحریف قرآن روایتین نقل کی ہین سب صحیح ہیں اسواسطے کہ جیسے باباجان نے عدم تحریف و تغیر قرآن موجودہ کے قرائن بتائے ہیں تحریف و تغییر کے بہی قرائن موجود ہین اس مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ غالباً شریف رضی نے بہی اہلسنت کے دہوکہ دینی کو جو کچھ لکھا ہے تقیہ سے لکھا ہے بخلاف ہماری کتابونکے جنکے حوالہ سے مع حوالہ صفحہ وسطر حائری لاہوری نے ایک مضمون ایسا حیرت انگیز رسالہ اپریل ۱۹۳۶ء میں لکھا ہے کہ جس فریب سے اہل ایمانکے رونگٹے کہڑے ہوتے ہیں لکھتا ہے کہ اہل سنت کا قرآن ناقص ہے اور اہل سنت جماعت نے عام طور پر مشہور کر رکھا ہے کہ شیعون کا قرآن ناقص ہے یہ محض افترا ہے صرف دہوکہ دینے کی غرض سے یہ لوگ ایسا کہدیا کرتے ہیں الخ غرضکہ آپ تمام دنیا کو جاہل جانکر اہل سنت کی کتابونسے ثبوت لیکر سامنے آئے ہیں اور مع حوالہ کتب ثابت کر رہے ہیں کہ اہل سنت کی تفسیر اتقان و تفسیر کبیر میں قرآن ناقص و محرف ہے۔ نکہ شیعوں کا (نعوذ باللہ من ھذا البہتان)

خدا نکرے ایسا ہو جمہور اہلسنت تو ایسے عقیدہ رکہنے والوں کو کافر مرتد بدتر از فرعون و ہامان سمجہتے ہیں اسیطرح اگر حائری جی اور اونکے متبعین اس امر میں سچے ہیں کہ شیعون کے نزدیک یہ قرآن موجودہ ناقص اور محرف نہیں تو ہماری طرح کیوں نہیں لکھدیتے کہ کلینی قمی طبرسی وغیرہ ایسا عقیدہ رکہنی والے کافر ہی نہیں بلکہ مرتد ہیں مگر ہان یہ امر ہم ضرور مانتے ہیں کہ اسکے متعلق جسقدر حائری جی نے حوالہ لکہی ہیں سب صحیح ہیں مگر جسقدر حوالہ تفسیر اتقان اور تفسیر درمنشور وغیرہ سے نقل گئے ہیں اون سب کی مثال ایسی ہے جیسے کوی بیدین کہنے لگے کہ قرآن موجودہ میں ہے لاتقربوا الصلوۃ یعنی نماز کے پاس ہی نہ پٹہکو حالانکہ جب

اشراب حلال تہی اوسوقت یہ ایت اسطرح نازل ہوی تہی یاایھاالذین امنوا لا
تقربواالصلوۃ وانتم سکاری یعنی نشہ کی حالت مین نماز نہ پڑہو
اسیطرح اگرچہ کتب مذکورہ مین ان روایتون کو نقل کیا ھے مگر اول تو نقل کرکے
اوسکی تاویل یا تردید وہان ہی کردی ہے چنانچہ تفسیر درمنثور مین تفسیر سورۂ فلق
قابل ملاحظہ ھے اول ایک روایت بحوالہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس
مضمون کی نقل کرکے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین اور
الحمد کو قران سے نہیں سمجہتے تہے اسکے مقابل مین پوری تین ساڑھی تین صفحہ مین
احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ھے کہ بالاتفاق یہ تینون سورتین قران سے ہین
اور یہ روایت غیر معتبر (غالباً کسی رافضی کے تصرف سے ھے) اور صفحہ ۸۱
اپنی تفسیر اتقان مطبوعہ مصر مین تحریر فرماتے ہین وَمِنَ الْمُشْكِلِ عَلٰى هٰذَا الْاَصْلِ
مَاذَكَرَهُ الْاِمَامُ فَخْرُالدِّيْنِ الرَّازِيْ قَالَ نُقِلَ فِيْ بَعْضِ الْكُتُبِ الْقَدِيْمَةِ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ
كَانَ يُنْكِرُ كَوْنَ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَهُوَ فِيْ غَايَةِ الصُّعُوْبَةِ
لِاَنَّا اِنْ قُلْنَا اَنَّ النَّقْلَ الْمُتَوَاتِرَ كَانَ حَاصِلًا فِيْ عَصْرِ الصَّحَابَةِ يَكُوْنُ ذَالِكَ
مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاِنْكَارُهُ يُوْجِبُ الْكُفْرَ وَاِنْ قُلْنَا اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ حَاصِلًا فِيْ ذَالِكَ الزَّمَانِ
فَيَلْزَمُ اَنَّ الْقُرْاٰنَ لَيْسَ بِمُتَوَاتِرٍ فِي الْاَصْلِ فَالْاَغْلَبُ عَلَى الظَّنِّ اَنَّ نَقْلَ هٰذَا

حاشیہ ع بیان کید ۱۳ اور ۳۴ اور کید ۳ روافض سے مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ تحفہ میں تحریر فرماتے ہیں کی منجملہ
مکرون متقدمین روافض کے ایک مکر یہہی تہا کہ فضائل خلفاء راشدین ایسے لکھکر جسمیں بہت سے حدیثین معتبر کتب معتبرہ
ہوں اوسی ضمن میں دو چار موضوع حدیثیں اپنی کتابوں لئے ایسے لکھدین کہ جنسے خلیفہ اول ہونا حضرت علی کرم اللہ
وجہ کا ثابت اور اسکو کسی محدث اہل سنت کیطرف منسوب کرکی بہ تقیہ سنی بنکر شائع کر دیا اور ایسے ہی کتب فقہ لکھکر
شائع کردین جنسے صاحب ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ نے دھوکہ کہاکر ایسے چند موضوع حدیثین اوس
میں لکھدالیں اور ایسی ہی کتابوں سے صاحب ہدایہ نے لکھدیا کہ امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک متعہ
جائز ھے اور بعض مفسرین بعض ایسی ایک دو حدیث لکھکر اونکی بہت صحیح حدیثیں لکھکر سمجہدار کو
بتادیا کہ یہ ایک دو موضوع ہیں

المذهب عن ابن مسعود نقل باطل وکذا قال القاضی ابوبکر لم یصح عنه انها لیست من القران ولا حفظ عنه وانما حکها واسقطها من مصحفه انکا لکتابتها لا جحد الکونها قرانا لانه کانت السنته عنده ان لا یکتب فی المصحف الا ما امر النبی صلی اللہ علیه وسلم باثباته فیه ولم یجده کتب ذلک ولا سمعه انه امر به وقال النووی فی شرح المهذب اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحه من القران وان من جحد منها شیئا کفر وما نقل عن ابن مسعود باطل لیس بصحیح وقال ابن حزم فی کتاب القدح المعلی هذا کذب علی ابن مسعود وموضوع وانما صح عنه قراءة عاصم عن زر وفیها المعوذتان والفاتحة ترجمه بموجب ہمارے اصول مذہب کے یہ روایت بہت مشکلات سے ھے جسکو امام رازی علیہ الرحمۃ نے لکہا ھے کہ بعض پورانی کتابوں میں دیکہا گیا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سورہ فاتحہ اور معوذتین کو قرآن سے نہیں سمجہتے تہے اسواسطے کہ اگر ہم کہیں کہ زمانہ صحابہ میں بہ نقل متواتر یہ قرآن میں موجود تہیں تو اسمیں سے ایک آیت کا بہی انکار موجب کفر ھے اور اگر یہ کہتے ہیں کہ زمانہ صحابہ میں نقل متواتر موجود نہ تہیں تو قرآن مجید کا غیر متواتر ہونا ثابت ہوتا ھے لہذا غالب گمان یہی ھے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی طرف اس امر کی نسبت دروغ بیفروغ اور امر باطل ھے اور قاضی ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن سے نہیں ھے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے صحت کو نہیں پہونچی اور نہ یہ امر ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ اپنی مصحف سے جوان سورتوں کو چہیلتے تہے اس غرض سے چہیلتے تہی کہ یہ قرآن سے نہیں ہیں بلکہ اس وجہ سے چہیلتے تہی کہ اونکے نزدیک یہ طریق سنت تہا کہ جس قدر قران کو حضور نے

لکہوادیا اوسکو لکھکر پڑہیں اور جس قدر زبانی یاد کرلیا اوسکو زبانی اور ان
تینون سورتون کو نہ حضور نے اونکو لکھوایا تہا اور نہ انکے لکہنے کا امر اون
تک پہونچا اور امام نووی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانون
کا اس امر پر اجماع ہوگیا کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن سے ہیں اور جو ان میں
سے کسی سورہ کا بہی انکار کرے کافر ہے اور جو روایت ان کے قرآن سے
نہونیکی حضرت ابن مسعود کی طرف منسوب ہے وہ صحیح نہیں سر تا پا باطل ہے اور
اور ابن حزم کتاب قدح المعلی میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی نقل حضرت عبداللہ
کی طرف اون پر بہتان ہے اور یہ روایت سر تا پا موضوع اور قراۃ عاصم
کی بواسطہ زرعہ کے جو عبداللہ ابن مسعود سے منقول ہے اوس میں سورہ فاتحہ
اور معوذتین قرآن سے منقول ہے اور وہ روایت بہت صحیح ہے بلکہ متواتر
انتہی ۔ مگر افسوس کہ حائری اپنی رسالہ موعظہ غدیر کے صفحہ ۸ میں بڑے
فخر کے ساتھ ایسی بعض روایتین نقل کرکے حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ
کی نسبت لکہتا ہے کہ کاش امام سیوطی آج زندہ ہوتے تو میں اونسے پوچہتا کہ
میاںجی بتاؤ کہ اب تحریف قرآن کا کون قائل ہے اگر قرآن تمہارے نزدیک
محرف نہین ہے تو یہ روائیتین کیون لکہیں ہیں اور اتنا نہ شرمایا کہ اگر وہ ہوتے
تو گردن پکڑ کر فرما دیتے کہ او بے سمجھ گستاخ دیکھ میری کتاب اتقان کی
نوع حادی عشر یہ روایتین تم جیسے جہوٹی روایتون کے نقل کرنے والونکے
ذلیل کرنے کو لکہی ہیں اور یہ بتانے کو کہ یہ روایتین موضوع ہیں اور اس امر
کے بتلانیکو کہ پچاس روایتون کے مقابلہ میں ایک روایت اور وہ بہی ادنی درجہ
کی کتابونسے کیا وقعت رکہتی ہے دیکھو نوع حادی عشر صفحہ ۸۷ سطر ۱۸
تفسیر اتقان کی جلد اول حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہین

قَالَ اَبُوشَامَة شَاعَ عَلَی السِنَۃِ جَمَاعَۃٍ مِنَ الْمُقرِئِیْنَ الْمُتَاخِّرِیْنَ وَ غَیْرِھِمْ مِنَ الْمُقَلِّدِیْنَ اَنَّ السَّبْعَ کُلَّھَا مُتَوَاتِرَۃٌ اَیْ کُلُّ فَرْدٍ فَرْدٍ فِیْمَا رُوِیَ عَنْھُمْ قَالُوْا وَالْقَطْعُ بِاَنَّھَا مُنَزَّلَۃٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاجِبٌ وَنَحْنُ بِھٰذَا نَقُوْلُ ترجمہ علامہ ابوشامہ فرماتے ہین کہ پچھلے قاریون کی اور اونکے سوا مقلدین کی ایک جماعت سے یہ امر مشہور اور اونکے زبانون پر شائع ذائع ہے کہ ساتون قرائت جو قاریان مذکور سے مروی ہیں سب متواتر ہیں اور ہر قرائت کی نسبت یہ یقین کرنا واجب ہے کہ اسطرح ہی اللہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور اسطرح ہی علامہ جلال الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہی مذہب ہمارا ہے اور آخر صفحہ ۷۹ جلد اول اتقان میں ہے لَاخِلَافَ فِیْ اَنَّ کُلَّ مَاھُوَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ مُتَوَاتِرًا فِیْ اَصْلِہٖ وَ اَجْزَائِہٖ اَمَّا فِیْ مَحَلِّہٖ وَوَضْعِہٖ وَتَرْتِیْبِہٖ فَکَذٰلِکَ عِنْدَ مُحَقِّقِیْ اَھْلِ السُّنَّۃِ لِلْقَطْعِ بِاَنَّ الْعَادَۃَ تَقْضِیْ بِالتَّوَاتُرِ فِیْ تَفَاصِیْلِ مِثْلِہٖ لِاَنَّ ھٰذَا الْمُعْجِزَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ ھُوَ اَصْلُ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ مِمَّا تَتَوَفَّرُ الدَّوَاعِیْ عَلٰی نَقْلِ جُمَلِہٖ وَتَفَاصِیْلِہٖ فَمَا نُقِلَ اٰحَادًا وَلَمْ یَتَوَاتَرْ یُقْطَعُ بِاَنَّہٗ لَیْسَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَطْعًا وَ ذَھَبَ کَثِیْرٌ مِنَ الْاُصُوْلِیِّیْنَ اِلٰی اَنَّ التَّوَاتُرَ شَرْطٌ فِیْ ثُبُوْتِ مَاھُوَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِحَسْبِ اَصْلِہٖ وَلَیْسَ بِشَرْطٍ فِیْ مَحَلِّہٖ وَوَضْعِہٖ وَتَرْتِیْبِہٖ بَلْ یَکْثُرُ فِیْھَا نَقْلُ الْاٰحَادِ قِیْلَ وَھُوَ الَّذِیْ یَقْتَضِیْہِ صُنْعُ الشَّوَافِعِ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ فِیْ اِثْبَاتِ الْبَسْمَلَۃِ مِنْ کُلِّ سُوْرَۃٍ وَرُدَّ ھٰذَا الْمَذْھَبُ بِاَنَّ الدَّلِیْلَ السَّابِقَ یَقْتَضِیْ التَّوَاتُرَ فِی الْجَمِیْعِ وَلِاَنَّہٗ لَوْلَمْ یُشْتَرَطْ لَجَازَ سُقُوْطُ کَثِیْرٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْمُکَرَّرِ وَثُبُوْتُ کَثِیْرٍ مِمَّا لَیْسَ بِقُرْاٰنٍ ترجمہ اسمیں کسیکا اختلاف نہیں ہے کہ جو ہی کچھ قرآن میں ہے باعتبار اپنی اصل اور اجزاء کے واجب ہے کہ متواتر

ہو اور اسیطرح پر ہر آیت اپنی محل موقعہ اور ترتیب میں واجب ہے کہ متواتر النقل ہو یہی مذہب و مسلک ہے اکثر محققین اہل سنت کا اسو اسطیکہ عادت اسیطرح جاری ہے کہ ایسی امور دینی یقینی بتواتر ثابت ہوں خصوصاً قرآن مجید جو بہت بڑا معجزہ ہے اور دین اسلام کی جڑ اور تمام دنیا اسلام کا متمسک یہان تک کہ روافض جیسے منکرین قرآن کے چھوٹے سے فرقہ کو بھی بہ تقیہ یا بلا تقیہ مجبوری کہنا پڑا کہ ہماری نزدیک بھی یہ قرآن فی الواقع جو حضور پر نازل ہوا تھا بلا کم و کاست وہی ہے چنانچہ مناظرہ واقعہ شہر الور سے جسکا ذکر عنقریب آتا ہے یہ امر خوب ظاہر ہو جائیگا) اور اس کے بتواتر منقول ہونیکے بہت سے بدیہی اور ضروری دلائل اور قرائن موجود (اگر بتفصیل دیکھنا ہو تو ہماری مقدمہ میزان الادیان اور اسکی تفسیر سوۂ فاتحہ دیکھو اور جو روایتین بتواتر منقول نہین وہ یقیناً قطعاً قرآن نہین البتہ اکثر اصحاب اصول شافعیہ اسطرف گئے ہیں کہ بیشک اصل قرآن یعنی ہر آیت کے قرآن ہونیکے ثبوت میں نقل متواتر شرط ہے نہ کہ وضع اور ترتیب میں چنانچہ شافعیون کے نزدیک ہر سورۃ سے جز ہونا بسم اللہ کا اگرچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے مگر بنقل متواتر ہر گز ثابت نہین مگر یہ مذہب مردود ہے اور صحیح یہی ہے کہ ہر امر قرآن میں تواتر شرط ہے ورنہ بہت خرابیان لازم آتی ہیں خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ یہ قرآن موجودہ جو تمام عالم میں موجود ہے اس کے بتواتر منقول ہونیمیں تو کوی شک ہی نہیں اور اوس سے ایک آیت کا بھی منکر بلاشک کافر ہے علی ہذا اسکے علاوہ دوسری چھ قرائتین جو بعض الفاظ قرآن مجید موجودہ کے متعلق منقول ہیں وہ بھی بطریق تواتر منقول ہین اور بلاشک اون کا منکر بھی کافر ہے علاوہ برین جتنی قرائتین بطریق غیر متواتر مروی ہیں مثل قرائت والذکر

وَالْاُنثٰی کی بجای وماخلق الذکر والانثیٰ کے اور روایت ہونے سورہ انفال کی مثل سورہ براءۃ کے وہ سب روایتین غیر معتبر ہین یا محمول ہین نسخ پر بوجہ مخالفت آیہ کریمہ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وغیرہ مذکورہ کے چنانچہ آخر صفحہ ۸۷ تفسیر اتقان جلد اول مطبوعہ مصر میں سیدنا علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین قَالَ مَکِّیٌّ مَارُوِیَ فِی الْقُرْاٰنِ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَقْسَامٍ قِسْمٌ یُقْرَءُ بِہٖ وَیَکْفُرُ جَاحِدُہٗ وَھُوَ مَا نَقَلَ الثِّقَاتُ وَوَافَقَ الْعَرَبِیَّۃَ وَخَطَّ الْمُصْحَفِ وَقِسْمٌ صَحَّ نَقْلُہٗ عَنِ الْاٰحَادِ وَصَحَّ فِی الْعَرَبِیَّۃِ وَخَالَفَ لَفْظُہُ الْخَطَّ فَیُقْبَلُ وَلَا یُقْرَءُ بِہٖ لِاَمْرَیْنِ لِمُخَالَفَتِہٖ لِمَا اُجْمِعَ عَلَیْہِ وَاِنَّمَا لَمْ یُوْجَدْ بِاِجْمَاعٍ بَلْ بِخَبَرِ الْاٰحَادِ وَلَا یَثْبُتُ بِہٖ قُرْاٰنٌ وَلَا یَکْفُرُ بِہٖ جَاحِدُہٗ وَلَبِئْسَ مَا صَنَعَ اِذْ جَحَدَہٗ (فَحُکْمُہٗ فِیْ قُوَّۃِ الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ الْقُدْسِیِّ) وَقِسْمٌ نَقَلَہٗ ثِقَۃٌ وَلَا حُجَّۃَ لَہٗ فِی الْعَرَبِیَّۃِ اَوْ نَقَلَہٗ غَیْرُ ثِقَۃٍ فَلَا یُقْبَلُ وَاِنْ وَافَقَ الْخَطَّ قَالَ ابْنُ الْجَزَرِیِّ مِثَالُ الْاَوَّلِ کَثِیْرٌ کَمَالِکِ وَمَلِکِ وَیَخْدَعُوْنَ وَیُخَادِعُوْنَ وَمِثَالُ الثَّانِیْ قِرَاءَۃُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَغَیْرِہٖ (ای المتواتر) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَقِرَاءَۃُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَکَانَ اَمَامَہُمْ مَلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ صَالِحَۃٍ غَصْبًا وَغَیْرُ ذٰلِکَ وَقَالَ وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِی الْقِرَاءَۃِ بِذٰلِکَ وَالْاَکْثَرُ عَلَی الْمَنْعِ لِاَنَّہَا لَمْ تَتَوَاتَرْ وَاِنْ ثَبَتَ بِالنَّقْلِ فَہِیَ مَنْسُوْخَۃٌ بِالْعَرْضَۃِ الْاَخِیْرَۃِ اَوْ بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ عَلَی الْمُصْحَفِ الْعُثْمَانِیِّ وَمِثَالُ مَا نَقَلَہٗ غَیْرُ ثِقَۃٍ کَثِیْرٌ مِمَّا فِیْ کُتُبِ الشَّوَاذِّ مِمَّا غَالِبُ اِسْنَادِہٖ ضَعِیْفٌ وَکَالْقِرَاءَۃِ الْمَنْسُوْبَۃِ اِلَی الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ الَّتِیْ جَمَعَہَا اَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ الْخُزَاعِیُّ وَنَقَلَہَا عَنْہُ اَبُو الْقَاسِمِ الْہُذَلِیُّ ترجمہ علامہ مکی فرماتے ہین قرآن کے متعلق جسقدر روایتین منقول ہین وہ تین قسم پر منقسم ہین ۔

قسم اول وہ روایتین ہین کہ جنکے موافق قرآن مجید پڑھا جاتا ہے اور اس سارے قرآن سے ایک آیت کا بہی منکر کافر ہے اور وہ وہ روایتین ہین جنکے موافق قرآن مجید کو بہت سے ثقہ نقل کرتے چلے آتے ہین اور وہ قرآن موافق ہے قواعد عربیہ اور خط مصحف سے اور قسم دوم وہ روایتین ہین بطریق احاد منقول ہین اور قواعد عربیہ کے بہی موافق مگر اوسکا رسم خط مخالف رسم خط قرآن کے ہے وہ روایت (مرتبہ حدیث مین مقبول ہوگی) مگر اوسکا قرآن مین پڑہنا جائز نہین بوجہ مخالفت اون روایتون کے اجماع سے اور ہونے اون روایتون کے خبر احاد جنکے ساتھ قرآن کی قرآئیت نہین ثابت ہوسکتی اور نہ اونکا منکر کافر البتہ اونکا انکار فعل بد ہے اور تیسری قسم وہ ہے کہ اگرچہ اوسکو ثقہ راویون نے روایت کیا ہے مگر باعتبار قواعد عربیت اونکے ثبوت پر دلیل نہیں یا اونکے راوی غیر ثقہ ہین لہذا وہ روایت ہرگز قابل قبول نہیں اگرچہ رسم خط قرآن کے موافق منقول ہین ابن جزری فرماتے ہیں کہ پہلی قسم کی مثال مالک

لـہ اور ان ہذان لساحران کی نسبت جو بعض نے اعتراض کیا ہے کہ ان کا اسم منصوب ہوتا ہے لہذا بموجب قواعد عربیت ان ہذین لساحران ہونا چاہئے اور اس قسم کے اور بہی چند مقامات پر اعتراض وارد ہوتے ہین اونکے جواب بتفصیل مع اعتراضات بنظر انصاف کسی ذی علم کو اگر دیکہنا ہو تو صفحہ ۱۸ جلد اول نوع ۴۱ من اولہ الی آخرہ تفسیر اتقان مین بغور ملاحظہ کریں اور مجتہد لاہوری جی بلا انصاف سے جو بعض رسائل مین لکہا ہے کہ تفسیر اتقان میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اون نحوی غلطیون کو تسلیم کرکے پہر تصحیح انکی اسی نوع کے ملاحظہ سے ظاہر ہو جاویگا کہ اس قسم کی روایتونکو نقل کرکے جو تقیہ باز مجتہدین کی بدولت بعض کتابوں میں پائی جاتی ہین آخر میں بدلائل واضح ہے کہ یہ سب روایتین ضعیف اور غیر معتبر ہین یا مردود اون ساری اعتراضات اور جوابات کی تو یہان گنجایش نہین بغرض تشفی طلبہ ان ہذان لساحران کی جوابون سے ایک جواب نقل کردیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے بطریق اعجاز قرآن مجید میں بعض دوسری زبانون کی ایسے الفاظ بہی آئے ہیں جو عرب اور غیر عرب میں متداول تہے انہیں سے لغت بنی کنانہ اور بنی الحارث میں بہی تہا کہ تثنیہ کو حالت رفعی نصبی جری میں الف سے بولتی ہے۔

یوم الدین کو مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑہتا ہے اور تُجِیْدُعُوْنَ کی جگہ تُجَادِعُوْنَ اور مثال دو
سری قسم کی قرائت عبداللہ ابن مسعود ہے وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی ما خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی
کی جگہ پڑہنا اور قرائت ابن عباس رضی اللہ عنہ وکان اَمَامُھُمْ مَلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ صَالِحَۃٍ
غَصْبًا پڑہنا بجای کَانَ وَرَاءَھُمْ مَلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ غَصْبًا کے اور مثل اسی کے اور قرائت
ابن عباس کے پڑہنے مین علماء کا اختلاف ہے مگر چونکہ اونکی قرائت بتواتر منقول
نہین لہذا اکثر علماء اونکے قرائت پر قرآن پڑہنے سے منع ہی کرتے ہین اسواسطے کہ
اون قرائتون آخر سے جن پر قرآن مجید آخر مین حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا تہا اونکے ساتھ اس قرائت ابن عباس کو
منسوخ سمجہتے ہین یا اس وجہہ سے کہ مصحف عثمانی جن پر تمام صحابہ کرام اور اہل
بیت عظام کا اجماع ہوگیا تہا یہ قرائت اونکے مخالف ہے اور مثال اون قرائتون
کی جو بطریق غیر ثقہ شاذ اور غیر متعبر کتابون مین منقول ہین اونکے اکثر سندین ضعیف
ہین مثل اوس قرائت کی جسکو ابوالفضل محمد ابن جعفر سے ابوالقاسم ہذلی نے
امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرکے جمع کیا ہے اسی واسطے تمام اہل سنت کا
اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ قرآن موجودہ مع ساتون قرائتون مشہورہ کے جسپر تمام
صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کا اجماع ہے اوسی قدر ہے جسکا دور جبرئیل علیہ السلام
نے قبل وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تہا اور
اوسی کو بمشورہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت زید ابن ثابت سے
ایک جگہ تحریرا جمع کرایا اگرچہ زید ابن ثابت وغیرہ بلاتحریر اوسکے حافظ موجود
تہی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بمشورہ حضرت حذیفۃ الیمان رضی اللہ عنہ
جو شیعون کے نزدیک بہی امین امت ہین اوسکی نقلین کراکر تمام بلاد اسلامی مین
بہجوادیا اور اوسپر سب کا اجماع ہوگیا اوسکی ایک آیت کا بہی منکر کافر ہے

اور ماسوی اوسکے جو بھی کچھ بعض اسانید صحیحہ کیساتھ بطریق احاد منقول ھے وہ منسوخ التلاوۃ ہے نہ منسوخ الحکم بلکہ بعض احکام منسوخ التلاوہ پر عمل کرنا بتواتر ثابت ہے اور اوسپر عمل کرنا حتی الوسع واجب مثل آیہ رجم کی علاوہ برایں جو بھی کچھ باسانید ضعیفہ مروی ھے وہ روافض ہی کی مساعی قبیحہ کا طفیل ہے جو بموجب تحقیق تاریخی مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ تقیہ کرکی سنی بنگئے تہے اور علماء اہل سنت سے سندیں حاصل کرکے کتابیں بموجب مذہب اہلسنت لکھکر اونمیں دس پانچ اپنے عقائد باطلہ اور اعمال طالحہ لکھکر سنیونکو دہوکہ دیتے تہے چنانچہ ایسے ہی کسی تقیہ باز مجتہد روافض سے صاحب ہدایہ جیسے علامہ نے اتنا دہوکہ کہایا کہ ہدایہ میں لکھدیا امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک متعہ جایز ھے حالانکہ چاروں ائمہ کے نزدیک متعہ حرام اور منسوخ ھے اسیوجہ سے پچہلے شراح نے بعد تحقیق لکھا ہے کہ صاحب ہدایہ کا متعہ کو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جایز لکھنا غلط ھے اور مبنی ھے کسی سنی نما دہوکہ باز مجتہد شیعہ کی کتاب سے دہوکہ کہانے پر اور ابو جعفر خزاعی نے جو امام ابو حنیفہ کے نام سے قرآن مجید کے متعلق قراءات موضوعہ کمی اور زیادتی کیساتھ مخالف قرآن موجودہ کے ایک کتاب میں جمع کردی ہیں علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میزان الاعتدال میں صاف لکھدیا کہ محمد بن ابو جعفر خزاعی جامع قراءات ابو حنیفہ ثقہ نہیں اور اسکی روایتیں بی اصل ہیں اور موضوع اھ اور بلاشک یہ ابو حنیفہ بھی ابو حنیفہ النعمان بن منصور رافضی ہے نہ امام ابو حنیفہ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ جبکا ذکر صفحہ ۱۶۶ جلد دوم تاریخ ابن خلکان میں اسطرح ھے اَبُو حَنِیفَۃَ النُّعْمَانَ بْنَ عَبْدِ اللہِ مَنْصُورٌ کَانَ مَالِکِیًّا ثُمَّ اِنْتَقَلَ اِلٰی مَذْہَبِ الْاِمَامِیَّۃِ وَصَنَّفَ کُتُبًا یعنی ابو حنیفہ بن نعمان بن ابو عبد اللہ منصور اول مالکی تہا پہر امامیہ مذہب اختیار کرکر اپنے کتابیں تصنیف کیں اور غالبا اس ابو حنیفہ کا شیعوں کے نزدیک بہت ہی اعتبار ھے کہ زین العابدین حائری مازندرانی مجتہد روافض

کتاب ذخیرۃ المعاد میں جو بطریق سوال و جواب لکھی ہے اکثر سوالات کا جواب بذات خود اپنے اجتہاد سے لکھتا ہے اور دوسرے مجتہدوں کے قول بعض کے لکھتا ہے مگر بعض سوالات کی جواب میں اس ابو حنیفہ کا نام لکھکر اسکے قول سے سند پکڑتا ہے چنانچہ صفحہ ۵ ذخیرۃ المعاد میں ہے سوال اگر شخصی آلت خود را پیچید بدستمال حریر و بجز آن مماست حاصل نشود در زمان جماع آیا غسل واجبست یا نہ الخ جواب لزوم غسل خالی از قوت نیست و از ابو حنیفہ نقل شدہ کہ جماع در فرج محارم بالف حریر جائز است یعنی کپڑا لپیٹ کر ہمبستری کرنے سے وجوب غسل ہی کو قوۃ ہے اور (ہماری مجتہد معتبر) ابو حنیفہ سے تو منقول ہے اگر کپڑا لپیٹ کر محارم (یعنی ماں بہن) سے بھی فعل بد کرے جائز ہے نعوذ باللہ منہا

باب دویم

صفحہ ۱۰۸ نہج البلاغت مطبوعہ مصر کے آخر خطبہ علی کرم اللہ وجہہ میں ہے

خطبہ نمبر ا أَتَرَانِي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ فَلَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي فَإِذَا طَاعَتِي سَبَقَتْ بَيْعَتِي وَإِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لِغَيْرِي قَالَ مُحَشِّيهِ مُحَمَّدُ حَسَنُ الشِّيعِيُّ هٰذِهِ الْجُمْلَةُ الرَّابِعَةُ قِطْعَةٌ مِنْ كَلَامٍ لَهُ فِي حَالِ نَفْسِهِ بَعْدَ وَفَاتِ الرَّسُولِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مَأْمُورٌ بِالرِّفْقِ فِي طَلَبِ حَقِّهِ فَأَطَاعَ الْأَمْرَ فِي بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ اِمْتِثَالًا لِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرِّفْقِ وَإِيفَاءِ الْمِيثَاقِ ترجمہ

ہملہ نہج البلاغت یہ وہ کتاب ہے کہ شیعوں کے نزدیک قرآن سے زیادہ اور اگر زیادہ نہین بعد قرآن اسکا مرتبہ ضرور ہے چنانچہ حکیم ذاکر حسین مقتدا رشیعہ مدیر اخبار اثنا عشری جسکے ترجمہ نیرنگ فصاحت سر ورق پر لکھتا ہے حکیم ربانی خطیب لاثانی مولانا امیر المومنین علی علیہ السلام کے خطبوں فرمانوں و ملفوظات کا تمام و کمال مجموعہ ہے جسکی النسبت علامہ ابن ابی الحدید کا قول ہے کہ یہ تصنیف اپنی فصاحت بلاغت میں سوا قرآن مجید کے جملہ تصانیف انسانی سے بالاتر ہے افسوس مجتہد لاہوری سنیوں کو دہوکہ دینے کو اسی ابن الحدید کو تصدیق خطبہ شقشقیہ میں سنیوں سے کہتا ہے اور ایسا ہی اکثر دیگر مصدقین نعوذ باللہ من الکاذب المفتری الکذاب فقط ۱۲

کسی کو اپنی شیعون سے مخاطب کر کے فرماتے ہیں کیا تیرا یہ گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں قسم ہے اللہ کی میں اول اون میں سے ہون جنہون نے آپ کی تصدیق کی لہذا میں پہلا اونکا نہیں ہو سکتا جو آپ پر جھوٹ بولے بلکہ میں نے اپنی معاملہ میں نظر کی تو میرا ابو بکر او رعمر اور عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنا اونسے بیعت کرنے پر سبقت لے گیا تہا اور میری گردن میں عہدہ کا قلادہ پڑا ہوا تہا اپنی سوا غیر کی اطاعت اور بیعت کا انتہی (اوس غیر سے مراد ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بالبداہتہ ہیں) محمد حسن شیعی محشی نہج البلاغت اس خطبہ کے شرح میں لکہتے ہیں کہ آپ کے کلام سے یہہ جو تہا جملہ بیاں میں اپنے حال کے ہے بعد وفاۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مامور تہا ساتہہ نرمی کرنے کے اپنی حق طلبی میں لہذا مجہہ سے ظاہر ہوئی اطاعت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کر نیمیں بغرض پورا کرنے اوس عہد اور میثاق کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے لیا تہا نرم رفتاری کا اور یہی مضمون ہے شرح علامہ ابن ابی الحدید مسلمہ جمہور شیعہ کا شرح خطبہ مذکورہ میں اور اسی معنی کا مصدق ہے وہ خطبہ حسن جسے قطع و برید کر کے شریف رضی نے یہہ خطبہ لکہا ہے چنانچہ وہ خطبہ اس خطبہ کا ان صحیح معنون کے اعتبار سے مصدق ہے اور یہہ خطبہ اوس خطبہ کا مصدق اور وہ خطبہ یہہ ہے فی تاریخ الخلفاء فی صفحہ ۱۲۰ اخرج ابن عساکر عن الحسن رضی اللہ عنہ قال لما قدم علیؓ البصرۃ قام الیہ ابن الکوا وقیس بن عباد فقالا لہ الا تخبرنا عن مسیرک ھذا الذی سرت فیہ تتولی علی الامۃ تضرب بعضھم ببعض اعھد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھدہ الیک فحدثنا فانت الموثوق المامون علی ما سمعت فقال اما ان یکون عندی عھد من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذالک فلا واللہ لئن کنت اول من

صَدَّقَ بِهٖ فَلَا اَكُوْنُ اَوَّلُ مَنْ كَذِبَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ عِنْدِيْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فِيْ ذَالِكَ مَا تَرَكْتُ اَخَا بَنِيْ تَمِيْمِ بْنِ مُرَّةَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
يَقُوْمَانِ عَلٰى مِنْبَرِهٖ وَلَقَاتَلْتُهُمَا بِيَدِيْ وَلَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا بُرْدِيْ هٰذَا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰه
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُقْتَلْ قَتْلًا وَلَمْ يَمُتْ فُجَاءَةً مَكَثَ فِيْ مَرَضِهٖ اَيَّامًا وَلَيَالِيَ
يَأْتِيْهِ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَيَأْمُرُ اَبَا بَكْرٍ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَهُوَ يَرٰى مَكَانِيْ
ثُمَّ يَأْتِيْهِ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَيَأْمُرُ اَبَا بَكْرٍ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَهُوَ يَرٰى مَكَانِيْ
وَلَقَدْ اَرَادَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهٖ اَنْ تَصْرِفَهٗ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَبٰى وَغَضِبَ وَقَالَ
اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرْنَا فِيْ اُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِيْنِنَا وَكَانَتِ الصَّلٰوةُ اَصْلَ الْاِسْلَامِ وَهُوَ اَمِيْرُ الدِّيْنِ وَقِوَامُ
الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا اَبَا بَكْرٍ وَكَانَ لِذَالِكَ اَهْلًا لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اثْنَانِ وَلَمْ يَشْهَدْ
بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَمْ يُقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَائَةُ فَاَدَّيْتُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ
لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ فِيْ جُنُوْدِهٖ وَكُنْتُ آخُذُ اِذَا اَعْطَانِيْ وَاَغْزُوْ اِذَا اَغْزَانِيْ
وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِيْ فَلَمَّا قُبِضَ وَلَّاهَا عُمَرَ فَاَخَذَ بِسُنَّةِ
صَاحِبِهٖ وَمَا يَعْرِفُ مِنْ اَمْرِهٖ فَبَايَعْنَا عُمَرَ وَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اثْنَانِ
وَلَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَمْ يُقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَائَةُ فَاَدَّيْتُ اِلٰى عُمَرَ
حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِيْ جُيُوْشِهٖ وَكُنْتُ آخُذُ اِذَا
اَعْطَانِيْ وَاَغْزُوْ اِذَا اَغْزَانِيْ وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِيْ فَلَمَّا قُبِضَ
تَذَكَّرْتُ فِيْ نَفْسِيْ قَرَابَتِيْ وَسَابِقَتِيْ وَسَالِفَتِيْ وَفَضْلِيْ وَاَنَا اَظُنُّ اَنْ
لَّا يَعْدِلَ بِيْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى اَنْ لَّا يَعْمَلَ الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهٗ ذَنْبًا اِلَّا لَحِقَهٗ فِيْ
قَبْرِهٖ فَاَخْرَجَ مِنْهَا نَفْسَهٗ وَوَلَدَهٗ وَلَوْ كَانَتْ مُحَابَاةً مِنْهُ لَاٰثَرَ وَلَدَهٗ فَبَرِئَ مِنْهَا اِلٰى

رهطٍ من قريشٍ ستةً انا احدهم فلما جمع الرهط ظننت ان لا يعدل لوا بي
فاخذ عبدالرحمن بن عوف مواثيقنا على ان نسمع ونطيع من ولاه الله
امرنا ثم اخذ بيد عثمان بن عفان وضرب بيده على يده فنظرت في امري
فاذا طاعتي قد سبقت بيعتي واذا الميثاق قد اخذ لغيري فبايعنا
عثمان فاديت له حقه وعرفت له طاعته وغزوت معه في جيوشه
وكنت آخذ اذا اعطاني واغزو اذا اغزاني واضرب بين يديه الحدود
بسوطي فلما اصيب نظرت في امري فاذا الخليفتان اللذان اخذاها بعهد
رسول الله صلى الله عليه وسلم اليهما بالصلوة قد مضيا وهذا الذي
قد اخذ له الميثاق قد اصيب فبايعني اهل الحرمين واهل هذين
المصرين فوثب فيها من ليس مثلي ولا قرابته كقرابتي ولا علمه كعلمي
ولا سابقته كسابقتي وكنت احق بها منه ۔ فقط خلاصه ترجمه خطبہ مولا علی
شیر خدا کرم اللہ وجہہ تاریخ الخلفا کے صفحہ ۱۲۰ پر ہے ابن عساکر حسن
رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جب حضرت علی بصرہ تشریف لائے تو ابن کوا اور
قیس بن عُباد نے عرض کی کہ حضور ہمیں اس سفر سے مطلع فرمائیں کہ آپ حاکم بنکر دوسری
جماعت سے جو مقاتلہ کر رہی ہیں کیا اس معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے
کوئی فرمان ہے ہمیں آپ پر پورا بھروسہ ہے آپ نے فرمایا نہیں بخدا اس معاملہ میں
کوئی فرمان و معاہدہ نہیں اور چونکہ میں وہ ہوں جسنے اول تصدیق رسالت کی
پھر میں اول دروغگوئی کسطرح کروں اگر میری پاس کوئی فرمان و معاہدہ
ہوتا تو میں معاملہ خلافت میں برادر بنی تمیم بن مرہ صدیق اکبر اور عمر بن الخطاب کو
ممبر حضور پر نہ کھڑا ہونے دیتا اور اپنی ہاتھ سے مقاتلہ کرتا مگر چونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ قتل نہیں کیئے گئے اور اچانک دنیا سے نہیں گئے بلکہ آپ چند

روز اپنی مرض میں رہے۔ پہر جب موذن اذان دیتا تو حضور ابوبکر صدیق کو حکم فرماتے
کہ وہ لوگونکو نماز پڑہائیں باآنکہ حضور مجہی ہیں حاضر ملاحظہ فرماتے پہر دوسرے وقت
اذان ہوتی تو ایساہی ہوتا باوجودیکہ بعض ازواج نے (صدیقہ رضی اللہ عنہ)
امام بدلنے کیلیئے ہی عرض کیا تو حضور نے انتن صواحب یوسف (تم یوسف علیہ السلام سے
جہگڑنیوالیوں جیسے ہو) فرماکر حکم فرمایا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑہائیں پہر جب وفات
قیامت آیات ہوچکی تو ہمنی اپنی معاملہ میں غور کیا تو ابوبکر کو دنیا کیلیئے ہی امیر بنالیا
اسلیئے کہ حضور کی رضا اسی میں تہی اور حضور نے اصل اسلام نماز کا امام چونکہ انہیں کو
بنایا تہا اور حقیقت بہی یہی ہے کہ صدیق دین کے حاکم اور جز اسلام تہی چنانچہ ہمنی
بیعت کرلی اور فی الواقع وہ اسکے اہل تہی اور اس باعث (آخر امر میں) ہماری
جماعت کی دو مسلمان بہی اس خلافت کی مخالف نہ رہے اور ہم میں سے کسی نے (علاوہ
صدیق کے) کسے دوسرے کیلئے گواہی نہ دی اور آپکو کسینی خلافت سے معذور نہ مانا
اور میں نے صدیق کو اونکا حق ادا کیا اور اقرار اطاعت کرکی اونکی لشکر کے ساتھ
خود گیا اور جو کچھ اونہوں نے مجہی دیا میں نے لیا اور جب غزا کا حکم کیا میں غزا میں گیا اور
حدود شرعیہ میں ملزمین پر درہ میں اپنی درہ سے انکی آگے مار اکرتا تہا جب اون کا
انتقال ہوا تو عمر جانشین ہوئے اور اونہوں نے طریقہ صدیق اختیار کیا اور کسے امر معروف
میں اونکی پیروی نہ چہوڑی ہمنی عمر سے بیعت کرلی اور ہم سے (آخر امر میں) دو شخص
بہی اونکی خلافت کی مخالف نہ رہے اور کسے نے ہم میں سے اونکو عہدۂ خلافت
سے معذور نہ مانا اور میں نے اونکا حق ادا کیا اور بیعت کی اور مقر اطاعت ہو کر
اونکی ساتھ لڑائی میں گیا اور جو مجہی دیا میں نے لیا اور حسب الحکم غزا میں جاتا رہا اور
حدود کی سزائیں انکی عہد میں بہی میں نے اپنی درہ سے دیتا رہا جب انکا انتقال ہوا
تو میری دل میں قرابت بیت رسالت اور سبقت ایمانی اور فضیلت ذاتی کا گمان

پیدا ہوا اور میرا خیال بہی یہی تہا کہ لوگ اب میری طرف رجوع کرینگے اور میں
بوقت اجتماع ارباب شوری بہی اس گمان میں تہا۔ لیکن اس امر سے چونکہ ڈرتا
تہا کہ (اب بوجہ بعد زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر خلیفہ سے کوئی گناہ
سرزد ہوا تو وہ اپنی قبر میں پائیگا لہذا میں نے معہ اپنی اولاد کے خود کو اس امر سے
علیحدہ رکہنا چاہا اور خیال کیا کہ اگر فاروق کی خواہش ظاہر ہوئی تو میں اونکی اولاد
کو خلافت کیلئے منتخب کروں کہ جماعت قریش سے چھہ آدمی معہ میرے انتخاب ہوئے
(کہ خلیفہ کو اختیار کرین) اوس وقت بہی مجہے یہی گمان تہا کہ شاید لوگ میری ہی حق
میں رائے دینگے مگر باتین ہوتے ہوئے عبدالرحمن بن عوف نے جب ہمسے بہت سے
معاہدہ اس امر کی لئی کہ جسکو اللہ خلیفہ کرے اوسکی اطاعت سے کوئی سرتابی نہ کریگا
تو بموجب میری خواہش کی عبدالرحمن بن عوف نے) حضرت عثمان بن عفان کی ہاتھ پر
بیعت کرلی۔ پہر میں نے اپنی متعلق غور کیا تو چونکہ مجہی اونکی اطاعت میری بیعت کے نیسے قبل
منظور تہی اور میرا عہدہ غیر کی لئی مجہی مجبور کررہا تہا میں نے بہی بیعت کری اور عثمان
[illegible]ق ادا کردیا اور میں معترف اطاعت ہوا پہر اونکے لشکر کے ساتھ بدستور لڑائیوں
[illegible]یا اور جو اونہون نے مجہی دیا میں نے لیا اور جہان غزا کرنیکا حکم دیا میں
[illegible]ی اور سزائین غیر ملزمین کو بدستور اونکی سامنی اپنی چابک سے دیتا رہا پہر
جب پہر بلوہ ہوا اور شہید کئی گئی تو میں نے پہر اپنی معاملہ میں غور کیا تو وہ دونوں
خلیفہ تو وہ تہی کہ زمانہ سرورعالم میں نماز کیلئے منتخب ہوچکے تہی وہ گذر گئی اور یہ خلیفہ
شہید وہ ہیں جنکے بیعت کی ہئی مجہہ سے عہد لیا گیا تہا وہ بلوی میں شہید
ہوئے پہر اہل حرمین اور ان دونوں شہر والوں نے مجھ سے بیعت کی تو ایک وہ شخص
کود پڑا جو نہ میری ہم مرتبہ ہے نہ ہم قرابت نہ مجھ سے علم میں زیادہ ہے نہ برابر نہ میری
فضیلت کی مساوی ہی نہ مجہ سے سابق بالایمان اور میں بمقابلہ اوسکے زیادہ

حقدار تہا (پہلہ اشارہ غالباً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیطرف ہے) مگر حکیم ذاکر حسین مدیر اخبار اثنا عشریہ نے نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغتہ میں اس خطبہ کا ترجمہ ایسا کیا ہے کہ یہ خطبہ اوس کا مکذب ہو جائے اور وہ اس خطبہ کا مکذب ٹہیرے حالانکہ سارا مضمون اوس کا اس اصلی خطبہ میں موجود ہے اور جب دیکھا کہ اخیر کا جملہ واذا المیثاق فی عنقی لغیری میرے اولٹے ترجمہ کو غلط کئے دیتا ہے اس اخیر جملہ کا ترجمہ ہے چہوڑ دیا نیرنگ فصاحت میں آپ خطبہ مذکور کا ترجمہ اس طرح کرتے ہین قسم خدا کی میں پہلا شخص ہوں جسنے تصدیق کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کیونکر اونکا اول تکذیب کرنیوالا ہو سکتا ہوں اور یہ اوسی صبر و رضا کا پرتو ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب مینے اپنے امور پر نظر کی تو ناگاہ مینے دیکہا کہ میرا خدا کی اطاعت کرنا اپنے لئے بعیت لینے سے مقدم ہے فقط مگر باوجود بدلنی ترجمہ اور چہوڑ دینے ترجمہ اخیر جملہ کی جو اس ترجمہ کو صراحتہ غلط کئے دیتا تہا یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کرامت ہے کہ اب بہی اصل مطلب اور مقصود حضرت علی کا ہاتھ سے نہیں گیا اسواسطیکہ اس ترجمہ غلط سے بہی ظاہر ہے کہ آپنے فرمایا کہ جب مینے سوچا تو یہی دیکہا کہ اپنی واسطے بعیت لینے سے میرے لئے خدا کی اطاعت کرنا مقدم ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی اطاعت اسمین تہی کہ بطیب خاطر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اور اونکی بعد حضرت عمر کی اور پہر حضرت عثمان کے بعیت کر لون اور کسی قسم کی اول مخالفت نکروں چنانچہ اگلا جملہ جسکا ترجمہ چہوڑ دیا صراحتہ اس امر پر دال ہے اذا المیثاق فی عنقی لغیری یعنی خدا کی اطاعت انسے بعیت کرنیمیں ہی منحصر تہے اسواسطیکہ علاوہ عہد کا میری گردن میں میرے سوا دوسرون سے بعیت کرنیکا تہا جو بداہتہ خلفاء ثلثہ تہے اور اگر یہ بات نہ تہی تو کیا کسی

ایماندار کی خیال میں آسکتا ہے کہ علی شیر خدا ماحی کفر و دغا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بلکہ خارجیونکو اخواننا قد بغوا علینا (یعنی ہماری بہائیون نے ہم پر سرکشی کی) کہکر پکاریں اور پہر اونسے متعدد لڑائیان لڑیں اور حضرات خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بموجب عقیدہ حائری لاہوری فرعون نمرود کی برابر سمجہیں اور اونسے نلڑیں اور اپنی آپکو مستحق خلافت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا خلیفہ برحق مانکر خلافت کو نعوذ باللہ اونکے گمان فاسد میں کافرونکی سپرد کرکی چپکی تماشہ دیکہا کریں جسکو ادنی مسلمان بہی گوارا نہیں کرسکتا دیکہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور نے چونکہ فرما دیا تہا کہ تم کرتہ خلافت کا پہنائی جاؤگے اور لوگ اوسکو اوتروانا چاہینگے اوسکو نہ اتارنا یہانتک کہ مجھ سے ملو لہذا شہید ہوگئی مگر خلافت سے دست بردار نہوے لامحالہ حق یہی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بموجب ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم یقینا جانتے تہے کہ اللہ رسول کی رضا اسمیں ہے کہ خلافت کا ظہور اسے ترتیب پر ہو جیسا ظہور میں آیا اسیوجہ سے خلفاء راشدین ثلثہ رضوان اللہ علیہم سے بیعت کرکی ہر حالمیں اونکی خیر خواہی کرتے رہے اور بادلہم جان نثار یگدگر رہے چنانچہ خطبون آیندہ سے جنکی معانی باوصف کوشش صاحب نیرنگ فصاحت جیسا متعصب سردفتر شیعیان ہند بہی نہ بدل سکا خوب ظاہر ہے

صفحہ ۳۱۰ نہج البلاغت میں ہے خطبہ ۲

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ شَاوَرَهُ عُمَرُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى غَزْوِ الرُّومِ

سلو چنانچہ اس امر کی مؤید کتب صحاح میں تو اسقدر حدیثیں ہیں کہ اگر سب کو جمع کیا جاوے ایک ضخیم کتاب احادیث مرفوع متصل اور فقط حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال سے بنجاوے مگر طریق نمونہ چند احادیث پر کفایت کیجاتی ہے بخاری شریف سے صفحہ ۵۵۵ مشکوۃ شریف میں ہے (۱) باب فضایل ابوبکر رضی اللہ عنہ میں عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَبُو بَكْرٍ قلت ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ

المسلمين (۲) وفي تاريخ الخلفاء برواية ابن عساكر عن علي انه دخل على ابي بكر وهو مسجى فقال ما احد
القى الله بصحيفته احب الي من هذا المسجى (۳) وبرواية الطبراني عن علي رضي الله عنه قال والذي نفسي
بيده ما استبقنا الى خير قط الا سبقنا اليه ابو بكر (۴) وعن اوسط الطبراني قال علي رضي الله عنه خير الناس بعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر وعمر لا يجتمع حبي وبغض ابي بكر وعمر في قلب مؤمن (۵) واخرج ابن عساكر
عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رحم الله ابا بكر زوجني ابنته وحملني الى دار الهجرة واعتق بلالا رحم
الله عمر يقول الحق وان كان مرا تركه الحق وما له من صديق رحم الله عثمان تستحييه الملائكة رحم الله عليا دار الحق معه
حيث دار (۶) واخرج عبد الله بن احمد في زوائد الزهد عن ابن ابي حازم قال جاء رجل الى علي بن حسين فقال
ما كان منزلة ابي بكر وعمر من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كمنزلتهما منه الساعة (۷) واخرج ابن عساكر
عن طريق الحارث عن علي رضي الله عنه قال اول من اسلم من الرجال ابو بكر انتهى وفي المشكوة في صفحه ۵۵۵
في باب مناقب ابي بكر رضي الله عنه عن عائشة رضي الله عنها قالت قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه
ادعي لي ابا بكر اباك واخاك حتى اكتب كتابا فاني اخاف ان يتمنى متمن ويقول قائل انا ولا ويابى الله والمؤمنون الا
ابا بكر رواه مسلم اور ملک مغرب اور شام اور دمشق اور نہاوند اور کرمان اور سجستان بلکہ دنیا میں حضرت عمر کی
کوشش سے اسلام پھیلنی کے کافر تک معترف [illegible] ہیں اور یہ امر اتنا بدیہی ہے کہ بجز کافر اکفر اور معاند کی شاید ہی کوئی
منکر ہو واخرج مسلم عن ابن عباس رضي الله عنه قال وضع عمر بن الخطاب على سريره فتكنفه الناس يدعون ويثنون
ويصلون عليه قبل ان يرفع وانا فيهم فلم يرعني الا رجل قد اخذ بمنكبي من ورائي فالتفت اليه فاذا علي فترحم على عمر وقال
ما خلفت احدا احب الي ان القى الله بمثل عمله منك وايم الله ان كنت لاظن ان يجعلك الله مع صاحبيك وذاك
اني كنت اكثر اسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول جئت انا وابو بكر وعمر ودخلت انا وابو بكر وعمر وخرجت
انا وابو بكر وعمر فان كنت لارجو او لاظن ان [illegible] الله عنها فقط حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا راویہ حدیث
بخاری کی نسبت بھی ان حضرات کا چونکہ خاص [illegible] مشہور ہے لہذا انکی ہی جلالت شان ہو لوی نباہ علم مجتہد شیعہ
کی تفسیر عمدة البیان سے بعد ترجمہ [illegible] حدیث ذکر [illegible] ظاہر کیجاتی ہے حضرت محمد ابن حنفیہ برادر علاتی حضرت امام
حسین صاحبزادہ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والد ماجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے
عرض کیا کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کونسے وہ آدمی ہیں جو سب سے بہتر ہوں فرمایا ابو بکر میں نے عرض کیا
اونکے بعد کون فرمایا عمر پہر میں نے اس بات سے ڈر کر کہ کہیں آپ بعد حضرت عمر کے حضرت عثمان کو خیر الناس
نہ کہدیں عرض کیا کہ پہر آپ خیر الناس ہیں فرمایا نہیں ہون میں مگر ایک آدمی مسلمانون سے اور تاریخ
خلفا میں بروایت ابن عساکر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازہ
پر اس حال میں حاضر ہوئے کہ نعش کپڑے سے ڈھکی ہوئی تہی اور فرمایا کہ کوئی ایسا آدمی نہیں کہ ملاقات
کی ہو اوس نے اللہ سے ساتھ ایسے صحیفۂ اعمال کے کہ جو مجھکو زیادہ محبوب ہے اس چادر کے ڈھکی ہوئی
سے اور بروایت طبرانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے فرمایا آپنے قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ

جان میری [illegible] نے طرف کسی بھلائی کی کبھی مگر آگے نکل گئے ہم سے طرف اس [illegible] ۳۱ [illegible] ہوں حیران رہے۔ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہترین آدمیون کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر اور عمر ہیں نہیں جمع ہو سکتی میری محبت اور بغض ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا بیچ دل کسی مومن کے اور مستند ابن منیع میں ہے علی رضی اللہ عنہ سے تھے ہم تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں شک کرتے تھے اس امر میں کہ بیشک اللہ کی رحمت اور تسلی کی باتین جاری ہوتی ہیں اوپر زبان علی رضی اللہ عنہ کے اور ابن عساکر سے تخریج کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپنے فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کیجو اللہ ابوبکر پر نکاح کردیا اونہوں نے مجھسے اپنی بیٹی کا اور سوار کر کرلے گئے مجھکو دار ہجرت مدینہ منورہ تک اور آزاد کیا بلال کو (مشرکون سے خرید کر) رحم کیجو اللہ عمر پر حق بات کہدیتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو حق گوئی نے اونکو اس حالت میں چھوڑا ہے (کہ باطل پرستون سے) اونکا کوئی سچا دوست نہیں رحم کیجو اللہ عثمان پر جن سے فرشتے شرماتے ہیں رحم کیجو اللہ علی پر جدھر وہ پھرتے ہیں اودھر ہی حق پھرتا ہے اور زوائد زہد عبد اللہ ابن احمد ابن حنبل سے بواسطہ حضرت علی نقل کیا ہے کہ ابن ابی حازم فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت علی ابن حسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ حضرت ابوبکر اور عمر کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسقدر قرب تھا اور حضور کے نزدیک اونکا کیا مرتبہ تھا فرمایا ایساہی تھا جیسا اونکو اب نزدیکی حاصل ہے (یعنی تینون ایک ہی حجرہ میں مدفون اور رونق افروز ہیں) اور عساکر ابن حارث کے طریق سے نقل فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپنے بالغون میں سب سے اول جو مسلمان ہوئے وہ ابوبکر تھے، اور باب المناقب مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۵۵ میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں فرمایا مجھسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی باپ ابوبکر اور اپنی بھائی کو بلالو تاکہ میں حضرت ابوبکر کے نام خلافت نامہ لکھدون اسواسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ شاید کوئی آرزو کرنیوالا میرے بعد خلافت کے آرزو کرے اور کہے کہ میں خلیفہ ہوں اور ایسا نہیں ہوسکتا انکار رکھتا ہے اللہ اور تمام مومن سوا حضرت ابوبکر کے روایت کیا اوسکو امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور یہی وہ حدیث ہے جو حدیث قرطاس کی معنی بھی صاف کررہی ہے اور مسلم شریف میں ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ جب چارپائی پر رکھا گیا اور چارون طرف سے آدمی گھیرے ہوئے حضرت کے لئے دعا کرتے تھے اور اونپر رحمت بھیجتے اور اونکی تعریفیں کرتے میں جنازہ اوٹھائے جانیسے پہلے مشغول تھے میں بھی اونہیں میں تھا پس نہ گھبراہٹ میں ڈالا مجھکو مگر ایک آدمی نے کہ میری پیچھے سے اوسنے میری دونون بازو پکڑلئے جب میں نے اوسکی طرف دیکھا تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے پس دعاء رحمت کی حضرت علی نے حضرت عمر کے حق میں اور فرمایا کہ نہیں پیچھے چھوڑا تم نے کسی ایسے شخص کو کہ مجھکو زیادہ محبوب ہے یہ بات کہ اوسکے سے عمل لیکر اللہ سے ملوں اور قسم ہے اللہ کی میں گمان رکھتا تھا یہ کہ کریگا اللہ تم کو تمہارے دونون صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسواسطے کہ اکثر میں رسول صلی اللہ علیہ

وسلم سے سناکرتا تہا آپ فرماتے تہے کہ آیا تیرے علم میں ہے کہ دخل علی ابی بکر وہو مسبحی فقال اور ابوبکر اور عمر
اونکلا ہیں اور ابوبکر اور عمر اسواسطے میں قوی گمان رکہتا تہا کیونکہ میں یہ سنتا تہا کہ اللہ تم کو اون
دونون کے ساتھ رکہیگا انتہیٰ اور یہ تو ظاہر ہے کہ ملک مغرب و شام و دمشق نہاوند کرمان بلکہ دنیا میں
حضرت عمر نے اسلام پہیلایا جسکا انکار بجز کافر اکفر اور معاند کے یہود و نصاریٰ بہی نہیں کرتے اور جتنے
تاریخ دان ہیں سب ہی اس امر پر اتفاق رکہتے ہیں اگرچہ حضرت ابوبکر نے اور حضرت عثمان اور حضرت علی
نے بہی اسلام کے پہیلانے میں کمی نکی اور جب سوائے اہل مکہ اور مدینہ کے بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ
وسلم اکثر گاؤن والے مرتد ہوگئے حضرت ابوبکر ہی کی کوشش تہی کہ پہر اونکو جہاد کر کر راہ راست پر
لائے اور تمام مشرکون پر اس بات کو ظاہر کر دکہایا کہ ایسے نازک وقت میں بہی جب صحابہ کرام مشرکون
سے نہ ڈرے اور فقط منکرین زکوۃ پر حملہ آور ہوئے تو یہ لوگ مشرکون سے کیا ڈرنے والے ہیں اور اونکی
اس جہاد نے مشرکونکے دلون پر اہل اسلام کی شجاعت کا سکہ جما دیا اور مسیلمہ کذاب اور اوس زمانہ
کے جہوٹے مدعیان نبوۃ کو قتل کرکے فنا کر دیا اور ایسے ہی حضرت عثمان اور حضرت علی نے بہت سے
نمایان کام کئے مگر افسوس کہ اونکو باہمی جنگ و جدال ہی نے مشرکین پر حملہ آوری کی زیادہ فرصت نہ دی فقط
ذکر فضیلت صدیقہ از تفسیر عمدۃ البیان جسکے مولف کو شیعیون نے سرورق میں ان القاب سے نوازا ہے
حامی شرع سید الانس و الجان افتخار العلماء الخ جلد دوم صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ دہلی میں
ترجمہ آیۂ کریمہ **سبحانك هذا بهتان عظيم** اسطرح لکہتا ہے پاک ہے تو اس سے کہ
حرم محترم پیغمبر میں ایسی حرکت ہونے دے یہ کلام جو لوگون نے کہا ہے بہتان ہے بڑا بسبب بڑے
ہونے اسکے کہ جس پر بہتان کیا ہے اسواسطے کہ وہ حرم محترم رسول خدا ہے اور بڑا اور چہوٹا ہونا
گناہ کا باعتبار اس شخص کے ہے کہ جسکا گناہ کیا ہے اور لفظ سبحان کا اسجگہ واسطے تعجب کے ہے اس
شخص سے کہ قائل اس قول کا ہے اور فرماتا ہے **يعظكم الله** نصیحت کرتا ہے تمکو خدا کہ
ای مومنین **ان تعودوا** اس سے کہ رجوع کرو تم **لمثله ابدا** واسطے مانند اس سخن کے کبہی
یعنی جبتک کہ زندہ رہو ہرگز ایسے بات منہ سے نہ نکالنا **ان كنتم مومنين** اگر ہو تم ایمان
لانے والے اسواسطے کہ ایمان مانع ہے مومنین کے حق میں طعن کرنے کا خصوصا بیویان پیغمبرون
کی کہ انکے حق میں ایسی بات کہنی مخالف ایمان کے ہے الخ۔ پہر صفحہ ۴۳۹ جلد مذکور میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ
کہ ایک جماعت نے صحابہ میں سے قسم کہائی تہی کہ جن لوگون نے تہمت زنا کی عائشہ (رضی اللہ عنہا) پر کی
تہی اونکو تصدقات میں سے کچھ نہ دینا چاہئے اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
قسم کہائی تہی کہ مسطح رضؓ کو کچھ نہ دونگا اور انکے ساتھ سلوک نہ کرونگا کہ عائشہ رضؓ پر تہمت لگائی ہے
چنانچہ خدا منع کر کے فرماتا ہے **ولا یاتل** اور نہ قسم کہائیں **اولوا الفضل** صاحبان زیادتی مال کے جو کہ
توانگر ہیں **منكم** تم میں سے **والسعة** اور صاحبان گنجایش اور فراغت کے جو کہ آسودہ لوگ ہیں **ان يؤتوا**
اس سے کہ دیوین وہ **اولى القربى** صاحبان قرابت کو **والمساكين** اور مسکینون کو **والمهاجرين**

اِنَّكَ مَتٰى تَسِيْرُ اِلٰى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبُ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ
كَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰى بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ
رَجُلًا مِجْرَبًا وَاحْضِرْ مَعَهٗ اَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيْحَةِ فَاِنْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ
وَاِنْ تَكُنِ الْاُخْرٰى كُنْتَ رِدْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ از نیرنگ فصاحۃ

اگر آپ (اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خود بنفس نفیس دشمن کی طرف گئے اور خدا نخواستہ شکست ہوئی تو پھر سمجھلو کہ مسلمانوں کا اونکے آخر شہروں تک کوئی پناہ دینے والا اپنی بازو حمایت میں لینے والا نہوگا اور آپکے بعد ایسا کوئی نہیں جسکی طرف وہ رجوع کریں لہذا کفار روم کے مقابلہ میں کسی تجربہ کار کو اصحاب کرام سے بھیدو اور اونکے ساتھ ایسے لوگون کو بھیجو جو بلا پر صابر اور خیر خواہ اسلام ہوں پھر اگر فتح ہوی تو آپ کی خاطر خواہ بات ہوگی ورنہ تم مسلمانونکے جائی پناہ اور مددگار بنے رہو گے انتہی

یہ ترجمہ بعینہ مطابق ترجمہ صاحب نیرنگ فصاحت کیا گیا ہے جو شیعونکا بڑا مقتدا ہے تاکہ پھر کسی شیعہ کو کچھ ترجمہ کی بابت گنجایش کلام باقی نہ رہے اتنا فرق ہے کہ وہ بے ادبانہ تہا اور اسمیں طریق ادب ملحوظ رکھا گیا ہے اور صفحہ ۳۲۵ اوسی نہج البلاغت میں ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ اور ہجرت کرنے والوں کو فی سبیل اللہ والیعفوا والیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم کیا نہیں دوست رکھتے ہو تم اس بات کو کہ بخشے خدا واسطے تمہارے پس تم ہی دوسروں کے گناہ سے درگذر وا ۱۲ پھر جلد سوئم صفحہ ۳۵۶ کے آخر میں لا یستوی منکم برابر نہیں ہے تم میں سے اے مؤمنین من انفق وہ شخص کہ خرچ کرے راہ خدا میں من قبل الفتح پہلے فتح مکہ سے کہ وہ وقت مسلمانونکے زور اور قوت کے ہونے سے پہلے ہے سو ظاہر ہے کہ جسوقت مکہ فتح ہوا تو مسلمانونکی کثرت ہوگئی اور لوگ فوج فوج اسلام میں داخل ہونے لگے اور حاجت کفار سے جنگ کرنے کی نہ رہی اور ضرورت ہر ایک خرچ کی فتح مکہ سے پہلے تہی اور مؤمنین اس زمانہ میں محتاج بہی زیادہ تہے سو ظاہر ہے کہ اسوقت کے خرچ کرنیکا ثواب زیادہ تہا اسلئے خدا نے فرمایا کہ نہیں برابر وہ شخص کہ خرچ کرے پہلے فتح مکہ کے و قاتل اور جنگ کرے دشمنوں سے خدا کے اور وہ شخص کہ بعد فتح مکہ کے ۱۲

خطبہ ۱۳۴ وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدِ اسْتَشَارَهُ فِي غَزْوَةِ الْفُرْسِ بِنَفْسِهِ

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَلَا قِلَّةٍ وَهُوَ دِينُ اللّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ مَا طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُودٍ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ وَنَاصِرٌ جُنْدَهُ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ أَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوا قَلِيلًا فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ عَزِيزُونَ بِالْاِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَأَصْلِهِمْ دُونَكَ نَارَ الْحَرْبِ فَإِنَّكَ إِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ أَطْرَافِهَا وَأَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُونَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ أَهَمَّ إِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ إِنَّ الْأَعَاجِمَ إِنْ يَنْظُرُوا إِلَيْكَ غَدًا يَقُولُوا هٰذَا أَصْلُ الْعَرَبِ فَإِذَا قَطَعْتُمُوهُ اسْتَرَحْتُمْ فَيَكُونُ ذٰلِكَ أَشَدَّ لِكَلَبِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمَعِهِمْ فِيكَ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ مَسِيرِ الْقَوْمِ إِلٰى قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ هُوَ أَكْرَهُ لِمَسِيرِهِمْ مِنْكَ وَهُوَ أَقْدَرُ عَلٰى تَغْيِيرِ مَا يَكْرَهُ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ فَإِنَّا لَمْ نَكُنْ نُقَاتِلُ فِيمَا مَضٰى بِالْكَثْرَةِ وَإِنْ كُنَّا نُقَاتِلُ بِالنَّصْرِ وَالْمَعُونَةِ

ترجمہ

اور جب غزوہ فرس کے متعلق حضرت عمر نے مشورہ لیا شیر خدا نے فرمایا بیشک امر اسلام کی فتح و شکست کی کمی بیشی لشکر پر موقوف نہیں ہے وہ اللہ کا دین ہے جسکو اللہ نے سب دینوں پر غالب کیا اور یہ وہ لشکر ہے جسکی اللہ نے اتنی مدد کی جس سے اسلام اس حد تک پہونچا اور ہم اللہ کے وعدہ نصرت پر قائم ہیں اور وہ اپنی وعدہ کا پورا کرنے والا اور اپنی لشکر کا مددگار ہے اور حاکم وقت خلیفہ کی مثال ایسی ہے جیسے موتیوں کی لڑی میں تاگا کہ جس سے تمام نظام قائم رہتا ہے

اور وہ ٹوٹ گیا تو تمام موتی ایسے بکھرتے ہین جو پھر جمع کبھی نہیں ہو سکتے
اور عرب اگرچہ فی زمانہ کم ہین مگر وہ بوجہ اپنی اجتماع اور یکجہتی کی تم اوس لڑی مین مثل
تاگے کے ہو بہت ہین اور غالب ہینے والے تم کو چاہئے کہ اسلام کی چکی کے لیے مثل قطب یعنی
کیلے کے بنے رہو اور عرب اسلام کے چکی بنکر مثل چکی تمہاری گرد تمام اطراف مین جہاد
کرتے رہین تم کو چاہئے کہ لڑائی کی آگ کافرون تک یہان بیٹھے بیٹھے پہونچاتے رہو اس
واسطے کہ اگر آپ مدینہ طیبہ سے باہر چلے گئے قبائل عرب آپ پر یعنی اہل و عیال پر اطراف و
جوانب سے ٹوٹ پڑینگے یہان تک کہ پچھلو کو مدینہ طیبہ مین رہجاوینگے مستورات وغیرہ سے
انکو سنبھالنا بہت ضروری ہو جاویگا یہ بنسبت مقابلہ کرنے اور جہاد کے عجمیونسے اور
ایرانی جب آپکو دیکھینگے تو کہینگے کہ اہل عرب کی جڑ یہ ہین انکو اگر کاٹ دیا یعنی شہید کر دیا
تو ہمکو راحت حاصل ہو جاویگی اور اونکی یہ باتین اونکو سخت کر دینگی تم کو شہید بچانے
اور تمہاری ایذا رسانی اور تمہاری شہید کر دینے کی حرص پر اور یہ جو آپنے فرمایا کہ ایرانی
عجمی فوج ہمیشہ مسلمانونسے لڑنیکو نکلتی رہی ہے تمہارے مقابلہ مین اونکی نکلنے کو اللہ
کراہت سے دیکھتا ہے اور اللہ جس بات کو مکروہ رکھے اوسکی بدلنے پر قادر ہے اور یہ
جو آپ فرماتے ہین کہ اونکی تعداد بہت ہے تو ہم پہلی قلت و کثرت کو دیکھکر جہاد نہین کیا
کرتے تھی بلکہ اللہ سے فتح کی امید پر جہاد کیا کرتے تھی وفی صفحہ ۳۷۳

خطبہ ۴ وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَشَكَوْا
مَا نَقَمُوهُ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَأَلُوهُ مُعَاطَبَتَهُ عَنْهُمْ وَاسْتَعْتَبَ
لَهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ وَرَائِي وَقَدِ اسْتَسْفَرُونِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ وَ
وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا تَجْهَلُهُ وَلَا أَدُلُّكَ عَلَى شَيْءٍ لَا تَعْرِفُهُ
إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاكَ إِلَى شَيْءٍ فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِالشَّيْءِ

عہ قال ابن ابی الحدید قولہ ما نقموہ علی عثمان طلبہم منہ ما یرضیہم عنہ ۱۲

فَنُبَلِّغَکَهُ وَقَدْ رَاَیْتَ کَمَا رَاَیْنَا وَسَمِعْتَ کَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا صَحِبْنَا وَمَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ
اَوْلٰی بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ وَشِیْجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ یَنَالَاهُ فَاللّٰهَ اللّٰهَ
فِیْ نَفْسِکَ فَاِنَّکَ وَاللّٰهِ مَا تُبَصَّرُ مِنْ عَمًی وَلَا تُعَلَّمُ مِنْ جَهْلٍ وَاِنَّ الطُّرُقَ
لَوَاضِحَةٌ وَاِنَّ اَعْلَامَ الدِّیْنِ لَقَائِمَةٌ فَاعْلَمْ اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ
اللّٰهِ اِمَامٌ عَادِلٌ هُدِیَ وَهَدٰی فَاَقَامَ سُنَّةً مَعْلُوْمَةً وَاَمَاتَ بِدْعَةً
مَجْهُوْلَةً وَاِنَّ السُّنَنَ لَنَیِّرَةٌ لَهَا اَعْلَامٌ وَاِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ اِمَامٌ
جَائِرٌ ضَلَّ وَضُلَّ بِهٖ فَاَمَاتَ سُنَّةً مَاْخُوْذَةً وَاَحْیَا بِدْعَةً مَتْرُوْکَةً وَ
اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِالْاِمَامِ
الْجَائِرِ وَلَیْسَ مَعَهٗ نَصِیْرٌ وَلَا عَاذِرٌ فَیُلْقٰی فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَیَدُوْرُ فِیْهَا
کَمَا تَدُوْرُ الرَّحٰی ثُمَّ یَرْتَبِطُ فِیْ قَعْرِهَا وَاِنِّیْ اَنْشُدُکَ اللّٰهَ اَنْ لَا تَکُوْنَ
اِمَامَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْمَقْتُوْلَ فَاِنَّهٗ کَانَ یُقَالُ یُقْتَلُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِمَامٌ
یُفْتَحُ عَلَیْهَا الْقَتْلُ وَالْقِتَالُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَیُلْبِسُ اُمُوْرَهَا عَلَیْهَا
وَیَثْبُتُ الْفِتَنُ عَلَیْهَا فَلَا یُبْصِرُوْنَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ یَمُوْجُوْنَ فِیْهَا
مَوْجًا وَیَمْرُجُوْنَ فِیْهَا مَرْجًا فَلَا تَکُوْنَنَّ لِمَرْوَانَ سَیِّقَةً یَسُوْقُکَ حَیْثُ
شَآءَ بَعْدَ جَلَالِ السِّنِّ وَتَقَضِّی الْعُمُرِ فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
کَلِّمُوا النَّاسَ فِیْ اَنْ یُؤَجِّلُوْنِیْ حَتّٰی اُخْرِجَ اِلَیْهِمْ مِنْ مَظَالِمِهِمْ فَقَالَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا کَانَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلَا اَجَلَ فِیْهِ وَمَا غَابَ فَاَجَلُهٗ وُصُوْلُ
اَمْرِکَ اِلَیْهِ

ترجمہ مطابق نیرنگ فصاحت بطریق ادب

نیرنگ فصاحت صفحہ ۲۳۶ اور یہ وہ آپکا کلام ہے جو اوسوقت فرمایا تھا

جب لوگ آپکے گرد ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ اون حقوق
کے پورا کرنیمیں کوتاہی کرتے ہیں جنکے پورا کرنیسے سب اون سے راضی رہیں اور عرض
کیا کہ ہماری معاملہ میں آپ اونسے بات چیت کریں لہذا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا لوگ میرے پیچھے آرہے ہیں اور اونہوں نے
مجھے آپکے پاس اپنا سفیر بناکر بہیجا ہے خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں اون سے کیا کہوں
میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا جسکو تم نہ جانتے ہو اور ایسی کوئی بات نہیں کہ تم
اوس سے جاہل ہو تا کہ میں تم کو بتلاؤں جو ہم جانتے ہیں بلاشبہہ تم اوسکو خوب جانتے
ہو کسی امر میں ہم نے آپسے پیش قدمی نہیں کی جسسے ہم آپکو خبر دیں اور نہ حضور کے
ساتھ ہم ایسے کبہی نہیں رہے کہ اوس تنہائی کی خبریں ہم کو آپ تک پہونچانی پڑیں
جیسے ہم نے حضور کو دیکھا ویسے ہی تم نے دیکھا اور جیسے ہم نے حضور کی باتیں سنیں
ویسے ہی تم نے سنیں اور جیسے ہم حضور کی صحبت میں رہے ویسے ہی تم بہی رہے حضرت
ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو کچھ تم پر زیادہ اولیت حاصل نہ تہی اور تم قریب تر رشتہ
دار ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بہ نسبت شیخین کے حضور سے ذی رحم ہونیکا یعنی
دوہری دامادی کا تعلق اور زیادہ ہے پس ڈرو اللہ سے اور ڈرو بیچ معاملہ جان اپنی
کے اسواسطے کہ خدا کی قسم تم ایسے نہیں کہ نابینا ہو تا کہ تمکو بینا بنایا جاوی یا جاہل ہو کہ
سکہایا جاوے راستے شریعت کے کہلے ہوئے ہیں اور نشانیں دین کی قائم اور افضل
تر اللہ کے نزدیک اوسکی بندوں سے امام عادل راست رو ہے جو سنتوں معلومہ کو قائم کرے
اور بے سند مدعیوں کو نیست و نابود اور بلاشبہ نشان سنت کے روشن ہیں اور
برا زیادہ آدمیوں کا اللہ کے نزدیک امام ظالم ہے کہ خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کرے
طریق سنت کو مٹادے اور چہوٹی ہوئی بری رسموں کو زندہ کرے میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ظالم امام کو ایسی حالت میں لایا جاویگا

کہ کوئی اوسکا مددگار اور عذر خواہ نہو اور جہنم میں ڈالدیا جاویگا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں خدا کرے تم وہ امام اس امت کی نہو جو قتل کیا جاوے اسواسطے کہ حضور کے زمانہ میں کہا جاتا تہا کہ قتل کیا جاویگا بیچ اس امتہ کے ایک امام کہ اوسکے قتل سے اس امت پر باہم قتل و قتال کا قیامت تک کے لئے دروازہ کہولدیا جاویگا امور اسلامی انلوگوں پر مشتبہ ہو جاویں گے اور فتنے قائم حق و باطل میں تمیز نہ کرسکیں گے فتنے موجزن رہیں گے چراگاہ فتنون میں چریں گے لہذا ہمکو مناسب ہی کہ مروان جسطرف آپکو لے جاوی نہ جاؤ ماشاء اللہ آپنے رگ عمر رسیدہ ہیں یہ سنکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان بلوائیونکو سمجہا دو کہ مجہہ کو اتنی مہلت دیں کہ جو ان کی مظالم کی شکایتیں رفع کردوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جو حقوق اہل مدینہ کے ہیں اوسمیں مہلت کی ضرورت نہیں یہانکے بیت المال سے ادا کردو اور باہر والونکے حقوق ادا کرنمیں اتنی مہلت ہے کہ آپکا حکم وہانکے عاملونکے پاس پہنچ جاوے (اور وہ وہان والونکے حقوق ادا کردیں)

خطبہ ۵

وَفِي صفحہ ۲۹۸ نہج البلاغت مِنْ كَلَامٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَيَهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَخَيْرُ النَّاسِ فِيَّ حَالًا عَلَى النَّمَطِ الْأَوْسَطِ فَالْزَمُوهُ وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ أَلَا مَنْ دَعَا إِلَى هٰذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوهُ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ عِمَامَتِي هٰذِهِ انتہی

ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بعض خطبون سے یہ ہے فرمایا آپنے میری معاملہ میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہونگے ایک حد سے زیادہ محبت رکہنے والا کہ میری محبت اوسکو ناحق کی طرف لیجاوے (یعنی میں جنکی تعریف کروں میری

کہنے کو بہونہ مانین اور اوسکو تقیہ اور میری بزدلی پر محمول کر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستونسے دشمنی رکھے یون نہین فرمایا کہ مثل نصیریہ کی کافر ہوجاوین) اور ایسے ہی محبسے بغض بیحد رکہنے والا کہ اوسکو میرا بغض ناحق کیطرف لیجاوے (مثل خارجیون کی یہ نہین فرمایا کہ کافر ہوگا اسواسطے کہ آپکے بعض خطبونسے ظاہر ہے کہ آپ خارجیون کو کافر نہین جانتے تہے اور اونکو اپنا بہائی اسلامی سمجہتے تہے) اور بہتر آدمیون کا میری معاملہ مین متوسط راہ چلنے والا ہے لہذا تم متوسط راہ چلنے والون کی صحبت لازم پکڑنا (اور چونکہ اوس فرقہ متوسط راہ روکی پہچان یہ ہے کہ وہ تمام فرقون اہل اسلام سے باعتبار تمام دنیا کے مسلمانونکے بڑی جماعت والا ہوگا) لہذا فرمایا تم سواد اعظم یعنی بڑی جماعت والے فرقہ کو (جو اہل سنت کا فرقہ ہے) لازم پکڑنا اسواسطے کہ اللہ کا ہاتھ بڑی جماعت پر ہوتا ہے اور بچو فرقہ بندونسے اسواسطے کہ جو فرقہ بڑی جماعت مسلمانونسے نکل گیا اوسکا حقدار شیطان ہے جیسے بکریونکی جماعت سے نکل جانے والی بکری کا حقدار بہیڑیا ہوتا ہے خبردار رہو جو شخص شعار فرقہ بندی کیطرف بلاوے اوسکو قتل کردو اگرچہ وہ میری اس عمامہ کے نیچے امن لئے ہوئے ہو اس خطبہ سے صاف ظاہر ہے کہ سب سے بڑی جماعت شیعۂ اولی کی ہے جنکو اہل سنت والجماعت کہتے ہین اور وہ مقلدین مذاہب اربعہ ہین محدود ہین اور جب وہ شیعہ علی جو وقت بیعت کرنے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت امام حسن سے باغی ہوگئے اور اونکا نام عار الاسلام اور مذل المومنین تک کہا اور یہ چہوٹی سی جماعت غالباً وہی

علہ عبارت آخر خطبہ ۱۱۶ صفحہ ۲۹۰ نہج البلاغت جلد اول انما اصبحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الزیغ والاعوجاج والشبہۃ والتاویل یعنی ہم اپنی اسلامی بہائیونسے اونکی کجروی اور شبہہ مین پڑجانی اور تاویل غلط کرنیکی وجہ سے لڑرہے ہین نہ کہ بوجہ کفر کے انتہی اس خطبہ کے مخاطب ابتدا خطبہ سے خارجی ہین لامحالہ آپکی مراد ہلاک ہونے والون دو فرقون سے روافض شیعہ اور خوارج ہین نہ روافض نصیریہ جو حضرت علی کو خدا جانتے ہین اور نہ وہ خوارج جو بوجہ انکار ضروریات دین کافر ہوگئے ہین فقط

ہی جسکی نافرمانی کی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی اکثر خطبون مین ذکر کیا ہے
اور باایں ہمہ اپنی آپکو یہ جماعت شاذہ شیعہ علی ہی کہتی رہے اور اوس بڑی جماعت شیعان علی کرم اللہ
وجہہ نے ہر حالت میں حضرت علی اور صحابہ کرام اور اہل بیت عظام وخصوصا حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ کے مطیع اور فرمانبردار رہی اور ہے بموجب تحقیق مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ
الرحمہ محدث دہلوی کے تحفہ میں اپنا نام بغرض رفع اشتباہ اہل سنت والجماعت کہا
یعنی حدیث اور سنت کے پیرو اور بموجب فرمان علی کرم اللہ وجہہ فرقے بندی سے
بچنے والے اور جماعت کے ساتھ رہنے والے اب علاوہ خطبہ مذکورہ اس سے زیادہ صحیح
حقانیت خلافت خلفاے ثلثہ کے متعلق حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا
یہ خطبہ ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکہا تہا صفحہ ۸ جلد دوم نہج البلاغت
میں ہے مکتوب حضرت علی بمعاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ ع۶

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ بَیْعَتِیْ یَا مُعَاوِیَۃُ لَزِمَتْکَ وَاَنْتَ بِالشَّامِ فَاِنَّہٗ بَایَعَنِیْ
الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ عَلٰی مَا بَایَعُوْھُمْ
عَلَیْہِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّاھِدِ اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ اِنَّمَا الشُّوْرٰی
لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِذَا اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَّسَمَّوْہُ اِمَامًا کَانَ لِلّٰہِ رِضًا
فَاِنْ خَرَجَ مِنْھُمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَۃٍ رَدُّوْہُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْہُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْہُ
عَلَی اتِّبَاعِہٖ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَلَّاہُ اللّٰہُ مَا تَوَلّٰی وَاَصْلَاہُ جَھَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِیْرًا ترجمہ لیکن بعد حمد وصلاۃ کے معلوم ہوا ے

معاویہ میری بیعت تمہارے اوپر لازم ہوگئی جب تم شام میں تہی اسواسطے کہ
مجہسے وہ لوگ بیعت کرچکے تہے جنہوں نے ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے
بیعت کی تہی اور اونہیں شرطوں پر بیعت کرچکے تہے جن شرطوں پر خلفائے ثلثہ
رضوان اللہ تعالی اجمعین سے بیعت کی تہی اور وہ ایسی بیعت تہی کہ نہ کسیکو

حاضرین میں سے اوسکی مخالفت کا اختیار تہا اور نہ کسی غیر حاضر کو جو اوسوقت غائب تہا اوسکے رد کرنیکا مجاز اسواسطے کہ اصحاب شوری مہاجرین اور انصار ہیں جسکو وہ امام بنالیں اور اوسکی امامت پر اجماع کرلیں اونکا اجماع مرضی خدا کے موافق ہوتا ہے لہذا جو کوئی کسی طعنہ یا بدعت کی تہمت کے ساتھ اوس اجماع سے خروج کرلے وسکو چاہئے کہ جبراً اوس اجماع کیطرف بلاویں اور اگر وہ انکار کرے تو بوجہ مخالفت کرنے اوس شخص کے سبیل مومنین سے اوسکو قتل کردو اور بوجہ اوس مخالفت کے پہیر دیگا اوسکو اللہ اوس گمراہی کیطرف جس گمراہی کیطرف اوسنے پہرنے کا ارادہ کیا ہے اور پہونچا دیگا اوسکو جہنم میں جو برا ٹہکانہ ہے انتہی - اس آخر جملہ میں حضرت مولا علی اس آیۃ کریمہ کیطرف اشارہ فرماتے ہیں وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ یعنی جو کوئی پیروی کرے اوس راہ کی جو مخالف اجماع اہل ایمان ہے جسنے مراد خطبہ مذکورہ میں اجماع مہاجرین وانصار ہے پہیر دینگے ہم اوسکو اوسطرف جسطرف وہ پہرا ہے اور پہونچاوینگے ہم اوسکو جہنم میں اور جہنم برا ٹہکانہ ہے مگر جائری اس اجماع مہاجرین وانصار کو جسکے ساتھ حضرت مولے علی کرم اللہ وجہہ اپنی خلافت اور خلافت خلفاء راشدین سیدنا ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی برحق ہونیکا ثبوت دے رہی ہیں اور اس اجماع کی مخالف کو جہنمی بموجب آیہ کلام اللہ ومن یتبع بتا رہی ہیں اسطرح توڑکر اپنی جہنمی ہونیکا بموجب فرمان علی کرم اللہ وجہہ ثبوت آپہی دی رہی ہیں آپ اپنی رسالہ خلافت قرآنی کے صفحہ ۵ میں لکہتی ہیں خلافت اجماعیہ کسیطرح صحیح اور حق نہیں ہوسکتی کیونکہ (آیہ کریمہ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً میں) لفظ جاعل اسم فاعل کا صیغہ ہے جو ماضی وحال واستقبال تینون زمانونپر حاوی ہوتا ہے پس جاعل کیساتھ انی شامل کرنیسے خدانے اس آیۃ میں قیامت تک آنیوالی

نسلونکو یہ ثابت اور ظاہر کر دیا کہ ہر زمانہ میں خلیفہ بنانیوالا میں ہوں یہ سبحان اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باب مدینہ علم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام قرآنسے جاہل جاننا یہ انکاہی کام ہے کاش وہ ہدایۃ النحو ہی کسی طالبعلم سے پڑھ لیتے تو کبھی اتنی جرئت نہ کرتے۔ حائریجی کو جاننا چاہئے کہ اسم فاعل اپنی فعل کا سا عمل جب کرتا ہے جب فقط حال کے معنی دے یا فقط استقبال کے اور مبتدا کے بعد ہو جیسے آیہ کریمہ میں انی کی بعد جاعل ایسے ہی ہے مثل اپنی فعل جعل کے خلیفہ اپنی مفعول کو نصب دیا ہے اسواسطیکہ یہاں بمعنی حال میں ہے نہ کہ استقبال اور نہ معنی ماضی میں اسواسطیکہ جب ماضی کی معنی دیتا ہے تو اپنی معمول کیطرف مضاف ہوتا ہے۔ ہدایۃ النحو مجتبائی کی صفحہ ۸۷ اور مفصل زمخشری مطبوعہ مجیدیہ کے صفحہ ۱۵۸ میں تو اسیطرح ہے۔ حائریجی کو چاہئے کہ اب اپنی کو جہنمی ہونیسے بچائیں اور حضرت علی کے اجماع غبتہ القرآن کو تسلیم کریں و ما علینا الا البلاغ۔ البتہ اس خطبہ سے یہ شبہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جیسے بوجہ نہ ماننی اجماع مہاجرین اور انصار کے حائریجی کا جہنمی ہونا بموجب فتوائے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ثابتہ ہوتا ہے بادی النظر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس فتوی کی زد میں آتے ہیں اس واسطیکہ بموجب قاعدۂ مشہورہ للاکثر حکم الکل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اجتہاد سے آپکی خلافت پر اجماع کامل ہو چکا تہا۔ اسی بنا پر حضرت شیر خدا ایسا تحریر فرما رہے ہیں اور بوجہ مخالفت طلحہ و زبیر رحمہ اللہ کے بعد بیعت خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ اپنی اجتہاد میں اس اجماع کو مثل اجماع خلافت شیخین اجماع کامل نہیں سمجھتی تہی۔ اور خطائے اجتہادے معاف ہوتی ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطائے اجتہادی ہم مثل حائریجی کیونکر ہو سکتی ہیں تو لا محالہ حائریجی کو ہی منکر اجماع بنکر حسب فتوائے شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ جہنمی بننا پڑا۔ نعوذ باللہ خطبہ ۷ اور صفحہ ۱۶۵ نہج البلاغت میں ہے اور اسکی شرح ابن ابی

الحدید کی صفحہ ۹۲ میں ہے عن امیر المومنین علیہ السلام انّہٗ قال لِلّٰہِ
بلاد فلانٍ لقد قوّم الاود وداوی العمد واقام السنّۃ وخلف البدعۃ
ذھب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا وسبق شرّھا ادّی الی اللّٰہ
طاعتہ واتقاہ بحقّہ رحل وترکھم فی طرق متشعبۃ لا یھتدی فیھا
الضّالّ ولا یستیقن المھتدی ترجمہ

علامہ ابن ابی الحدید شیعی جنکو صاحب نیرنگ فصاحت حکیم ذاکر حسین اختر بھیر یلوی
مدیر اخبار اثنا عشری دہلی بہی نہایت تعظیم سے یاد کرتے ہیں اور خوبی فصاحت
نہج البلاغت پر اونکی شہادت پیش کرتے ہین شرح خطبہ ہذا صفحہ ۹۲ مجلد ثالث
جلد بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ للّٰہ بلاد فلان کی معنی یہ ہین کہ واسطے اللہ ہی
کے ہین وہ شہر یعنی اونکی عظمت جنہون نے پیدا کیا اور پرورش کیا فلان نے
یعنی عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو جسنے سیدہا کردیا اون طریقون کو جو ٹیڑہے
تہے اور دوا کی اونکی جن کے دل بیمار تہے اور قائم کیا سنت کو اور پیچہے چہوڑا فتنہ کو گئے
دنیا سے اس حالت میں کہ مثل پاک صاف کپڑے کی گناہون سے پاک صاف تہے
بہت کم عیب رکہنے والے تہے پہونچے وہ سنت یا خلافت کی بہلائی کو اور آگے نکل گئے
فتنون کے شر سے (جو بعد اونکے امور خلافت میں واقع ہوئے) ادا کیا اللہ کیطرف
اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو اور زیادہ ڈرنے والے تہے اللہ سے اوسکے حق ادا کرنے
مین سفر کیا دنیا سے اور چہوڑ گئے لوگونکو ایسے مختلف طریقون میں کہ گمراہ اون طریقونمیں
پڑکر ہدایت نہین پا سکتا اور ہدایت یافتہ اپنی ہدایت پر یقین نہین کر سکتا انتہی
علامہ ابن ابی الحدید ممدوح ذاکر حسین مذکور مترجم نہج البلاغت کی شرح سے خطبہ مذا
کے یہی معنی ظاہر ہیں اسواسطے کہ علامہ مذکور اس خطبہ کے متعلق اپنی شرح میں لکہتے
ہیں کہ مجہکو شریف رضی جامع نہج البلاغت کے ہاتھ کا لکہا ہوا نسخہ ملا شریف

بسلسلہ حاشیہ صفحہ ۴۱ چنانچہ ظاہر ہے کہ بعد شہادۃ عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسا
فتنہ قائم ہوا کہ جو بلوائی تھے وہ تو اپنی گمراہی پر اڑے رہے اور جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد کی وہ بھی پریشان
ہی رہے اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زمانہ خلافت تو سارا ہی جنگ و جدال باہمی میں گذر گیا ہو ظاہر
من کتب التواریخ چنانچہ مقابلہ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہم کے موقعہ پر بعض صحابہ اس حدیث پر عمل کر کے کہ
جب دو مسلمانوں میں لڑائی ہو تو لکڑی کی تلوار بنا کر گھر بیٹھ جانا۔ گھر بیٹھ رہے اور حضرت ابن کوا جیسے مخلص علی
رضی اللہ عنہ کو شبہ پیدا ہو گیا کہ خوارج کی جماعت بڑی ہے لہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں عرض
کر بیٹھے کہ بڑی جماعت خوارج کی ہے اور آپکی جماعت قلیل اور حضور نے سواد اعظم کے اتباع کو فرمایا ہے تو
حضرت علی نے فرمایا کہ سواد اعظم باعتبار تمام دنیا کے مسلمانوں کے ہے نہ کہ صرف ایک جگہ کے۔ لہذا اگر اہل حق سے
کسی مقام پر ایک ہی رہ جائے تب بھی تمام دنیا کے اہل حق کو ساتھ لیکر وہ بڑی جماعت والا ہو گا اور
اہل باطل اگر کسی مقام پر بکثرت جمع ہو جائیں تو ساری دنیا کے اہل باطل کو بھی ساتھ لیکر مصداق سواد
اعظم نہیں بنسکتے بلکہ فرقہ بند اور کم ہی رہینگے جیسا کہ منتخب کنز العمال میں ہے۔ بلکہ باہم بطریق چشم نمائی
اور اپنی اپنی اجتہاد کے حضرت علی اور معاویہ اگرچہ لڑ رہے تھے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی لشکریوں
کو بار بار یہی فرماتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو قتل لشکریان معاویہ سے بچو اور اسیطرح حضرت معاویہ
اپنی لشکریوں کو۔ چنانچہ حضرت زبیر سے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیطرف تھے صفحہ ۱۶۶ جلد اول مسند
امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ میں منقول ہے حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْبَصْرِیُ رحمہ اللہ قَالَ جَاءَ
رَجُلٌ اِلَی الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَقَالَ اَقْتُلُ لَکَ عَلِیًّا قَالَ لَا وَکَیْفَ تَقْتُلُہٗ وَمَعَہٗ
الْجُنُوْدُ قَالَ اَلْحَقُ بِہٖ وَاَفْتِکُ بِہٖ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَلْاِیْمَانُ قَیْدُ الْفَتْکِ لَا یُفْتِکُ مُؤْمِنٌ۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں ایک شخص نے
حضرت زبیر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں آپکی طرف سے حضرت علی کو قتل کر دوں فرمایا نہیں اور تو
انہیں کیسے قتل کر سکتا ہی جبکہ اونکی ساتھ کافی لشکر ہے کہا میں ونسے ملکر اچانک شہید کر دونگا فرمایا
ایمان اچانک قتل کرنیسے روکتا ہے اور کسے مؤمن کا اچانک قتل جائز نہیں اور تاریخ ابو الفدا میں حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ سے صراحتہ منقول ہے آپ اپنی لشکریوں کو حضرت علی کے لشکریوں میں سے کسیکے
بھی قتل کرنیسے خوش نہ تھی بلکہ منع فرماتے تھی اور ایسے ہی حضرت علی = اور یہی صورت وقت باہم
لشکر کشی حضرت امام حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما کے ان دونوں کے اقوال افعال سے ظاہر ہے چنانچہ ص ۳۷۳
جلد اول بخاری شریف میں ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ الْبَصْرِیَّ یَقُوْلُ
اِسْتَقْبَلَ وَاللّٰہِ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِیٍّ مُعَاوِیَۃَ بِکَتَائِبَ اَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو
ابْنُ الْعَاصِ اِنِّیْ لَاَرٰی کَتَائِبَ لَا تُوَلِّیْ حَتّٰی تَقْتُلَ اَقْرَانَہَا فَقَالَ لَہٗ مُعَاوِیَۃُ
وَکَانَ وَاللّٰہِ خَیْرَ الرَّجُلَیْنِ اِنْ ہٰؤُلَاءِ ہٰؤُلَاءِ وَہٰؤُلَاءِ ہٰؤُلَاءِ مَنْ لِیْ بِاُمُوْرِ

النَّاسِ مَنْ لِّي بِنِسَآئِهِمْ مَنْ لِّي بِضَيْعَتِهِمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ فَقَالَ اِذْهَبَا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُوْلَا لَهٗ وَاطْلُبَا اِلَيْهِ فَاَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا فَقَالَا لَهٗ وَطَلَبَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا حَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ اِنَّا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ اَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِيْ دِمَائِهَا قَالَا فَاِنَّهٗ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ اِلَيْكَ وَنَسْئَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِّيْ بِهٰذَا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهٖ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا اِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهٖ فَصَالَحَهٗ قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرَةَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَفِيْ صفحہ ۱۰۲ من الجزء الاول لمسند الامام احمد رحمہ اللہ عَنْ زِرٍّ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ قَاتِلَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِيَدْخُلَنَّ قَاتِلُ ابْنِ صَفِيَّةَ النَّارَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَّاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ (ابْنُ صَفِيَّةَ) ابو موسی رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سنا میںنے حسن بصری رحمہ اللہ سے فرماتے تہے قسم ہے خدا کی امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما جب بہت لشکر مثل پہاڑونکی ہمراہ لیکر مقابلہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکلے عمرو بن عاص نے حضرت معاویہ سے کہا میرے گمان میں یہ لشکر ایسے ہیں کہ کبھی پیٹھہ نہ پہیرینگے یہان تک کہ انکی سر تن سے جدا کئی جاوین یہ سنکر حضرت معاویہ نے جو عمرو اسسے بہتر تہے کہا اگر ہمارے لشکریون نے انکو قتل کیا یا اونکے لشکریوان نے ہمارے لشکریون کو تو کون ایسا ہے جو طرفین کے مسلمانونکی کامون کا کفیل ہو اور اونکی عورتون اور بچون کی کفالت کا ذمہ وار پہر حضرت معاویہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دو قریشی قبیلہ بنی عبد الشمس سے بہیجے جنمیں سے ایک کا نام عبد الرحمن بن سمرہ اور دوسرونکا عبد اللہ بن عامر تہا اور کہا کہ تم اونکی خدمت میں جاؤ اور میری طرف سے عرض کرو کہ (برائے چندے مجکو خلافت عطا کردیجے اسواسطیکہ میں اسوقت سے منتظر خلافت ہون جبسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپنے فرمایا اے معاویہ جب تم مالک بنو تو نیکو کا رسے پیش آنا)

(اس حدیث کو مصنف ابوبکر بن شیبہ اور بکر طبرانی سے بروایت عبد اللہ بن عمر تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے) (لہذا میں طلب خلافت میں مجبور ہوں کہ آپکی بہ نسبت بہت عمر رسیدہ ہو گیا پھر اگر مر گیا تو اس حدیث پر عمل کرنیسے محروم رہ جاؤنگا) اور اس معاملہ میں میری طرفسے اچھی گفتگو کرو اور یہ کہو کہ وہ آپسے مانگتی ہیں پس ان دونوں نے حضرت امام حسن کی خدمت میں حاضر ہو کر بات شروع کی اور (قرینہ سے ظاہر ہے کہ وہی باتیں کہیں جو ہم قرینۃ اوپر لکھ آئے ہیں) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اونہیں جواب میں فرمایا کہ ہم بنو عبد المطلب ہیں اور ہم اس مال کی (جسکا تعلق خلافت سے ہے) مالک ہوئے اور یہ امت اپنی خونیں لوٹنی پر آمادہ ہے اون دونوں نے عرض کیا کہ معاویہ آپ پر آپکی رضامندی کی امور پیش کرتے ہیں اور جن شرطوں پر آپ فرمائیں وہ آپسے خلافت مانگتی ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں خلافت دیدوں تو اون شرطوں کے پورا کرنیکا کون ضامن ہوتا ہے دونوں نے عرض کی ہم ضامن ہیں پھر جسقدر شرطوں کا سوال حضرت امام حسن پیش فرماتے رہے دونوں اوسکے جواب میں یہی کہتی رہے کہ ہم اون شرائط کے پورا کرانیکے ضامن ہیں پھر حضرت امام حسن نے پیغام صلح قبول فرمالیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ظہور اوس حدیث کا تہا جو میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے سنی تہی فرماتے تہی دیکہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اوپر ممبر کے اس حالت میں کہ حضرت حسن بن علی ممبر پر آپکی برابر بیٹھی ہوئے تہی اور حضور کبہی لوگوں کیطرف متوجہ ہوتے تہی اور کبہی امام حسن رضی اللہ عنہ کیطرف اور فرماتے تہی یہہ میرا بیٹا سید ہے اور البتہ اللہ صلح کرائیگا اونکے ذریعہ سے درمیان دو بڑی جماعتوں کے مسلمانوں سے اور صفحہ ۱۰۲ جلد اول مسند امام احمد حنبل میں ہے حضرت زر بن حبیش سے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ قاتل زبیر ابن عوام دروازہ پر حاضر ہے آپنے فرمایا البتہ البتہ قاتل ابن صفیہ یعنی زبیر رضی اللہ عنہ جہنم میں داخل ہوگا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تہی واسطے ہر نبی کی کوئی ناصر و مددگار ہوتا ہے اور میرے ناصر و مددگار زبیر بن صفیہ ہیں = اور ایسا ہی ثابتہ ہے نہج البلاغتہ سے جو بالاتفاق شیعونکی نزدیک اگرچہ بظاہر اعتبار میں قرآن مجید سے زائد نہیں مگر برابر تو ضرور ہے صفحہ ۱۸ جلد دوم نہج البلاغتہ مطبوعہ مصر میں ہے وَمِنْ وَصِيَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامِ لِعَسْكَرِهِ قَبْلَ لِقَاءِ الْعَدُوِّ بِصِفِّيْنَ لَا تُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى يَبْدَؤُكُمْ ـ یعنی اونسے قتل و قتال شروع نہ کرو جبتک تمکو وہ قتل کرنا شروع نہ کریں بلکہ قتل و قتال تو درکنار جنگ صفین میں حضرت اسد اللہ رضی اللہ عنہ اپنی یاروں اور لشکریوں کو فرماتے کہ میں اس سے ناخوش ہوں کہ تم لشکریان معاویہ کو گالی دینی والے بنو اور یہہ دونوں خطبہ انشاء اللہ باب چہارم میں پوری نقل کیی جائینگے - ان تمام روایتوں سے ثابتہ ہو گیا

شریف رضی نے لفظ عمر کے جگہ تحریف کرتی وقت اگرچہ فلان لکھدیا مگر بطریق یادداشت فلان کے نیچے لفظ عمر ہی لکھدیا تھا پھر لکھتے ہیں مجھ ہی یہی مضمون بیان کیا حماز ابن سور موسوی ادیب ور شاعر نے اور مینے سوال کیا یحیی ابن ابو زید علوی نقیب ابو ابو جعفر سے اس خطبہ کی نسبت تو اسنے کہا یہ خطبہ حضرت عمر ہی کی شان میں ہے مینے کہا امیر المومنین علی علیہ السلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسقدر صفت و ثنا کرتے ہیں کہا ہاں مگر امامیہ شیعہ کہتے ہیں کہ یہ خطبہ بطور تقیہ اور اپنی یارونکی گانٹھنے کے لیے تھا جو بوجہ حسن سیرت اور عدل و انصاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معتقد ہو چکے تھے اور شیعہ زیدیہ صالحیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوئی بیجا تعریف نہیں کی بلکہ فی الواقع جن صفات کے وہ مستحق تھے اونکو بمقتضائے اپنی شان صداقت کے سچ سچ بیان کر دیا اور شیعہ جارودیہ زیدیہ کہتے ہیں کہ یہ خطبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے معنی یہی ہیں مگر بطریق تعریض اونکی برائی مقصود ہے علامہ ابن الحدید فرماتے ہیں مگر جب میں نے جارودیوں سے کہا کہ بعد وفات عثمان رضی اللہ عنہ بلا وجہ علی رضی اللہ عنہ کا اپنی عہد خلافت میں اس درجہ تعریف کرنے کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرسکتا کہ سچی تعریف نہو خصوصاً شیر خدا علی اسد اللہ قالع باب خیبر مصداق لایخاف لومۃ لائم کی نسبت کوئی محبان اہل بیت سے نہین کہ سکتا کہ بلا وجہ علی رضی اللہ عنہ اس درجہ جھوٹی تعریف کرگئی اور نعوذ باللہ منافقانہ چال چلے اور جب اس درجہ حضرت امیر علیہ السلام سے تعریف پائی جاتی ہے تو بلاشبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مطعون کرنی والے

بقیہ۔ نہ بعد وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ بموجب پیشینگوئی خطبہ مذکور انمیں سے کسی ہدایت یافتہ کو ایسی لڑائیونکی بہتری پر اطمینان نہ تھا اور جو کوئی انمیں گمراہ ہوگیا وہ ہدایت نہ پاسکا چنانچہ بعد قضیہ حکمین بعض لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شیعوں سے ایسے بگڑے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ و عمرو بن عاص رحمہم اللہ تینونکی دشمن جانی بنگئے چنانچہ صـ ۱۱۸ تاریخ الخلفاء مطبوعہ لاہور میں ہے کہ ابن ملجم مرادی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادۃ کا بیڑا اٹھایا اور کرھی گذرا اور برک بن عبد اللہ تمیمی آمادہ قتل معاویہ رضی اللہ عنہ ہوگیا اور عمر بن بکیر عمرو بن عاص کے خون کا پیاسا ۱۳

جھوٹے ثابت ہوتے ہین اور تکذیب کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تو جار
و دیوانسے مجھکو کوئی جواب نہیں ملا اسیطرح یہی معنی خطبہ مذکور کے تمام فرقون
شیعون کے نزدیک مسلم مانکر سب کی تاویلات بے معنی کو رد کر کے علامہ ممدوح نے
خطبہ ہذا کو حضرت عمر کی شان مین تسلیم کیا ہے پھر ایسے علامہ ادیب فصیح و بلیغ کے تسلیم
کردہ معنی کو رد کرنا ذاکر حسین مدیر اخبار اثنا عشری کا خود علامہ ممدوح کو اتنا
بڑا ادیب مانکر کہ جنکی شہادت فصاحت و بلاغت نہج البلاغت پر سرورق نیرنگ
فصاحت میں پیش کی ہے خود اپنی قول کی تکذیب کرنا ہے اور علامہ ممدوح کو فاضل و
ادیب مانکر جاہل قرار دینا اور تمام قدمائے فرقہ امامیہ کو جو بموجب تحقیق علامہ مذکور۔ اس
خطبہ کو محمول تقیہ پر کرتے چلے آئے ہیں قید تقیہ سے رہا کر کر بموجب حدیث کافی کلینی
لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِیَّۃَ لَہٗ بے ایمان قرار دینا اور مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ
بھی تحفہ میں خطبہ ہذا کے یہی معنی تحریر فرماکر تحریر فرماتے ہیں کہ فلان سے مراد اکثر شراح
نہج البلاغت کے نزدیک حضرت ابوبکر ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت عمر اور بقول شیعہ
صالحیہ مذکورہ حضرت عثمان (بہر نہج اگر تینون ہی مراد ہون تو کیا حرج ہے) پھر یہ بیان
کر کے کہ امامیہ اس خطبہ کو محمول تقیہ پر کرتے ہیں پھر اس کی تردید اسطرح فرماتے ہیں کہ
ظاہری خلافت چند روزہ کے واسطے علی جیسے شیر خدا سے (رضی اللہ عنہ) بہت بعید
ہے جنکو امامیہ مسلمان ہی نہ سمجھیں شیر خدا اونکی اتنی تعریف کرین اور اونکی اسقدر صفات
کاملہ ایمان بیان کر کے اپنو نکو مغالطہ میں ڈالیں اور بلا ضرورت ایسے دس سفید جھونٹ
بولیں جو بطریق بیان صفات خطبہ ہذا میں موجود ہیں مگر اس چودھوین صدی کے
شیعون نے کمال ہی کیا ہے کہ اپنی طرفسے چند الفاظ بڑھا کر خطبہ ہذا کے معنی ہی بدل
ڈالے اور بمقتضائے کرامت حضرت علی رضی اللہ عنہ لفظون میں اگرچہ تحریف نہ کر سکے
مگر معنی تو مخالف جمہور متقدمین شیعہ اور سیاق و سباق خطبہ ہذا کے سر تا پا محرف

کر ڈالے ہمارے کئے ہوئے معنی کو عمل علم علامہ ابن الحدید کی شرح سے مطابق کر کے اور قواعد صرف و نحو سے جانچ کر ذاکر حسین کے متعصبانہ ترجمہ کو ملاحظہ فرمادین کہ اس مترجم نے کسقدر ستم ظریفی کی ہے نیرنگ فصاحت کے صفحہ ۳۲۲ میں بلا عبارت عربی اس خطبہ کے معنی اسطرح لکہتا ہے (حضرت ثانی (عمر رضی اللہ عنہ) کی تعریف میں بطور ایہام فرماتے ہیں فلان شخص کے شہرون کی آبادی خدا کے لیے ہو کہ اس شخص نے کجی اور ضلالت کی قیمت کی کجی اور ضلالت فی الدین کو خرید لیا ستون ظلم کا معالجہ کیا خلافت اول کی بنا ڈالی سنت اور طریق غصب خلافت کو قائم کیا فتنہ اور فساد کو اپنا جانشین کیا ایسی حالت میں دنیا سے گیا کہ اطاعت آلہی سے بالکل پاکدامن تہا طاعت شیطانمیں قلیل العیب تہا نہایت ہی عمدہ اور بہتر فتنے کے ساتھ دین میں پہونچا جو خلافت اول ہے اور نہایت بد اور شریر فتنے پر سبقت کی جو خلافت ثالث ہے اپنی ہوا و ہوس کی وجہ سے خدا کی اطاعت ادا کی اور اپنی حق کے سبب سے خدا سے اتقا کیا نہ محض للہ متقی بنا وہ دنیا سے کوچ کر گیا اور ایسے مختلف رستون میں لوگون کو چھوڑ گیا کہ نہ جسمیں گمراہ ہدایت پا سکتا ہے نہ کسے ہدایت یافتہ کو یقین کے ساتھ ہدایت حاصل ہو سکتی ہے انتہیٰ ہر اہل انصاف اس ترجمہ کو پڑہکر کہہ سکتا ہے کہ اس معاند نے ترجمہ میں اپنی طرف سے الفاظ بڑہا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایسے اصلاح دی ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصے سے یہ معاند اتحاد باہمی ظاہر کرنیسے حضرت مولا علی کا منہ بند کرنا چاہتا ہے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہ کی کرامت ہے باوجود اتنی تعریف کے پہر بہی بعض جملونسے تعریف ٹپک رہی ہے اور اول اس معاند کے قلم سے بہی بے اختیار نکل گیا کہ یہ خطبہ تعریف میں ہی ہے اور صفحہ ۱۹۳ تحفہ اثنا عشریہ میں ہے۔

خطبہ ۸

نَقَلَ عَلِیُّ ابْنُ عِیسَی الْاَرْدَبِیلِیُّ الْاِمَامِیُّ الْاِثْنَا عَشَرِیُّ فِی کِتَابِہٖ کَشْفُ

الْغُمَّةِ عَنْ مَعْرِفَةِ الْاَئِمَّةِ سُئِلَ الْاِمَامُ اَبُوْجَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السَّيْفِ هَلْ يَجُوْزُ فَقَالَ نَعَمْ قَدْ حَلّٰى اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَيْفَهُ بِالْفِضَّةِ فَقَالَ الرَّاوِيْ تَقُوْلُ هٰكَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ مَكَانِهِ فَقَالَ نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ فَمَنْ لَمْ يَقُلْ اَلصِّدِّيْقَ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ فَضْلِ الصِّدِّيْقِيْنَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ترجمہ علی ابن عیسی اردبیلی امامی اثنا عشری اپنی کتاب کشف الغمہ میں نقل کرتا ہے کہ امام ابو جعفر محمد بن علی ابن حسین الملقب باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ تلوار کو زیور سے آراستہ کرنا جائز ہے یا نہین فرمایا جائز ہے اسواسطے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی سے آراستہ کیا تہا این نے کہا کیا آپ بہی اونکو صدیق کہتے ہیں یہ سنکر امام جوش میں اہبرے اور فرمایا ہان صدیق تہی ہان صدیق تہی ہان صدیق تہی جو اونکو صدیق نہ کہے اللہ اوسکی بات کو دنیا اور آخرۃ میں سچا نکرے انتہی۔ بعد اوسکے مولانا فرماتے ہین کہ صدیقوں کی شان میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ الی آخرہ اور ان سب خطبون کا مفسر اور مصدق وہ خطبہ ہے جسکو شاہ صاحب قدس سرہ نے تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ مطبع نولکشور واقع لکہنو کے صہ ۹۸ باب سوم بیان اسلاف شیعہ میں نقل فرمایا ہے۔

خطبہ ۹

مؤید باللہ یحیی بن حمزہ زیدی شیعی در آخر کتاب خود کہ طواق الحمامہ فی مباحث الامامہ است روایت نمودہ عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ غَفْلَةَ قَالَ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ يَنْتَقِصُوْنَ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاَخْبَرْتُ عَلِيًّا وَقُلْتُ لَهُ

لولا انھم یرون انک تضمر ما اعلنوا اما اجترؤ علی ذالک منھم عبد اللہ
ابن سبا کان اول من اظھر ذالک فقال علی رضی اللہ عنہ اعوذ
باللہ رحمھما اللہ ثم نھض واخذ بیدی وادخلنی المسجد فصعد
المنبر ثم قبض علی لحیتہ وھی بیضاء فجعلت دموعہ یتحاور علی
لحیتہ وجعل ینظر البقاع حتی اجتمع الناس ثم خطب فقال
ما بال اقوام یذکرون اخوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ووزیریہ وصاحبیہ وسیدی قریش والوی المسلمین بسوء
وانا بری مما یذکرون علیہ معاقب صحبنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بالجد والوفا والجد فی امر اللہ یامرنی وینھیان ویقضیان
ویعاقبان لایری رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کرایھما
رایا ولا یحب کحبھما حبا لما یری من عزمھما فی امر اللہ فیقبض وھو عنھما
راض والمسلمون راضون فما تجاوزا فی امرھما وسیرتھما رای رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ فی حیاتہ وبعد موتہ فقبضا علی ذالک
رحمھما اللہ والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لایحبھما الا مومن فاضل
ولا یبغضھما الا شقی مارق وحبھما قربۃ وبغضھما مروق الحدیث وفیہ
روایۃ لعن اللہ من اضمر لھما الا الحسن الجمیل وستری ذالک انشاء
اللہ تعالی ثم ارسل الی بن سبا فسیرہ الی المدائن وقال لا تساکنی
فی بلدۃ ابدا ا ترجمہ سوید ابن غفلہ فرماتے ہیں میرا گذر ایسی
قوم پر ہوا جو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی عظمت شان میں کچھ نقصان
نکال رہی تھی ہیں نے اس امر کی خبر حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچا کرعرض کیا
اگر یہ لوگ خیال نہ کرتے کہ حضور بھی وہ اعلان کر رہی ہیں آپکے دلمیں بھی شیخین کی

نسبت ایسا ہی خیال ہے تو کبھی اونکی نسبت ایسے نقصانات کے اظہار پر دلیری نکرتے
اور منجملہ اونکے عبد اللہ ابن سبا ہی جسنے اول ایسے نقصانات بیان کرنیکی بنیاد ڈالی
یہ سنکر حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں ایسے لوگونسے اللہ کی ذات مقدس
کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اللہ شیخین (ابو بکر عمر رض) پر رحمت کی جہڑی لگاوے پہر آپ اٹھ کھڑے ہو کر
میرا ہاتھ پکڑا اور مجھکو مسجد میں لے گئے پہر منبر پر رونق افروز ہوئے اور اپنی سفید ریش مبارک
پر ہاتھ پہیرا اور آنسو ڈالدئے کہ آنسو ریش مبارک سے ٹپکنے لگے اور لوگونکی طرف دیکھنا
شروع کیا یہانتک کہ لوگ جمع ہو گئے پہر آپنے فرمایا کیا حال ہے بعض لوگونکا کہ ذکر کرتے
ہیں برائی کے ساتھ اون دو شخصونکا جو اسلامی بہائی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے دونوں وزیر اور دوست تھی حضور کے اور دونوں سردار تھی قریش کے اور
(باعتبار عظمت کے) دونوں باپ تہی تمام مسلمانونکے اور میں بیزار ہوں اون
باتونسے جو اونکی نسبت بیان کرتے ہیں اور اس جرم میں اونکو میں معذب کرونگا مصاحب
رہی وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوشش اور وفاداری کے اور کوشش
کرنے کے امر اللہ یعنی امور دین میں وہ دونوں بہلی بات کا حکم کرتے رہتے تھی اور بری
باتونسے منع حکم شریعت کا نافذ کرتے رہتے تھی اور بری کاموں پہر عذاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اونکی رای کی برابر کسی کی رائی کو نہ سمجھتے تھی اور اونکے برابر کسی سے محبت نہیں
رکھتے تھی جانتے تھی کہ یہ دونوں امور اسلام میں نہایت ہی مضبوط اور راسخ قدم ہیں
پہر انتقال فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں کہ آپ ان دونوں سے راضی
تھی اور تمام مسلمان پہر اونہوں نے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپکے حکم اور رائے اپنی کسی خصلت اور کسی کام میں سر مو تجاوز نہیں کیا اور اسی حالت
پر اونہوں نے انتقال فرمایا اللہ اون دونوں پر رحمت کی جہڑی لگادی قسم ہی اوس
ذات مقدس کی جسنے اوگایا دانونکو اور پیدا کیا جانونکو نہیں محبت رکھیگا اونسے مگر

مومن صاحب فضیلت اور نہیں بغض رکھیگا اونسے مگر بدبخت شقی اسلام سے نکل جانے والا ان دونونکی محبت سبب ہے خدا ورسول کی نزدیکی کا اور ان کا بغض نکل جانا ہے دین سے نعوذ باللہ من بغضہما وبغضہما الکفار الاشرار اور اوسی اطواق الحمامہ کی دوسری روایت مین ہے بعد مضمون مذکور کے لعنت کیجو اللہ اونپر جو سوائے خوبی و بھلائی کے دوسرا خیال اونکی نسبت دلمین رکھے اور انشاء اللہ عنقریب اونکی برائی کرنے والونکا مآل تم دیکھ لوگے پھر آپنے اپنی آدمی بھیجکر عبداللہ بن سبا کو مدائن کی طرف شہر بدر کرا دیا اور فرمایا میرے ساتھ کسی شہر مین وہ کبھی نہ رہنے پاوئے انتہی — اور مجتہد لاہوری حائری بھی رسالہ خلافت قرانی مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے اتنا تو تسلیم کرتے ہین کہ ان دونون مقبولان خدا نے ضرور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان مین اس طرح ارشاد فرمایا ہے

خطبہ ۱۰

هُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ مَاتَا عَلَيْهِ فَعَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ

یہ دونون (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) امام عادل اور قاسط تھے دونون حق پر تھے اور حق پر ہی مرے پس ان دونون پر قیامت کے دن خدا کی رحمت ہو انتہی عبارۃ الحائری بلفظہ اور اس خطبہ کا بموجب معانی مذکورہ حائری لاہوری مؤید ہے یہ خطبہ جسکو صفحہ ۱۲۱ تاریخ الخلفاء مطبوعہ لاہوری میں سیوطی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔ بلکہ خطبہ مذکورہ مسلمہ حائری بعد قطع وبرید اور ردوبدل اس خطبہ کا خلاصہ معلوم ہوتا ہے فرماتے ہین۔ وَفِي الطُّيُوْرِيَّاتِ بِسَنَدِهٖ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) نَسْمَعُكَ تَقُوْلُ فِي الْخُطْبَةِ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ

فَقَالَ حَبِيْبَایَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ اِمَامَا الْهُدٰی وَشَیْخَا الْاِسْلَامِ وَرَجُلَا قُرَیْشٍ الْمُقْتَدُوْنَ بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَدٰی بِهِمَا عُصِمَ وَمَنِ اتَّبَعَ آثَارَهُمَا هُدِیَ اِلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ وَمَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ ترجمہ صاحب طیوریات اپنی سند سی نقل فرماتے ہین حضرت ابو جعفر بن محمد سی وہ اپنی والد سی کہ فرمایا میرے والد ماجد نے کہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمتمین عرض کی کہ ہم اکثر سنتے رہتے ہین کہ آپ اپنی خطبہ مین یہہ دعا مانگتی تہی ہین اے میری اللہ اصلاح کر دے تو ہماری اوس طریق پر جسطرح کی اصلاح کی تہی تو نے خلفاء راشدین مہدیین کی ایسے وہ کون خلفا ہین۔ یہہ سنکر آپکی آنکہین ڈبڈبا آئین پہر فرمایا وہ دونون میری پیارے اور حبیب ابوبکر اور عمر ہین جو ہدایت کے امام اور شیخ اسلام اور جوانمرد قریش کے۔ وہ وہ ہیں کہ پیروی کیگئی اونکی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسنی دونون کیساتہ چنگل مارا اور اونکی اطاعت کی وہ اللہ والونکی جماعت مین داخل ہوا ان تمام خطبون کو ملا کر دیکہنی سی اہل انصاف پر ظاہر ہی کہ حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتہ کس درجہ محبت تہی اور اونکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتہ۔ چنانچہ حائری خود صفحہ ۲۸ رسالہ مذکور مین لکہ رہی ہین کہ دو شخص حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے پاس کنیز کے طلاق کے مسئلہ کو پوچہنی کیلئے آئے۔ (آگے عربی عبارۃ ہی جسکا ترجمہ یہ ہے) تو حضرت عمر نے اونسے فرمایا افسوس تم نہین جانتے یہ کون ہین یہ علی بن ابی طالب ہین (رضی اللہ عنہ) مین گواہی دیتا ہون پیغمبر اسلام علیہ و علی آلہ السلام کو فرماتے سنا کہ اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین کا طبقہ ترازو کی ایک پلہ مین رکہے جائین اور صرف علی کا ایمان ایک پلہ مین تو علی کا ایمان ہی بہاری رہیگا۔ الخ اور جنگ روم اور فارس کی نسبت جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی مشورہ

لیا تو حضرت علی اسد اللہ نے قابل غور الفاظ مدحیہ میں جو حضرت عمر کی شان میں اپنے
خطبوںمیں بیان فرمائے جنکا ذکر مع ترجمہ نقل ہو چکا جنسے ظاہر ہے کہ وہ اونکی مداح تھے
اور یہ بتا دیا گیا کہ صاحب نیرنگ فصاحت مترجم نہج البلاغت مدیر اخبار اثنا
عشری دہلی نے اگرچہ بعض صریح خطبوں علی اسد اللہ رضی اللہ عنہ کے جو مدح وثنا
ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم میں ہیں اپنی طرفسے چند الفاظ بڑہا کر بالکل معنی بدل دئیے
مگران دونوں خطبوںمیں جو مشورہ جہاد فارس و روم میں ہیں کچھہ بھی تغیر و تبدل نہ کرسکا
اور اونکا ترجمہ غیر مہذبانہ طور پر بعینہ وہی کیا جو ہم نے مؤدبانہ طور پر لکھا ہے اور
وہ صاف بتا رہا ہے کہ جتنے خطبے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل ابوبکر وعمر
رضی اللہ عنہما میں ہیں اونکا صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہمنے کیا ہے اور جتنے ترجمہ روافض
نے کئے ہیں اوسمیں اپنی طرفسے الفاظ گہٹا بڑہا کر غلط ترجمے کئے ہیں اور حضرت علی کرم
اللہ وجہہ کا فی الحقیقت امر حق سے منہ بند کرنا چاہا ہے علی ہذا حائری کی خطبہ
منقولہ کا بھی صحیح ترجمہ وہی ہے جو حائری نے خطبہ مذکور کے ساتھہ کیا ہے نہ وہ
ترجمہ جسمیں حضرت علی اسد اللہ شیر خدا اور حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہما کو ڈرپوک حق
پوش قرار دیکر یہ بتایا ہے کہ ائمہ اطہار کی عادت ہی یہہ تھی کہ ظاہر کہلے لفظوں میں تعریف
کرکے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈال دیتے تھے اور حقیقت میں اونکی برائی مقصود ہوتی
تھی کہ جسکو حائری جیسا ہی دشمن علی اسد اللہ مومن شیر خدا سمجھہ سکے اور جو لوگ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو شیر خدا قالع باب خیبر مصداق لا یخافون لومۃ لائم حق گو راست
رو سمجھتے ہیں اونکو ایسے لغو تاویلی معنوں کی ہوا بھی نہ لگے ۔ حائری نے اپنے رسالہ خلافت
قرآنی میں بعد نقل خطبہ مذکور اور صحیح ترجمہ مسطورہ کے دلمیں حضرت علی اسد اللہ اور
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما پر بیحد غصہ ہو کر اس خوف سے کہ کہیں حضرات امامین کے
خطبہ کو پڑہکر ہماری گمراہ جماعت راہ راست قبول نہ کرلے جیسے علماء ہود بخوف

زوال تعظیم اور آمدنی دنیاوی کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئیان
توریت میں ہیں اونکو چھپاتے اونکی معنی بدلکر دوسرے پیرایہ مین ظاہر کرتے اسیطرح اوسی
خوف سے۔ حائری جی صفحہ ۱۵ رسالہ خلافت قرآنی مین اسطرح ایک تمہید جماکرنئی معانی
من گھڑے خطبہ مذکورہ کے لکھتے ہیں۔ امام علیہ السلام کے اس کلام بلاغت نظام سے مخالفین
یہ سمجھی بیٹھے ہیں کہ امام علیہ السلام نے انکی امامت عدالت اور قسطکی اور موہ علی الحق کی نہ صرف
شہادۃ ہی دی ہے بلکہ ان کے لئے یوم القیامت خدا سے طلب رحمت بھی کی ھے
اس بنیاد پر چیخ پکار کر آج کہا جاتا ہے کہ حضرات شیخین اور جناب علی مرتضی باہم شیرو
شکر تھے اور شیعہ حضرات خواہ مخواہ اونکے درمیان خلیج مخاصمت قائم کر رہے ہین سو
اسکا جواب صاف ہی کہ خطبۂ شق شقیہ کا مذکورہ اقتباس ملاخطہ فرمالینے کے بعد بھی اس
کلام بلاغت نظام سے حضرات شیخین (رضی اللہ عنہ) اور جناب امیر علیہ السلام کو شیرو
شکر سمجھ لینا اسکے سوا نہین کہ معاریض کلام امام علیہ السلام کو سمجھنا آسان امر نہیں ہے
ان لوگونکو اس ذوالمعانی کلام بلاغت نظام امام علیہ السلام کے سمجھنے میں مغالطہ ہوا سنئے
اماما نسے مراد ھے یہان وہ امام جو داعی الی النار ہو لقولہ تعالی وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً
یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ پ ۲۰ ع ۷ ۔ اور عادلا نسے مراد عدول عن الحق لقولہ تعالی وَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ پ ۵ ع ۔ اور قاسطا سے مراد ہی دوزخ میں
بجائے لکڑیکے کام آنیوالے لقولہ تعالی وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا
پ ۲۹ ع ۱۱ ۔ اور "کانا علی الحق" میں علی کا نام ہے لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مع
الحق والحق مع علی مطلب یہ ہے کہ دونون حق یعنی علی پر مستولی تھے اور ماتا علیہ
یعنی حق علی پر مستولی ہونیکی حالت ہی مین دونون دنیا سے فوت ہو گئے فعلیہما رحمۃ اللہ
یوم القیمۃ میں رحمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآنی نام اور لقب ھے
لقولہ تعالی وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ پ ۱۷ ع ۷ ۔ پس مطلب ہوا کہ

قیامت کی روز رسول خد رحمۃ للعالمین ان دونون پر مسلط ہوگا اور اس حق علی کی
السنے باز پرس کریگا۔ الخ۔ حائریجی کو سمجھنا چاھئی کہ جہان امام کا اطلاق ہو اوس سے
مراد داعی الی اللہ ہی ھے تو کیا جملہ ائمہ اہلبیت اطہار کی موقعہ پر بہی یہی معنی ہون گے
اور جب بموجب آیہ کریمہ اما القاسطون کے قسط کے معنی آپکے نزدیک جہنم مین بجائے
لکڑیے کے جلنی کے ہین اور عدل کے معنی حق سے پہر جانیکے تو آپکی عیاشی والی حدیث
منقولہ صنہ۳ رسالہ خلافت قرآنی مین بہی قسط کے اور عدل کے کیا معنی یہی
ہونگی اور ضرور آپکا یہ عقیدہ ہوگا کہ جب حضرت امام مہدی بموجب روایۃ عیاشی
تشریف لاوینگے تو دنیا کو ظلم اور حق پوشی سے بہر دینگے اور مصداق ہونگی جہنم کا
ایندہن ہوینکے نعوذ باللہ منہا۔ اور اگر حدیث عیاشی مین عدل و انصاف کی معنی ہین
تو اس قول اسد اللہ اور امام جعفر رضی اللہ عنہما مین۔ ہما امامان عادلان قاسطان
کانا علی الحق وماتا علی الحق فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ کے صحیح معنی بیان کرکے تعصب کی
پٹی آنکہونپر باندہ کر مخالف قواعد عربیت نئے من گہڑے معنی کیونکر لکھ ڈالے اور ایسی
پوشیدہ حضرت شیر خدا باب علم رسول اللہ سے آپکو کیا دلی دشمنی تہی جو اونکے کلام مقدس
کو بزدل ڈرپوکونکے کلام ہائی کیطرح مہمل بنا کر چیستان بنا ڈالا ناظرین ملاحظہ فرماوین
خطبۂ مذکورہ رسالہ خلافت قرآنی حائریجی سے حضرت مولی علی اور امام جعفر رضی اللہ عنہما کی

عہ حائریجی کی عیاشی والی حدیث یہ ھے ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ
ذالک الیوم حتی یاتی رجل من عترتی اسمہ اسمی وکنیتہ کنیتی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔ اصل معنی اس کے یہی
ہین کہ اگر دنیا کا ایکدن ہی باقی رہجاویگا اللہ جلشانہ اوسدنکو دراز کرویگا یہانتک کہ میری آل سے ایک شخص
آکر زمین کو اوسیطرح عدل اور انصاف سے بہردے جیسے زمین جور و ظلم سے بہری ہوئی ہو مگر حائریجی کو من گہڑی قاعدہ کی
موافق جس سے خطبہ مذکور مین حضرت علی اور امام جعفر رضی اللہ عنہما پر بے حد غصہ ہو کر اپنی عقیدہ فاسدہ کی موافق
اونکی خطبہ کی اصلاح کی ھے اس حدیث کی یہ معنی ہونی چاہین کہ یہانتک کہ آوے میری آل سے ایک آدمی
جسکا نام اور کنیت میری جیسی ہو اور بہردی زمین کو عدل عن الحق اور ظلم سے جیسے زمین پہلی سے ظلم وجور
سے بہری ہوئی ہو نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات الفاسدہ والخیالات الکاسدہ ۱۲ —

صریح کرامت ظاہر ہے کہ آپنے پہلے ہی جان لیا تہا کہ میرے دوست نما دشمن ایسے
گمراہ ہونگے کہ میرے صریح کلام کو بدلکر ایسے معنی کرینگے جس سے یہ ثابت ہو کہ میری ساری
عمر بغض و عداوت اور منافقانہ برتاؤ اور حسرت خلافت میں ہی گذری لہذا فرمادیا
کانا امامان عادلان قاسطان یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں عادل اور منصف
تہے مگر چونکہ عادلان کا مادہ عدل اور عدول دونوں تہا اور قسط لغات اضداد سے
جسکے معنی عدل و انصاف کے بہی آتے ہیں اور بے انصافی اور بیدادگری کے بہی اور
اونمیں سے ایک معنی کا تعین قرائن سے ہوتا ہے لہذا اس خوف سے کہ کوئی بیدین گمراہ ہمارا
دشمن جانی دوستانہ شکل میں خلاف ہمارے منشا اور ہمارے لفظونکے باتباع عبداللہ
ابن سبا منافق اولٹے معنی نگڑ ڈالے مبالغہ کے ساتھ فرمادیا کانا علی الحق یعنی وہ دونوں
امام عادل او منصف حق پر تہے پہر بطریق کرامت آپکو یہ خیال آیا کہ کبہی کوئی منافق
یون نہ کہدے کہ بحالت حیات بیشک حق پر تہے مگر وفات اس حالت میں ہوئی کہ حق
پر نہ رہے لہذا فرمادیا وماتا علی الحق یعنی ان دونوں نے انتقال فرمایا اس حالت
میں کہ حق پر تہے پہر اس غرض کے ظاہر کرنیکو کہ جہنمی مستحق رحمت نہیں ہوتا عادل
منصف قائم علی الحق فرماکر علیہما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ فرمادیا یعنی ان دونوں
امام عادل او منصف قائم علی الحق پر اللہ کی رحمت ہوجیو قیامت کے دن مگر حائری جی
نے وہ معنی گھڑے کہ شیطان بہی صد آفرین کہتا ہوا پہڑک اوٹہا ہوگا اور فی الواقع وہ
معنی گھڑے کہ آج تک کسی ادیب بے ادب کو بہی نہ سوجہے ہونگے حائری جی کو چاہئے تہا کہ
اول مکتوب ۶ مذکورہ رسالہ ہذا کو جو نہج البلاغۃ سے نقل کیا گیا ہے جو روحی فداہ
حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا ہے اور خطبہ
۵ کو جسمیں اجماع مہاجرین اور انصار کے ساتھ مولی علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی
بیعت و خلافت کی صحت کچہ پکڑی ہے اور فرمایا ہے کہ اے معاویہ میرے بیعت خلافت

پر او نہین مہاجرین اور انصار نے اجماع کیا ہے جنہون نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر
اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت خلافت پر اجماع کیا تہا اور ان کا اجماع جس امر پر
ہوتا ہے وہ امر موجب رضای خدا ہوتا ہے الخ اور خطبہ شق شقیہ جسکو آپ بار بار معیار
اس امر کا قرار دیتے ہین کہ تمام خطبے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بمقابلہ اس خطبہ کے نعوذ
باللہ منہا پولیٹکل منافقانہ چال پر مبنی ہین جنکا ظاہر مدح و وصف شیخین پر بوجہ
خوف شیخین کی صراحۃً مبنی ہے اور حقیقتاً اونسے مقصود سبّ و شتم خلفاء راشدین
ہے جیسا کہ آپنے ترجمہ اماماں عادلان کانا علی الحق کے من گہڑے معنونسے کر دکہایا ہے
اور فرعون نمرود ہامان شداد وغیرہ کون سی گالی ہے جسکو شان شیخین ہیں
استعمال نہین کیا مگر اول تو یہ خطبہ ہی شق شقیہ ہے جس کے معنو نمین محض قطع و برید آپنے
کی اور کچہ پہلے ہی سے مصنف نے اسواسطے کہ شاید ہی کوی خطبہ پورا ہو ورنہ سبکے
اول میں من تبعیضیہ موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپکا پورا کلام نہیں نقل کیا بلکہ اوس
مین سے اپنی مطلب کے موافق بعض کلام نقل کیا ہے ورنہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پورے خطبہ نقل کئی جاتے تو خلفا ثلثہ اور حضرت علی رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین نہین معلوم کسقدر اتحاد ثابت ہوتا اور نہیں معلوم اونمین کسقدر باہمی اتحاد
کا ذکر ہوگا کہ باوجود قطع و برید اور متعصبانہ نقل کرنے بعض اجزائی خطبونکے صفات
شیخین اسقدر موجود ہین جو دسون خطبہای مذکورہ سے ظاہر ہین لامحالہ خطبہ شق شقیہ
بقرینہ دوسرون خطبہ کے اول تو قطعاً موضوع اور مخالف شان علی کرم اللہ وجہہ کے
علاوہ برین اس ایک کے صحیح ماننے سے تمام خطبی غلط ٹہیرتے ہیں یا یہ تبلاتے ہیں
جیسا کہ روافض کا خیال ہے کہ بطریق تقیہ منافقانہ چال پر مبنی ہیں نعوذ باللہ منہا
مگر یہ دونون شق باطل لامحالہ یہی ایک خطبہ او بعض اسکے ہم مضمون روافض کے گہڑے
ہوئے مانے جاوینگے باقی سب صحیح تاکہ ذات مقدس شیر خدا مولا علی کرم اللہ وجہہ

تہمت حب خلافت اور دنیا طلبی اور منافقانہ چالسے بموجب عقیدہ اہلسنت پاک رہی اسیوجہ سے بغرض بچانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان تہمتوں سے ابن الحدید شیعی کو جو زیدیہ ہی اور فی الواقع محب اہلبیت اپنی کتاب شرح نہج البلاغت میں بغرض تصحیح دیگر خطبونکے اس خطبہ شق شقیہ کی بعض عبارتوں کی بہت کچھ توجیہ و تاویل کرنی پڑی اور خلفا ثلثہ کیطرفسے بہت کچھ جواب دینے کی حاجت اور بمجبوری مذہب اس خطبہ کو صحیح ماننا گر جائز بھی نہ بغرض و ہو کہ دہی مسلمانونکے اس خطبہ کی تصدیق میں جو بہت سے نام لکھ ڈالے اون علما کے اول ہیں ابن ابی الحدید کا نام سب سے اول لکھکر اسی جرم تاویل میں اوسکو بھی علمائ اہلسنت کی جماعت سے گن ڈالا جنمیں سے بعض علمائ اہل سنت کی کتابونمیں اس خطبہ کی تصدیق کا باوجود تلاش تمام پتہ بھی نہیں چلتا اور جن غیر مشہور علما کا نام لیا ہے ممکن ہر کہ وہ بھی مثل ابن ابی الحدید کی شیعی ہوں اور بالفرض اگر اول حصہ اوس خطبہ کا صحیح مان بھی لیا جاوے تو فقط اوسکے صحیح معنی یہ بن سکتے ہیں جس سے کسی بھی خطبہ کی تغلیط نہین لازم آتی اور وہی معنی بغرض صحیح ہونی اس خطبہ کی واقعات تاریخی پر نظر ڈالنے سے صحیح معلوم ہوتے ہیں اسواسطے کہ بوجہ موانع چند[ا] درچند وقت بیعت خلافت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شریک مشورہ نکر سکے اس امر کی شکایت اوس خطبہ میں مذکور ہے وہ خطبہ یہ ہے

خطبہ شق شقیہ

وَاللّٰہِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ اَبِی قُحَافَةَ وَاِنَّهُ لَیَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّی مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحٰی یَنْحَدِرُ عَنِّی السَّیْلُ وَلَا یَرْقٰی اِلَیَّ الطَّیْرُ فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا وَطَوَیْتُ عَنْهَا کَشْحًا وَطَفِقْتُ اَرْتَئِی بَیْنَ اَنْ اَصُولَ بِیَدٍ جَذَّاءَ اَوْ اَصْبِرَ

[ا] سب سے بڑا امر مانع یہ تہا کہ سب صحابہ کرام جانتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جن بوجہ استغراق بحر توحید ونبوت امارت سے متنفر ہین اگر بلوایا جایگا اور وہ آنے میں تاخیر کرینگے تو خوف ہے کہ فتنہ بڑہ بجاوے اسیواسطے جب انصار نے حضرت سعد بن عبادہ کے خلیفہ بنانیکا ارادہ کرلیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث

پیش کی کہ حضورنے تو یہ فرمایا الائمۃ من القریش یعنی امام اور خلیفہ قریش سے ہونا چاہئے اور انصار اس حدیث کو سنکر
ساکت ہوئے اس خوف سے کہ بصورت تاخیر اور کوئی فتنہ نہ پیدا ہو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت شروع
کردی اور مجبور حضرت صدیق کو بیعت خلافت منظور کرنا پڑا اور نہ آپ ہی خواہشمند تھے چنانچہ تاریخ الخلفاء میں ہے
اخرج موسی بن عقبۃ والحاکم وصححہ عن عبدالرحمن بن عوف قال خطب ابوبکر رضی اللہ عنہ فقال واللہ ماکنت حریصا علی
الامارۃ یوما ولا لیلۃ قط ولا کنت راغبا فیہا ولا سالتہا اللہ فی سر ولا علانیۃ ولکنی اشفقت من الفتنۃ ومالی
فی الامارۃ من راحۃ لقد قلدت امرا عظیما مالی بہ من طاقۃ ولا ید الا بتقویۃ اللہ فقال علی والزبیر ما غضبنا الا لانا
اخرنا عن المشورۃ وانا نری ابابکر احق الناس بہا انہ لصاحب الغار وانا لنعرف شرفہ وخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ بالناس واخرج ابن اسحاق وابن عابد فی مغازیہ عن رافع الطائی انہ قال لابی بکر ما حملک
علی ان تلی امر الناس وقد نہیتنی ان تامر علی اثنین قال لم اجد من ذالک بدا خشیت علی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الفرقۃ۔
اور سب سے بڑی وجہ قبول خلافت کی وہ حدیث حضرت صدیقہ ہے جسمیں اس امر کی صراحت ہے کہ حضور نے حضرت صدیق
اکبر کیواسطے خلافت نامہ لکھنے کو فرمایا اور پھر فرمایا کچھ حاجت نہیں چنانچہ ویسا ہی ہوا اور کسی نے انکار نہ کیا فقط
وسیاتی ذالک الحدیث بروایۃ مسلم موسی بن عقبہ اور حاکم مع تصحیح سند عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین فرمایا انہوں نے کہ خطبہ پڑھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا قسم ہے اللہ کی میں امارت پر حریص
شب و روز میں کبھی نہ تھا اور نہ کبھی میرا دل اسکی طرف راغب ہوا نہ میں نے کبھی ظاہر او پوشیدہ اوسکے لئے
اللہ سے دعا کی مگر فتنہ سے ڈر کر میں نے امر خلافت کو قبول کیا اور مجھکو اس خلافت میں کوئی آرام نہیں ہے
میری گردنمیں ایسے بڑے امر عظیم کا قلادہ ڈالا گیا ہے کہ میں اوسکی طاقت اور قوۃ نہیں رکھتا تھا مگر
محض اللہ کی دی ہوئی قوۃ کے ساتھ۔ یہ سنکر حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہمارا آپکی طرف
غصہ اس بنا پر نہ تھا کہ آپ خلافت کے حقدار نہیں ہمکو فقط رنج اس بات کا تھا کہ وقت مشورہ خلافت ہمکو
کیوں نہ شریک کیا گیا ورنہ ہم ابوبکر کو سب سے زیادہ حقدار خلافت جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ رفیق غار
تھے اور جو کچھ بزرگی اور بھلائی اللہ نے انہیں دی ہے ہم اوسے خوب پہچانتے ہیں وہی ہیں کہ اخیر وقت میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو لوگوں کا امام نماز بنایا تھا اور ابن اسحق اپنی مغازی میں رافع طائی سے
نقل فرماتے ہین کہ فرمایا انہوں نے کہ میں نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ آپ تو ہمکو منع فرماتے تھے کہ دو آدمیوں
پر بھی امیر بننا نہ چاہیئے پھر آپنے بار امارت کیسے اٹھا لیا فرمایا میں نے اوس سے جب کوئی چارہ نہ پایا مجبور
اختیار کیا اور میں ڈرا کہ امتہ مرحومہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تفرقہ نہ پڑ جائے اور سب سے بڑی وجہ
قبولیت خلافت کی وہ حدیث مسلم ہے جو حضرت صدیقہ سے نقل ہو چکی جسمیں اس امر کی صراحتہ ہے کہ حضور
نے حضرت صدیق کیواسطے خلافت نامہ لکھنے کو فرمایا اور فرمایا کہ کچھ حاجت نہیں اللہ اور تمام مسلمانوں
کو انکار ہے سوائے ابوبکر کے کہ دوسرا کوئی خلیفہ بنایا جائے چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ بلا انکار کسی منکر کے

اور اختلاف کیسے مخالف کے انصار و مہاجرین نے حدیث الائمۃ من القریش سنکر سب نے صدیق کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت زبیر کو جو شریک مشورہ نہ کرنیکی رنجش تہی جب عذر معقول کیساتھ زوال رنجش ہو گیا اونہون نے بہی بموجب حدیث صحیح مذکورہ مستدرک حاکم بطیب خاطر بیعت کرلی اگرچہ یہ بیعت اچانک ہوئی مگر موجب فرمان رسول اللہ نہایت خوبی کیساتھ مرتبہ کمال کو پہونچ گئی۔ مگر حائری جی نے ایک ٹکڑہ حدیث مسلم کا اپنے مطلب کیموافق مثل شریف رضی کے کاٹکر اور اسکے معنی مین تحریف کرکے صداقت خطبہ شق شقیہ پر پیش کرہی دیا اور اتنا نہ سمجھا کہ نہج البلاغت کے خطبہ شریف رضی نے جن خطبون سے کاٹ پہانسکر اپنے مطلب کیموافق لکہی ہین وہ اصل خطبہ بہت کمیاب ہیں مگر مسلم شریف جسکے حدیث کا ٹکڑا مین لکہتا ہون وہ تو ہر جگہ موجود ہے پہر جب کوئی پڑہا لکہا اوس اصل حدیث کو پیش کردیگا تو کیا مجہکو ذلت اٹہانی نہ پڑیگی۔ حائری جی خطبہ شق شقیہ نقل کرکے صفحہ ۲۹ رسالہ خلافت قرآنی میں لکہتے ہیں اسپر بہی جو مزید اطمینان کا خواہشمند ہو وہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۱ کو دیکہ لیوے جہان مرقوم ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی عنہ سے فرمایا ہے وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَحْنُ نَرٰى لَنَا حَقًّا لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انتہی۔ یعنی اے ابوبکر تمنی اپنی رائے سے بلا رضامندی ہم اہلبیت رسول صلعم کے خلافت پر تسلط کرلیا بجالیکہ ہم بوجہ قرابت نبوی صلعم کے اپنا حق جانتی تہی = ناظرین با انصاف اب اصل حدیث معہ ترجمہ ملاحظہ کرکر سمجھ لیں کہ جیسے تحریف اس حدیث میں کی ہے اور اس کا ترجمہ بدلا ہے ویسے ہی تمام حوالون کتب اہلسنت میں حائری جی نے تراش خراش کرکے لوگونکو دہوکہ دیا ہے۔ اصل حدیث یہ ہے۔ جو صفحہ ۹۱ جلد دوم صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور میں ہے۔ عن عروۃ بن الزبیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ الْفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَسَاَلَهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبٰى اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّدْفَعَ اِلٰى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا اَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِيٌّ فَكَانَ لِعَلِيٍّ
مِنَ النَّاسِ وَجْهَةٌ حَيٰوةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اِسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ
فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ اَبِيْ بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْاَشْهُرَ فَاَرْسَلَ اِلٰى
اَبِيْ بَكْرٍ اَنِ ائْتِنَا وَلَا يَاْتِنَا مَعَكَ اَحَدٌ كَرَاهَةً مَحْضَرَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ
عُمَرُ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَمَا عَسٰى هُمْ اَنْ
يَفْعَلُوْا بِيْ وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ
ثُمَّ قَالَ اِنَّا عَرَفْنَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ وَمَا اَعْطَاكَ اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا
سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ (اَيْ حَصَلَتِ التَّفَرُّدُ عَلَيْنَا)
وَكُنَّا نَحْنُ نَرٰى لَنَا حَقًّا لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ
يُكَلِّمُ اَبَا بَكْرٍ حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا اَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ
بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ
وَاَمَّا الَّذِيْ شَجَرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَمْوَالِ فَاِنِّيْ لَمْ اٰلُ فِيْهَا عَنِ الْحَقِّ
وَلَمْ اَتْرُكْ اَمْرًا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهٗ فِيْهَا اِلَّا
صَنَعْتُهٗ فَقَالَ عَلِيٌّ لِاَبِيْ بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ
صَلٰوةَ الظُّهْرِ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَاْنَ عَلِيٍّ بِتَخَلُّفِهٖ عَنِ الْبَيْعَةِ وَ
عُذْرَهُ بِالَّذِيْ اعْتَذَرَ اِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَعَظَّمَ
حَقَّ اَبِيْ بَكْرٍ وَاَنَّهٗ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِيْ صَنَعَ نَفَاسَتَهٗ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَلَا اِنْكَارًا
لِلَّذِيْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلٰكِنَّا نَرٰى لَنَا فِي الْاَمْرِ نَصِيْبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا بِهٖ
فَوَجَدْنَا فِيْ اَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا اَصَبْتَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ
اِلٰى عَلِيٍّ قَرِيْبًا حِيْنَ رَجَعَ الْاَمْرَ الْمَعْرُوْفَ

ترجمہ

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیقہ نے اونکو اس امر کی خبر دی کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسیکو بہیجکر حضور کی ترکہ میں سے جب اپنی میراث اوس مال میں سے طلب کی جو بغیر لڑائی کے مدینہ طیبہ میں حضور کی ملک ہوا تہا اور جنگ سے اور جو کچھ مال خیبر سے باقی رہا تہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تہا کہ ہماری میراث سے کسیکو ملیگا جو کچھ ہم چہوڑیں وہ صدقہ (موقوفہ) ہے اوس میں سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاتی رہے اور قسم ہے اللہ کی حضور کے صدقات موقوفہ سے جس حال پر تہیں میں کچھ تغییر و تبدل نہیں کرسکتا اور میں اونہیں اوسطرح سے کام کرونگا جیسے حضور کے زمانہ میں ہوتا تہا جب اسطریق پر حضرت صدیق نے حضرت سیدہ کو

جواب دیا تو حضرت سیدہ اس بات سے حضرت ابو بکر پر ناراض ہو گئیں اور آپکو یہانتک چھوڑا کہ وقت وفات تک بات نہ کی اور بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کل چھ مہینہ زندہ رہیں جب آپکی وفات ہوئی حضرت علی نے رات کے وقت خود ہی نماز پڑھکر بغیر اطلاع صدیق رضی اللہ عنہ کے آپکو دفن کر دیا پھر جو وقت حیاۃ حضرت سیدہ کے حضرت علی کو آدمیون میں وجاہت حاصل تھی بعد وفاۃ سیدہ اوسکے مخالف حالت لوگونکی محسوس کی لہذا آپ حضرت ابو بکر سے صلح اور بیعت کرنیکے طالب ہوئے اسواسطے کہ اس چھ ماہ کے عرصہ تک حضرت علی نے بیعت نہ کی تھی اور حضرت ابو بکر کی پاس آدمی بھیجکر حضرت صدیق کو بلایا اور بخیال ہمراہ آنے حضرت عمر کے یہ کہہ بھیجا کہ آپکے ساتھ اور کوئی نہ آوے یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق سے عرض کیا کہ خدا کے قسم آپ تنہا ہرگز نہ جائیں حضرت صدیق نے فرمایا مجھکو اونسے ہرگز خیال نہیں کہ میری ساتھ کچھ کریں قسم ہے خدا کی ضرور میں اونکے پاس تنہا ہی جاونگا پھر جب حضرت ابو بکر تنہا پہونچگئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعد حمد و صلوۃ کے فرمایا کہ بلا شک جو فضیلت اللہ نے آپکو دی ہے ہم اوسکو پہچانتے ہیں اور جس بھلائیکے ساتھ اللہ نے آپکو مشرف فرمایا ہے اور جو کچھ آپکو دیا اوسکی طرف ہمنی کبھی رغبت نہیں کے مگر ہمکو رنج اسی امر کا ہے کہ آپنے تنہا بغیر ہمارے شرکت و مشورہ کے امر خلافت قبول فرمالیا اور بوجہ قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم اس مشورہ میں شرکت کا اپنا حق سمجھتے تھے پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسی قسم کے باتین کرتے رہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بمقتضائے محبت رو پڑے اور فرمایا کہ قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جسکے قبضہ قدرۃ میں میری جان ہے بہ نسبت اپنی رشتہ دارون کے حضور کے قرابتیون کی ساتھ سلوک کرنا مجھکو زیادہ محبوب ہے مگر فدک وغیرہ کے متعلق جو باہمی نزاع ہے میں اوسمیں امر حق کی مخالفت کبھی نہیں کرسکتا اور جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا دیکھا ہے اوسکے مخالف میں کچھ نہ کرونگا یہ سنکر حضرت علی نے بعد دوپہر بیعت کا وعدہ فرمایا اور جب حضرت ابو بکر نماز ظہر پڑھ چکے ممبر پر رونق افروز ہوئے اور بعد حمد و صلوۃ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نسبت بیعت سے تاخیر کرنیکی وجہ بیان کر کر جو عذر حضرت علی نے فرمائی تھی سبکو سنائے پھر حضرت علی نے بعد استغفار اور بیان حمد و صلوۃ حضرت ابا بکر کی عظمت شان اور مستحق خلافت ہونیکا بیان فرمایا اور فرمایا کہ بیعت سے تاخیر کرنیکی وجہ یہ تھی کہ ہم خلافت کی رغبت رکھتے ہون اور ابو بکر کی خلافت پر انکار اسواسطے کہ فضیلت اونکو اللہ نے عطا فرمائی ولیکن ہم چونکہ حق شرکت مشورہ رکھتے تھے اور انہون نے بغیر بلانے اور مشورہ کے چونکہ خلافت قبول کرلی یہ سنکر سب مسلمان خوش ہوگئے اور سب نے عرض کیا جو کچھ آپ فرماتے ہیں حق ہے اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس امر معروف کیطرف رجوع فرمایا تمام مسلمان آپسے محبت کرنے لگے ۔ یہانتک تو اوس حدیث مکمل کا ترجمہ ہے جسمیں سے حائیہ بخی ایک ٹکڑہ اڑایا تھا ۔ آپ اس حدیث کی حالت بھی ملاحظہ کریجئے کہ یہ نقادان حدیث کی نظر میں کس وقعت کی ہے ۔ اسکی سند میں عقیل بن خالد زہری اور لیث ہے اونکی متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ امام احمد اور یحیی بن قطان رحمہم اللہ کے نزدیک جو نقاد حدیث ہیں

عقیل بن خالد ضعیف الحدیث ہے گو بعض نے اسکو ثقہ بہی کہا ہے مگر بالاتفاق حفاظ حدیث سے نہیں ہے
علی ہذا عقیل مذکور کا شاگرد لیث بن ابی سلیم کوفی کو بہت کم نقاد ہیں جو اچہا جانتے ہیں جبے بڑے اکابر حدیث
تو امر روایت میں اسکو اچہا نہیں جانتے امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مضطرب الحدیث ہے امام یحیی اور نسائی
فرماتے ہیں کہ ضعیف الحدیث ہے ابن حبان فرماتے ہیں کہ لیث بن ابی سلیم کوفی آخر عمر میں ایک حدیث کو
دوسری حدیث سے مختلط کر دیتا تہا دار قطنی فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے اسکی حدیث قبول کرنیسے انکار کیا
یحیی بن سعید کا بہی اسکی نسبت اچہا خیال نہیں اور یحیی بن معین بہی ضعیف الحدیث جانتے ہیں اور عیسے
بن یونس فرماتے ہیں کہ آخر عمر میں ایک مضمون کو دوسرے مضمونسے خلط ملط کرنیکی عادۃ ہو گئی تہی ۔
یہی وجہ ہے کہ یہ حدیث تمام حدیثوں کی جو بخاری و مسلم میں ہیں چند مضامین میں مخالف ہے جنکی وجہ سے
حضرت خاتون جنت پر تو یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت صدیق نے حضرت سیدہ کے سوال کی
جواب میں حدیث پیش کر دی تو پہر فی الواقع یہ غصہ حضرت صدیق پر نہ تہا بلکہ اوس حدیث پر یا اوس
حدیث کی فرمانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بالکل شان سیدہ کے مخالف ہے اور حضرت شیر
خدا پر یہ اعتراض آتا ہے کہ لوگونسے ڈر کر معاذ اللہ بعد چہ ماہ کی مجبور بیعت کی اور آخر امر حق مجبور ہو
کر قبول فرمایا جسکے ماننے کو ہماری عقیدت اجازۃ نہیں دیتی کہ شیر خدا داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور وبکر اوس امر کو جو اونکی نظروں میں معاذ اللہ ناحق تہا علاوہ برایں اگر صحیح حدیث بہی
بہت سی صحیح حدیثوں کی مخالف ہو تو اوسکو اصطلاح محدثین میں شاذ کہتے ہیں جو قابل قبول
نہیں ہوتی لامحالہ اوتنا ہی مضمون صحیح ماننا پڑیگا جو دوسرے حدیثوں میں ہے ۔
غضبت فاطمة لا تتكلم حتى ماتت ۔ جسکی مصرح بیہقی کی روایتہ
میں یہ حدیث اسطرح واقع ہوئی ہے غضبت فاطمة لا تتكلم في باب
الفدك حتى ماتت ۔ جسکے صریح یہ معنی ہوئے کہ حضرت صدیق سے حدیث
لانورث سنکر حضرت خاتون جنت اپنی النفس پر غصہ ہوئین کہ میں نے ایسا سوال کیوں کیا یہانتک
تک کہ انتقال فرما گئیں مگر پہر اس امر میں بات نہ کی مگر روافض اور اونکی پیشوا اینتک حضرت خاتون
جنت پر یہ الزام رکہی جارہی ہیں کہ سیدہ کا غصہ حضرت صدیق پر تہا جسکے یہ معنی ہوتے ہیں کہ
بوجہ اس حدیث پر عمل کرنیکے تہا یا صاحب حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نعوذ باللہ منہا

عَلٰى طِخْيَةٍ عَمْيَاءَ يَهْرَمُ فِيْهَا الْكَبِيْرُ وَيَشِيْبُ فِيْهَا الصَّغِيْرُ وَيَكْدَحُ فِيْهَا مُؤْمِنٌ حَتّٰى يَلْقٰى رَبَّهٗ فَرَاَيْتُ اَنَّ الصَّبْرَ عَلٰى هَاتَا اَحْجٰى فَصَبَرْتُ وَفِى الْعَيْنِ قَذًى وَّفِى الْحَلْقِ شَجًا اَرٰى تُرَاثِىْ نَهْبًا خلاصہ ترجمہ

خلافت کا کرتہ بغیر ہماری موجودگی کے لوگون کے پہنانیسے ابوبکر بن ابی قحافہ نے پہن لیا حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ میرا مرتبہ مجلس شورای کے ارکان مہاجرین و انصار سے مثل چکی کے کیلے کی ہے یعنی جیسے چکی بغیر کیلے کے نہیں چلتی اجماع مہاجرین و انصار بھی بغیر ہمارے خلافت وغیرہ پر بلکہ بصورت مخالفت ایکدو شخص کے بھی اہل اجماع سے معتبر نہیں ہوتا حالانکہ ہمارے گہر سے چشمہ فیض کے گرتے ہیں اور کوئی پرندہ ہمارے خاندان نبوت تک نہیں چڑہسکتا مگر میں نے اس خیال کی درمیان پردہ ڈال لیا اور اس امر کی شکایت سے پہلو تہی کی مگر با اینہمہ میں کہتا تہا کہ جو ہاتھ (بمقتضائے استغراق بحر توحید تمام خواہشونسے) کٹ چکا ہے اوسکے ساتھ حضرت شیخین پر محبانہ حملہ شکایت کا کرون یا اس کدورت کو دل ہی میں رکھکر صبر سے کام لون اسواسطیکہ ایسے مخلصونمین ذراسی رنجش پیدا ہوتا ایسے مصیبت ہے کہ جس سے بوڑہا آدمی انتہائے بڑہاپے کو پہونچ جاوے اور بچہ بوڑہا ہوجاوے مگر مینے اس امر پر صبر کرنے ہی کو قرین دانشمندی سمجھا اور اس حال میں صبر کرتا رہا کہ آنکھونمیں اس رنج کی کٹھک تہی اور حلق میں اٹک اور میں دیکھتا تہا کہ میری میراث شرکت مشورہ و تکمیل اجماع مجھسے کیون اچک لی گئی انتہی - پہر جب بغرض تکمیل اجماع اور امر بیعت حضرت صدیق میری پاس آئے اور عذر معقول مذکورہ حاشیہ صنہ ۵۰ وخطبہ آیندہ یازدہم پیش کیا (مینے بیعت کرلی اور مین نے اپنی خیال کو غلط سمجھا اور رنج محبانہ دور ہوگیا چنانچہ یہ مضمون خطبہ اول مذکورہ رسالہ ہذا سے ظاہر ہے) اور مؤید ہے اسی مضمونکے حدیث مذکورہ مسلم شریف جو ابہی حاشیہ صنہ ۵۰ پر گذر چکی مگر ہمارے عقیدہ میں اتنا خیال بہی

شان علی کرم اللہ وجہہ کیطرف کرنا بالکل مخالف شان محبت ہے سواسطیکہ آپ تو بعد وفات
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بمقتضائے استغراق کے بحر توحید میں اور غلبہ شان ولایت
کے جب خلیفہ بنائے گئے جب بھی اسوجہ سے بیعت خلافت منظور کی کہ جمہور مہاجرین
وانصار کا اس امر پر اتفاق ہوگیا کہ اب آپکے سوا اور کوئی قابل خلافت نہیں رہا چنانچہ
شرح نہج البلاغت مولفہ ابن ابی الحدید شیعی کی صفحہ ۳۰ مجلد سوم مطبوعہ مصر میں
ہے وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلَّمَهُ بِهِ حِينَ كَلَّمَتْ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ بَعْدَ بَيْعَتِهِ
بِالْخِلَافَةِ وَقَدْ عَتَبَا عَلَيْهِ مِنْ تَرْكِ مَشُورَتِهِمَا وَالْاِسْتِعَانَةِ فِي الْأُمُورِ بِهِمَا
لَقَدْ نَقَمْتُمَا يَسِيرًا وَأَرْجَأْتُمَا كَثِيرًا أَلَا تُخْبِرَانِي أَيُّ شَيْءٍ كَانَ لَكُمَا فِيهِ حَقٌّ
دَفَعْتُكُمَا عَنْهُ أَمْ أَيُّ قَسْمٍ اسْتَأْثَرْتُ عَلَيْكُمَا بِهِ أَمْ أَيُّ حَقٍّ رَفَعَهُ إِلَيَّ
أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ضَعُفْتُ عَنْهُ أَمْ جَهِلْتُهُ أَمْ أَخْطَأْتُ بَابَهُ وَاللهِ
مَا كَانَتْ لِي فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةٌ وَلَا فِي الْوِلَايَةِ إِرْبَةٌ وَلٰكِنَّكُمْ دَعَوْتُمُونِي
إِلَيْهَا وَحَمَلْتُمُونِي عَلَيْهَا فَلَمَّا أَفْضَتْ إِلَيَّ نَظَرْتُ إِلَى كِتَابِ اللهِ وَمَا وَضَعَ
لَنَا وَأَمَرَنَا بِالْحُكْمِ بِهِ فَاتَّبَعْتُهُ وَمَا اسْتَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَاقْتَدَيْتُهُ فَلَمْ أَحْتَجْ فِي ذٰلِكَ إِلَى رَأْيِكُمَا وَلَا رَأْيِ غَيْرِكُمَا وَلَا وَقَعَ حُكْمٌ
جَهِلْتُهُ فَأَسْتَشِيرَكُمَا وَإِخْوَانِي الْمُسْلِمِينَ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ أَرْغَبْ عَنْكُمَا
وَلَا عَنْ غَيْرِكُمَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُمَا مِنْ أَمْرِ الْأُسْوَةِ فَإِنَّ ذٰلِكَ أَمْرٌ لَمْ أَحْكُمْ
أَنَا فِيهِ بِرَأْيِي وَلَا وَلِيتُهُ هَوًى مِنِّي بَلْ وَجَدْتُ أَنَا وَأَنْتُمَا مَا جَاءَ بِهِ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَلَمْ أَحْتَجْ إِلَيْكُمَا
فِيمَا قَدْ فَرَغَ اللهُ مِنْ قَسْمِهِ وَأَمْضَى فِيهِ حُكْمَهُ فَلَيْسَ لَكُمَا وَاللهِ عِنْدِي وَلَا
لِغَيْرِكُمَا فِي هٰذَا عُتْبَى أَخَذَ اللهُ بِقُلُوبِنَا وَقُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ وَأَلْهَمَنَا وَإِيَّاكُمُ
الصَّبْرَ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَحِمَ اللهُ امْرَأً رَأَى حَقًّا فَأَعَانَ عَلَيْهِ أَوْ رَأَى جَوْرًا

فردہ وکان عونًا بالحق علی صاحبہٖ

ترجمہ

اصل خطبہ مطابق نیرنگ فصاحت بغرض اطمینان فرقہ امامیہ بعض کلام اور خطبوں سے حضرت علی علیہ السلام یہ بھی ہے مخاطب کئے گئے اس کلام کیساتھ حضرت طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہما) بعد بیعت کرنے لوگوں کے آپکے ہاتھ پر بیعت خلافت جیسا ان دونوں نے آپ پر عتاب کیا اس امر سے کہ ہم سے آپ اجرای احکام شرعی میں مشورہ نہیں کرتے اور نہ ہمسے اجرا احکام میں آپ مدد لیتے ہیں لہذا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کی اس شکایت کے جواب میں آپ فرماتے ہیں ایک معمولی سی بات پر غمناک ہو گئے اور بہت سے نیکیوں کو پس پشت ڈال دیا گیا تم مجھی اطلاع نہیں دو گے کہ کس چیز میں تمہارا حق ہے جس سے میں نے تمہیں دور کر دیا ہے وہ کونسا حصہ ہے کہ میں نے تم سے علیحدہ کر کے اپنے لئے اختیار کر لیا یا کوئی ایسا حق ہے کہ مسلمانوں میں سے کسی شخص نے مجھ تک پہونچایا کہ میں اسکے نافذ کرنے سے عاجز تھا یا اس کے حکم سے جاہل تھا یا اسکے باب میں میں نے مخطا کی تھی قسم خدا کی نہ مجھی خلافت کی رغبت تھی نہ اس ولایت کی حاجت لیکن تم لوگوں نے مجھی اسکی طرف دعوت دی اور مجھی اس پر سوار کر دیا جب خلافت میری قبضہ میں آئی تو میں نے کتاب اللہ کی طرف نظر کی کہ کیا چیز اس نے ہمارے لئے برقرار رکھی ہے اور کس بات کا ہمیں حکم دیا ہے میں نے اسی کی پیروی کی اور جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ اختیار کیا تھا اسی کی اقتدا کی اب مجھی اس امر پیروی کتاب و سنت میں تمہاری رائی کی ہرگز احتیاج نہیں ہے نہ میں تمہارے کسی غیر کی رائی کا محتاج ہوں کوئی حکم ایسا واقع نہیں ہوا جسے میں نہ جانتا ہوں اور اس کے بارے میں تم سے اور اپنی بھائی مسلمانوں سے مشورہ کروں اگر ایسا واقع ہوتا (مجھی تمہاری مشورہ کی احتیاج ہوتی) تو میں تم سے اور تمہارے اغیار سے اس معاملہ میں کبھی روگردانی نکرتا ہاں یہ مساوات کے بارے میں جو تم ذکر کر رہے ہو (کہ ہمیں بھی مال غنیمت وغیرہ میں سے

اور لوگوں کے برابر حصہ ملتا ہے) یہ ایک ایسا امر ہے جسمیں ہیں نے اپنی رأی
سے حکم نہیں کیا نہ اپنی خواہش نفس سے اس کا مرتکب ہوا ہوں بلکہ ہیں نے اور تم دونو
نے اس حکم کو پالیا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لائے تھے جس سے فارغ کر دئے
گئے ہیں جو کامل ہو چکا ہے لہذا اس امر میں مجھے تمہاری احتیاج نہیں جسکی تقسیم سے
خداوند عالم فارغ ہو چکا ہے (یہ ساری تقسیم اسی کی جاری کی ہوئی ہے) اور
اور اس بارے میں اسکا حکم نافذ ہو چکا ہے اب تمہارا اور تمہارے اغیار کا کوئی
حق نہیں کہ مجھے اس معاملہ میں معیوب کریں خداوند عالم ہماری اور تمہاری جانوں
کو امر حق کی طرف گرفت کرے ہمارے اور تمہارے دلوں میں صبر کو القا کر دے
پھر فرمایا خداوند عالم اس شخص پر رحمت نازل کرے جس نے حق کو دیکھا اور اس کی
اعانت کی یا ظلم وجور پر نظر کی اور اسے حق کی طرف پھیر دیا اور صاحب حق کے
لئے حق کے ساتھ یاور ہو گیا اور علامہ ابن الحدید اس خطبہ کی لفظی شرح میں بعد شرح
واللہ ما کانت لی فی الخلافۃ رغبۃ ولا فی الولایت اربۃ تحریر فرماتے ہیں
وصدق علیہ السلام فھکذا نقل اصحاب التواریخ وارباب علم السیر
کلھم وروی الطبری فی التاریخ ورواہ غیرہ ایضا ان الناس غشوہ
وتکاثروا علیہ یطلبون مبایعتہ وھو یابی ذالک ویقول دعونی و
التمسوا غیری فانا مستقبلون امرا لہ وجوہ والوان لا یثبت علیہ
العقول ولا تقوم لہا القلوب قالوا ننشدک اللہ الا تری الفتنۃ الا
تری الی ما حدث فی الاسلام الا تخاف اللہ فقال قد اجبتکم لما
اری منکم واعلموا انی ان اجبتکم رکبت بکم ما اعلم وان ترکتمونی
فانما انا کاحدکم بل انا اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم فقالو
ما نحن بمفارقیکم حتی نبایعک قال ان کان لا بد من ذالک

فصفوا مسجد فان بیعتی لا تکون خفیا ولا تکون الا عن رضا المسلمین
وفی ملاء وجماعة فقام والناس حوله ودخل المسجد وانثال علیه المسلمون
فبایعوه وفیهم طلحة والزبیر فقوله ان بیعتی لا تکون خفیا ولا تکون
الا فی المسجد محضار من جمهور الناس یشابه قوله بعد وفات
رسول الله صلی الله علیه وسلم للعباس مما ساله مد یدک للبیعة
انی احب ان اصحرها واکره عن ابایع من وراء رتاج الخ

ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو قسم کہا کر فرمایا کہ مجھکو نہ
خلافت کی رغبت تھی اور نہ والی بننے کی حاجت یہ امر واقعی ہے اور بلا
شبہ آپنے ایسا ہی فرمایا تھا چنانچہ بالاتفاق علماء سیر اور تواریخ سب ایسا ہی
لکھتے ہیں اور علامہ طبری اور دوسرے مورخوں سے مروی ہے کہ جب بہت سے
صحابہ کرام نے آپکو گھیر لیا اور بیعت خلافت لینے پر آپکو بہت مجبور کیا اور آپ انکار
کرتے رہی اور فرماتے رہی کہ مجھکو چھوڑ دو اور میرے سوا اور کسی کی تلاش کرلو اسواسطے کہ
ہم ایسے کام کیطرف متوجہ ہیں جسکو بہت سی شرافتیں حاصل ہیں اور اوسکے رنگ
نئی نئی ہیں کہ جن تک عقلیں نہیں پہونچ سکتیں اور اوسپر عموماً دل قائم نہیں رہ سکتے
(یعنی مقامات ولایتہ) بالاتفاق سب نے عرض کیا کہ ہم آپکو اللہ کی قسم دیتے
ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ فتنہ پھیل رہا ہے اور اسلام میں سخت حادثہ واقع ہو گیا ہے
(یعنی شہادت حضرت عثمان) اور نہ مقرر ہونا ابھی تک کسی امام کا) کیا آپ اوسکا
سے نہیں ڈرتے (اسواسطے کہ آپکے سوا اب کوئی قابل خلافت نہیں) اوس
وقت مجبوراً آپنے فرمایا کہ تمہاری حالت مجبوری دیکھکر میں بیعت خلافت قبول کرتا
ہوں لیکن جانلو کہ اگر امر خلافت میںنے قبول کرلیا تو میں اپنی علم شریعت کی
موافق تم پر احکام جاری کرونگا اور اگر تم مجھکو چھوڑ دو اور امر خلافت سے

معذور رہو تو میں مثل تمہاری ایک آدمی بنکر رہونگا اور میں تم سے زیادہ سننا اور اطاعت کرنے کو موجود ہوں اوس شخص کی جسکو تم اپنا خلیفہ اور والی بنالو یہ سنکر سب نے عرض کیا کہ ہم آپکو ہرگز نہیں چھوڑینگے یہانتک کہ آپکے ہاتھ پر ہم سب بیعت کرلیں یہ سنکر آپنے فرمایا کہ اگر تمہاری نزدیک ایسا ہی امر ضروری ہے تو میں مسجد میں بیعت لونگا اسواسطے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری بیعت خفیہ طور پر ہو یا بغیر رضامندی تمام مسلمانوں کے ہو بلکہ ہو تو درمیان جماعت تمام مسلمانوں کے ہو پھر آپ کھڑے ہو گئے اس حال میں کہ تمام لوگ آپکے گرد تھے اور مسجد میں رونق افروز ہوئے اور آپکے اوپر سب نے اتفاق کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کی اس حال میں کہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی اس جماعت میں موجود تھے بعد نقل اس روایت کے علامہ ابن ابی الحدید فرماتے ہیں کہ یہ قول آپکا مشابہ اوس قول کے ہے جو آپنے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا تھا جب حضرت عباس نے آپکو مجبور کرکر فرمایا تھا کہ اپنا ہاتھ بیعت لینے کے واسطے دراز کرو میں بھی دوست رکھتا ہوں کہ بیعت لینے کے میدان نے مجھکو باہر رکھا جاوی اور میں کراہت رکھتا ہوں اس امر سے کہ راہ تنگ ہے میں بیعت لوں اس قول کو نقل کرکر پھر خطبۂ مذکور کی شرح مطابق ترجمۂ مذکور کی ہے انتہی اس خطبہ سے کئی فائدے حاصل ہوئے اول یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی زمانہ تک خلیفہ بننے سے متنفر رہے اور آپکا یہ مذہب تھا کہ بعد خلیفہ بن جانیکے بجز قرآن وحدیث جہانتک قرآن وحدیث سے مدعی حاصل ہو سکے کسیکی رای لینے کا خلیفہ محتاج نہیں ہوتا اندرین صورت بعد گذر جانے زمانہ خلافت خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اپنی زمانہ خلافت میں بلا اسود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات مقدس سے کسی مؤمن کی سمجھ میں نہیں آتا کہ علی جیسے

ولی خلفائے ثلثہ کی شکایت اور غیبت کا دفتر کہولکر بیٹھیں اور اونکی زمانہ میں اتنے دب کر رہیں اور نعوذ باللہ من ذالک منافقانہ چال چلتے رہیں کہ اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم کا نکاح باوجود صغیرۃ السن ہونیکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردیں اور بموجب روایت کافی کلینی چہین لین اور حضرت شیر خدا کچھ نہ کہیں اور اونسے ملتے جلتے رہیں اندرین صورت خطبہ شق شقیہ کو وہی صحیح مان سکتا ہے جو ائمہ اہلبیت کو منافقانہ چال کے ساتھ متہم کرے جن تہمتون کا ذکر انشاء اللہ باب سوئم اور باب پنجم میں کتب معتبرہ روافض سے ہی کیا جاویگا یہان تو اس باب میں فقط ذکر اوس مناظرہ پر ختم کیا جاتا ہے جسمیں شیعون کی شکست فاش پانے کا ذکر ہے محض اسی بنا پر کہ شیعہ خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو مخالف فرمان ہای مذکورہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے مسلمان ہی نہین سمجھتے

مناظرہ اتفاقیہ

سنہ ۱۳۰۷ ہجری میں حکیم ارشاد علی صاحب کے مکان پر جو الور کے شیعون کے امام عید وبقرعید تہی اور مسائل شیعہ سے بہت واقف اتفاقیہ یہ سنکر کہ اونکے یہان ایک مجتہد لکہنوی شیعہ بہت سی کتابین بغرض تجارت لیکر آئی ہین مین ہی ایک کتاب کی تلاش میں چلا گیا ہین نے جب اونسے اوس کتابکو طلب کیا تو اونہون نے علاوہ اوس کتاب کے دوسری مناظرے کی کتابون کو میری طرف پہینک پہینک کر دکہانا شروع کیا یہانتک کہ آخر میں میری طرف ایک کتاب پہینکی جسکے سرورق پر لکہا ہوا تہا التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری رضی اللہ عنہ اس امر کو دیکہکر میرا دل دکہہ گیا اور مین نے اوس کتاب کو اوٹہا کر آنکہو ںسے لگایا اور اونسے کہا کہ آپکے نزدیک بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تو کچھ عظمت نہ تہی کیا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کی ہی عظمت آپکے دل میں نہیں ہے جو اس کتاب کو بہی مثل دوسری

کتابونکے پہینکدیا مجتہد صاحب نادم ہوکر کہنے لگے کہ مجھسے غلطی ہوئی ورنہ اسکی عظمت
کیوں نہو یہ تو تفسیر قرآن ہے اور پہر وہ بہی وہ جو امام معصوم سے منقول ہے میں نے
کہا اسی قرآن موجودہ کی تفسیر ہے یا اور کوئی قرآن سمجھکے کہنے لگے قرآن تو
یہی ایک ہے میں نے کہا یہ قرآن آپکے نزدیک وہی قرآن ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر نازل ہوا تہا یا اسمیں بہت کچھہ کمی بیشی ہوگئی ایک پرانے شیعہ صاحب
مدعی الاجتہاد بیٹھی ہوئی تہی وہ کہنے لگے کہ جو موجود ہے وہ بعینہٖ ویسا ہی موجود ہے
البتہ اس میں سے دس سپارے خلیفہ سوم نے جلا دئے مجتہد صاحب لکہنوی کہنے لگے
کہ جب قرآن مجید میں یہ آیت موجود ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ
ہمیں نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہمیں اسکے محافظ ہیں پہر کمی بیشی تو اسمیں ہو نہیں
سکتی البتہ ایک محل کی آیت دوسری جگہ ضرور لکہدی گئی ہے جیسے آیۂ تطہیر
اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا
یہ آیت اہلبیت نبوۃ حضرۃ علی اور خاتون جنت اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم
کی شان میں نازل ہوئی تہی مگر اوس رکوع میں رکہدی گئی جسمیں ازواج رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے جس سے ہر واقف ناواقف یقین کرسکتا ھے کہ یہ آیۃ شان
میں ازواج کے ہے میں نے کہا اندریں صورت آپکے نزدیک ایسے غیر معتبر قرآن کا
جسمیں اسقدر تحریف معنوی ہوگئی اور قطعاً معنی بدل گئی نماز میں بہی پڑہنا
جائز نہیں ہوسکتا اوس قرآن کا آپ کے نزدیک کیا اعتبار جسمیں اللہ آل رسول
کی تعریف کرے اور جمع کرنے والے اوسکو ایسی ترتیب سے جمع کریں کہ بجز صفت
ازواج مطہرات آل رسول کیطرف وہم بہی نہو اور نہیں معلوم جب آپکے نزدیک
ایک تحریف یقیناً ثابت ہوگئی تو ایسے ایسی اور کتنی تحریفیں ہونگی اس کا جواب
جب مجتہد صاحب کچھ نہ دیسکے تو حکیم ارشاد علی صاحب کہنے لگے یہ سب

روایتین قابل اعتبار نہیں صحیح مذہب ہمارا یہی ہے کہ یہ قرآن موجودہ من اولہ
الی آخرہ اوسی حالت پر موجود ہے بلا کم و کاست کہ جس طریق پر چھوڑا ویسی اب تک
منقول چلا آتا ہے میں نے کہا یہ بات تو اہل سنت کہہ سکتے ہیں اسواسطے کہ
اونکے نزدیک بعدد بیشمار ہر زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ابتک اسکے نقل کرنے والے روایات ثقات برابر چلے آتے ہیں آپنے مانا کہ یہ قرآن
موجودہ باین ہیئت کذائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپکے نزدیک اکٹھا نازل
ہوا تھا یا بائیس برس میں متفرق طور سے نازل ہوتا رہا اور بعد پورا ہو جانے نزول
قرآن کے اسکو اس ترتیب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا تھا یا کسی اور
نے پھر وہ جمع کرنے والے کون تھے کہنے لگے جو آپکے نزدیک جمع کرنے والے تھے وہی
ہمارے نزدیک ہیں میں نے کہا کہ آپکے نزدیک جو جامع قرآن ہوئے انکا نام کسی معتبر
کتاب سے بتلائیے اسواسطے کہ ہمارے نزدیک جو جامع قرآن ہیں شاید اونکو آپ نہ
مانیں پھر بکرر سہ کرر مجتہد صاحب سب شیعہ یہی کہتے رہے کہ جو آپکے نزدیک جامع
ہیں ہمارے نزدیک ہو وہی ہیں میں نے کہا ہمارے نزدیک تو بموجب حدیث صحیح
بخاری شریف یہ ثابت ہے کہ مشورہ جمع کرنے قرآن کا تو دیا حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے حضرت صدیق اکبر کو دیا اور انہوں نے بموجب مشورہ حضرت عمر اس خدمت
پر حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب وحی اور حافظ قرآن کو مع
چند دیگر صحابہ کے مقرر فرمایا تاکہ وہ مجرد اپنی یاد ہی پر نہ لکھیں بلکہ ہر آیت پہ
کم از کم دو شاہدوں کی شہادت لیکر ضبط تحریر میں لاویں پھر بعد جمع ہو جانے
کے اسی ترتیب خاص پر یہ قرآن موجودہ تا حین حیات فقط حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور بارہ برس عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور بعد وفات عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ

ام المومنین حضور کی بیویکے پاس جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھین اسکے
بعد بہت سے صحابہ نے اپنی یاد کے موافق جیسا جسکو جسقدر بہ ترتیب مختلف و قراۃ
سبعہ مختلفہ جس قراۃ کے ساتھ یاد تہا یعنی کم سورتونکے ساتھ کسی نے معہ آیات منسوخ
التلاوۃ اور کسی نے بہ ترتیب نزول جمع کر لیا چونکہ نفس مدعی حاصل تہا اس امر مین کسی سے
مزاحمت نہ کی گئی مگر زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ مین جب اصحاب کرام بطریق جہاد یا امارت
مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے باہم آپسمین نزاع ہونی لگا اور جسکے پاس جو ترتیب
تہی وس ترتیب کے مخالف دوسرے سے جہگڑنے لگے اور اس معاملہ کو حضرت حذیفہ ابن
الیمان رضی اللہ عنہ نے جو شیعونکے نزدیک بہی امین امت ہین حضرت عثمان رضی اللہ
کی حضور مین پیش کیا اور عرض کیا کہ اگر ایسا ہی رہا تو بعد چند روز کے قرآن مجید کے بہی
مثل انجیل کے مختلف نسخے ہو جاوینگے اور ہر شخص اپنی لکہے ہوئے نسخہ کے مقابل
دوسری کو غلط کہنے لگے گا اس بنا پر بمشورہ حضرت حذیفہ اور دیگر مہاجرین و انصار
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب مختلف نسخے طوعا و کرہا سب سے لیکر سب کے اتفاق
سے جلادئے اور وہ قرآن متفق علیہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے عاریتا منگواکر
اور اوسکی نقلین کراکر جہان جہان تک اسلام پہیلا تہا سب جگہ بہجوادین اور ہمارے
نزدیک اس طریقہ پر اوس وعدہ کا ظہور وقوع مین آیا جو اللہ شانہ نے آیہ کریمہ
انا نحن نزلنا الذکر مین فرمایا تہا کہ ہمین نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہمین اوسکے
محافظ ہین چنانچہ اوس وقت سے ابتک وہی قرآن تمام دنیا مین اس شان اعجاز
کے ساتھ چلا آتا ہے کہ باوجود دشمنی اور مخالفت بیشمار بجز قرآت سبعہ متواترہ
اپنی طرفسے کوئی حرف تو کیا زیر و زبر بہی نہ بدل سکا اور نہ بدل سکتا ہے رہیں
قراۃ شاذہ اور روایات غیر معتبرہ اونکا پیش کرنا اور قرآن پر اعتراض جڑنا
بوجہ مخالفت اصول اہل اسلام جاہل ہی کا کام ہے (کما مر فی باب الاول)

مگر آپکے نزدیک یہ فعل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو بحسب درخواست حضرت حذیفہ
ابن الیمان رضی اللہ عنہ اور بمقتضائے آیہ کریمہ انا نحن نزلنا الذکر ظہور میں آیا
ایسا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان بھی نہ رہے اور حضرت ابوبکر اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت زید کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے اور جب آپکے نزدیک
کسی حدیث کا ایک راوی اگر سنی یا خارجی ہو تو وہ حدیث قابل اعتبار نہیں
رہتی۔ تو فرمائیے پھر یہ قرآن موجودہ جسکے پانچوں راوی اول مسلمان نہیں آپکے
نزدیک کیسے قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور اسکے ساتھ آپکی نماز کسطرح جائز ہو سکتی ہے پھر شیعہ مولانا
صاحب کہنے لگے کہ ہم تمہارے جمع کرنے والوں کو کیا جانیں ہمارے نزدیک اسکے
جامع سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہیں میں نے کہا یہ امر ہمکو بسر و چشم قبول مگر کیا آپ اپنی ہی
کسی کتاب کے حوالہ سے اسکا ثبوت دے سکتے ہیں ہرگز نہیں لیکن خیر ہم تھوڑی دیر کو تسلیم
کئے لیتے ہیں مگر حضرت علی تو آپکے نزدیک خائن غاصب نہیں ہیں کہنے لگے استغفر
اللہ وہ تو ولی اللہ مقبول بارگاہ خدا ہیں میں نے کہا پھر اسکی کیا وجہ ہے جو آپ
آیہ تطہیر کو شان پنجتن پاک میں فرماتے ہیں حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک
خالص ازواج مطہرات کی شان میں نزول معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر باوجود حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو جامع قرآن ماننے کے آپ اس آیہ کو شان اہلبیت میں مخالف
مسلک علی کرم اللہ وجہہ کیسے مانتے ہیں اور بعض ازواج کو تو مسلمان ہی نہیں جانتے جس سے
ظاہر ہے آپ حضرات یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قرآن جمع کرنے میں خائن سمجھتے ہیں۔
یا بوجہ نہ ماننی اس آیتہ کے خالص شان ازواج مطہرات میں اس قرآن کے آپ منکر ہیں
اور یہ تقیہ سے فرمایا ہے۔ اور اب کچھ مجتہد صاحب لکھنوی ہیں یا یہ پرانے مجتہد جو ابھی
کہہ چکے ہیں کہ یہ قرآن بعینہ وہ نہیں جیسا نازل ہوا تھا بلکہ دس پارے جلا دیے اور دوسرے
صاحب فرما چکے ہیں کہ ترتیب بدلدی گئی جو مستلزم تحریف معنوی ہے جب اسکا

کچھ جواب بنا اور سب مبہوت ہو گئے تو میرے اس اعتراض کو لکھکر مجتہدان لکھنو کی خدمتمیں بہیجا اور وہانسے بعد ایک مہینے کے جواب آیا تو یہ آیا کہ سنیونکا فخر کرنا ساتھ اس قرآن جمع کردہ حضرت صدیق پر جب صحیح ہو سکتا ہی جب وہ یہ ثابت کردین کہ حضرت ابوبکر کے جمع کرائی ہوی قرآن کو ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نہین جلادیا تہا دیکہو مشکاۃ یہ روایت مشکوۃ ہی ہیں موجود ہے مگر چونکہ یہ بہتان عظیم تہا آج تک مشکوۃ میں کوئی دکھا سکا نہ دکہا سکے اور اگر کوی دکہا سکتا ہے تو اسکا ہم کہتے ہین دکہا وے اور میدان مقابلہ میں آوے پھر باوجود نہ جواب دیسکنے اس اعتراض کے شیعو نکا یہ کہنا کہ یہ قرآن وہی ہے منافقانہ جہوٹا قول ہے یا نہین اور یہ نتیجہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمانون کی مخالفت کرنیکا اور دوست بنکر اونکے ساتھ دلی دشمنی رکہنے کا نعوذ باللہ منہا اور حکم صریح قرآن مجید کی مخالفت کرنیکا اسواسطے کہ قرآنمجید سے نہایت صاف اور صراحت سے ثابت ہے کہ اگرچہ وہ مہاجر اور انصار جو فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ مین مال خرچ کرنے اور جہاد کرنمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اونکا مرتبہ بہ نسبت اون مسلمانون کے جو بعد فتح مکہ کے شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور جہاد اور مال خرچ کرنیکا فی سبیل اللہ بعد فتح مکہ کے شرف حاصل کیا بہت بڑا مرتبہ رکہنے والے ہیں مگر وعدہ جنت کا صراحۃ دونون فریق کیواسطے کیا گیا ہے جسکا انکار قرآنمجید کو بظاہر غیر محرف کہنے والے شیعہ بطریق تقیہ کے نہیں کر سکتے چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان مولوی انبار علی ساکن سونی پت سے جسکو شیعون نے سرورق تفسیر مذکور پر حامی شرع سید الانس والجان کے خطاب سے یاد کیا ہے آیات مذکورہ کو مع اوسکے ترجمہ اور تفسیر کے نقل کیا جاتا ہے تاکہ کسی شیعہ کو اوسکے معنی یا تفسیر میں غلط کہنے اور دہوکہ دینے کی گنجایش نہ رہے — جلد سوم آخر صفحہ ۳۵۶ تفسیر عمدۃ البیان مولوی انبار علی مجتہد

روافض میں ہے لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ نہیں برابر ہے تم میں سے ای مومنیں مَنْ اَنْفَقَ
وہ شخص کہ خرچ کرے راہ خدا میں مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ پہلے فتح مکہ سے کہ وہ وقت مسلمان
کے اور قوت کے ہونیسے پہلے ہے اسواسطے کہ جسوقت مکہ فتح ہوا تو مسلمانوں کی
کثرت ہو گئی اور لوگ فوج فوج اسلام میں داخل ہونے لگے اور حاجت کفار سے جنگ
کرنیکی نہ رہی اور ضرورت ہر ایک خرچ کی فتح مکہ سے پہلے تھی اور مومنین اس زمانہ میں
محتاج بھی زیادہ تھے اسواسطے اوس وقت کے خرچ کرنیکا ثواب زیادہ تھا اسلیئے
خدا نے فرمایا کہ نہیں برابر ہے وہ شخص کہ خرچ کرے پہلے فتح مکہ کے وَقَاتَلَ اور جنگ
کرے دشمنوں سے خدا کے اور وہ شخص کہ خرچ کرے بعد فتح کی اور جنگ کرے کافروں
سے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنیوالا اور جہاد میں جاکر کافروں سے لڑنے والا ثواب میں
زیادہ ہے اسواسطے کہ بعد فتح مکہ کے تو بہت مال ہاتھ آیا تھا اور فراغت ہو گئی
تھی اسقدر احتیاج خرچ کرنیکی باقی نہیں رہی تھی اُولٰٓئِکَ وہ لوگ پہلے خرچ کرنے
والے مہاجرین وانصار میں سے اَعْظَمُ دَرَجَۃً بزرگ زیادہ ہیں باعتبار درجہ
اور مرتبہ کے مِنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا اون لوگوں سے کہ خرچ کیا ہے اونہوں نے
مِنْ بَعْدُ پیچھے فتح مکہ کے وَقَاتَلُوْا اور جنگ کی ہے اونہوں نے وَکُلًّا ہر ایک کو
یعنی فتح مکہ سے پہلے اور پچھلے خرچ کرنے والے کو دونوں کو وَعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی
وعدہ کیا ہے خدا نے ثواب نیک اور اچھی کا کہ وہ بہشت ہی اوسمیں دونوں جاوینگے
لیکن درجوں میں اور مرتبوں میں دونوں کے فرق ہے کہ پہلے خرچ کرنیوالے کا درجہ پیچھے خرچ کرنے
والے سے زیادہ ہے وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اوس چیز کے کہ کرتے ہو تم
خَبِیْرٌ خبردار ہے تمہارے خرچ کرنے اور لڑنیسے فقط کیا بعد دیکھنے اس آیہ کی
تفسیر کی فتح مکہ سے پہلے اور پچھلے مجاہدین اور فی سبیل اللہ خرچ کرنیوالوں کے اسلام
میں کوئی ذرا سا بھی ایمان رکھنے والا انکار کر سکتا ہے مگر وہ ہی جو ایمان سے

بالکل ہاتھ دہو بیٹھا ہے کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیحد مال خرچ کرنیکا
راہ خدا میں اور اپنی تمام جان و مال کو حضور پر قربان کرنیکا قبل فتح مکہ اور بعد
فتح مکہ سوای کسی اندہی کے علم تواریخ سے انکار کرسکتا ہے وقت ہجرت اگرچہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کا بسترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپکی چادر اوڑھکر سونا
اس غرض سے کہ کافر اگر حملہ کریں تو مجہپر کریں حضور پر جان نثاری کا ثبوت ہیں یا ہے
مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کندھی پر چڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبل ثور
پر لیجانے اور آپکے ساتھ غار ثور میں تین دن رہکر پھر اپنی شتر پر جو پہلے سے آپکی ہجرت
کی غرض سے پالا تھا سوار کرکے مدینہ طیبہ تک ساتھ جانا اور ہر امر میں آپ پر جان
نثار رہنے کی برابر کبھی اوروں کی جان نثاری اور فی سبیل اللہ مال خرچ کرنیکا
کوی منصف تواریخ معتبر سے ثبوت دیسکتا ہے کیا کوی قرآن شریف پر ایمان
رکھنی والا آیہ کریمہ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا کو سوای ابوبکر
رضی اللہ عنہ کی دوسری کسی صحابی کی شان میں کہسکتا ہی کیا آیہ کریمہ ولا یاتل
اولوا الفضل منکم والسعۃ کو سوای صدیق اکبر کی کسی دوسری صحابی کی حق میں بتا
سکتا ہے کیا قبل فتح مکہ بدر میں احد میں جنگ خندق وغیرہ میں حضرت صدیق اکبر
فاروق اعظم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مال خرچ
کرنے اور کفار سے لڑنے اور حضور پر جان نثار رہنے سے کوی انکار کرسکتا ہی کیا بیر رومہ
کہودوا کر اپنی روپیہ سے وقف کرتے اور ایکہزار دینار جنگ عسرت میں خرچ کرنے سے
حضرت عثمان کے کیسکو گنجایش انکار ہے کیا بعد فتح مکہ حضرت معاویہ رضی
اللہ عنہ نے عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں سفر دریا کرکے قبرس فتح نہیں کیا جسمیں
حضرت ام حرم زوجہ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ اپنی اونٹ سے گر
کر شہید ہوئیں جنکو اول دریائی جہاد میں شہید ہونیکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشارت دیچکے

باب سوئم

چودہوین پارہ بیسوین رکوع میں ہے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ - واخرج السیوطی رحمہ اللہ فی تفسیرہ قال اخرج ابن ابی شیبہ عن الحسن رضی اللہ عنہ ان عیونا لمسیلمۃ اخذوا رجلین من المسلمین فاتوہ بہما فقال لاحدہما اتشہد ان محمدا رسول اللہ قال نعم قال تشہد انی رسول اللہ فاہوی الی اذنیہ فقال انی اصم فامر بہ فقتل وقال للاخر ان محمدا رسول اللہ قال نعم قال تشہد انی رسول اللہ قال نعم فارسلہ فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال اما صاحبک فمضی علی ایمانہ واما انت فاخذت بالرخصۃ

ترجمہ ایہ کریمہ

جو شخص کافر ہو ساتھ اللہ کے مومن ہوکر اور اوس کفر پر اوسکا سینہ کہلا ہوا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور اونکے واسطے ہے عذاب بہت بڑا مگر وہ شخص کہ

حاشیہ صفحہ آخر صفحہ ۳۹۲ صفحہ ۳۹۳ بخاری شریف میں ہے عن ام حرام بنت ملحان قالت نام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما قریبا منی ثم استیقظ یتبسم فقلت ما اضحکک قال اناس من امتی عرضوا علی یرکبون ہذا البحر الاخضر کالملوک علی الاسرۃ قالت فادع اللہ ان یجعلنی منہم فدعا لہا ثم نام الثانیۃ ففعل مثلہا فقالت مثل قولہا فاجابہا مثلہا فقالت ادع اللہ ان یجعلنی منہم فقال انت من الاولین فخرجت مع زوجہا عبادۃ ابن الصامت غازیا اول ما رکب المسلمون البحر مع معاویہ رضی اللہ عنہ فلما انصرفوا من غزوتہم قافلین فنزلوا الشام فقربت الیہا دابۃ لترکبہا فصرعتہا فماتت ترجمہ حضرت ام حرام فرماتی ہیں ایکدن میرے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے جاگے میں نے عرض کیا کیا دیکھکر آپ ہنستے ہوئے جاگے فرمایا میں اپنی امت کے بہت سے آدمیونکو دیکھا جو دریائے سبز پر سوار ہوتا دیکھا مثل پادشاہونکی تخت پر میں نے عرض کیا دعا کیجیے کہ میں اونسے ہوں آپنے دعا کی پھر آپ سوگئے اور ویسے ہی ہنستی اوٹھے میں نے اوسیطرح عرض کیا آپنے اوسیطرح جواب دیا میں نے عرض کیا دعا کیجیے اللہ مجھکو اون لوگوں سے کرے فرمایا تم پہلے جماعت سے ہو چکیں پہر اول حضرت معاویہ فتح قبرس کی لیے سفر دریا پر آمادہ ہوئے حضرت ام حرام اپنے شوہر حضرت عبادہ کیساتھ بموجب ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنگ قبرس میں سفر دریا سب کیساتھ اختیار فرماکر تشریف لے گئیں اور بعد فتح قبرس شام میں پہونچکر اپنی سواری سے گرکر شہید ہوگئیں

۱۲ فقط

زبردستی کیا جاوی اور دل اوسکا ایمان پر جما ہوا ہو یعنی بغرض جان بچانیکے اگر کلمۂ کفر کہہ لے یا فعل کفر کرلے تو وہ مستحق غضب الٰہی اور عذاب عظیم کا نہو گا سیاق و سباق آیتہ سے صراحۃً ظاہر ہے کہ بحالت مجبوری کفریہ قول و فعل کی اجازت ہی کہ اگر بغرض جان بچانیکے یا ظلم مشرکین سے نجات پانیکے قول و فعل کفر کا کوی مرتکب ہو جاوے تو اوسکو ایسے قول و فعل کی رخصت ہی نہ کہ اوسپر وجوب کہ ضرور قول و فعل کفر کرہی ڈالے اور نہ کرے تو گنہگار ہو انتہی چنانچہ حدیث مذکورہ سے بہی یہ ہی مضمون ظاہر ہے —

ترجمہ حدیث مذکور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے جاسوسون نے دو مسلمانونکو صحابہ کرام سے پکڑ لیا جب اونکو مسیلمہ کذاب کے پاس لیکر آئی مسیلمہ نے ایک کو اون دونوں میں سے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اونہون نے فرمایا کہ ہان پہر اوسنے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں اونہون نے اپنی کانون کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میں بہرہ ہوں اوسنے غصہ میں آکر اونکو قتل کرادیا پہر دوسرے سے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اونہون نے فرمایا کہ ہان پہر کہا کیا مجھکو بہی رسول اللہ جانتے ہو اونہون نے جان کے خوف سے کہدیا کہ ہان انکو چھوڑ دیا جب یہ حضور میں حاضر ہوئے اور جو امر مسیلمہ کی ساتھ واقع ہوا تہا اوس سے خبر دی آپنے فرمایا کہ وہ جو شہید ہو گئے اپنا ایمان سلامت لے گئی اور تم نے رخصت پر عمل کیا اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ آپنے فرمایا کہ اگر پہر ایسا موقعہ ہو تو پہر ایسا کرلینا وہ بہی امر بطریق وجوب تہا اسواسطے کہ جس امر کی ممانعت صریح ہو اوسکے بعد جو امر ہوتا ہے وہ بطریق رخصت ہوتا ہے نہ بطریق وجوب کے روافض اتنے بڑہی کہ اونہون نے بغیر کسی قسم کے خوف کے بہی دوسرے تیسرے درجہ کہ دینے کو تقیہ واجب نہیں بلکہ فرض قرار دیدیا اور تارک تقیہ کو بے ایمان کہدیا

اور ائمہ اہلبیت پر بہتان لگھکر بہت سی اس مضمونکی حدیثین گھڑ ڈالین جنسے
صاف ظاہر ہوکہ شیعونکے نزدیک تارک تقیہ بے ایمان اور بیدین ہوتا ہے حالانکہ
یہ امر طشت از بام افتادہ ہے کہ حضرت امام ہمام روحی وقلبی فداہ جگر گوشہ محمد
رسول اللہ ابن علی شیر خدا امام حسین شہید کربلا علیہ الرحمۃ و الرضوان نے
امر حق پر سارا کنبہ شہید کرا دیا اور خود شہید ہوگئے اور رخصت پر عمل نہین کیا اور امر
افضل اختیار فرمایا ورنہ کیا بڑی بات تھی اگر بطریق تقیہ یزید کی بیعت قبول فرمالیتے
اور اپنی اور سب کی جان بچا لیتے مگر بوجہ تقیہ نہ کرنیکے شیعونکے نزدیک اونکے اصول سے
نہ حضرت امام حسین سید الشہداء با ایمان رہے نہ دیندار لہذا یہ احادیث
کافی یعقوب کلینی کی جو شیعونکا ثقۃ الاسلام ہے قابل ملاحظہ ہیں صـ ۴۸۲ کتاب
الایمان و الکفر باب التقیہ اصول کافی کلینی مین ہے عن ابی عمیر الاعجمی قال
قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابا عمران تسعۃ اعشار الدین فی
التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ والتقیۃ فی کل شیئ الا فی النبیذ والمسح
علی الخفین وعن عبد اللہ ابن ابی یعقوب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال اتقوا علی دینکم واحجبوہ بالتقیۃ فانہ لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ انما
انتم فی الناس کالنحل فی الطیر لو ان الطیر یعلم ما فی اجواف النحل
ما بقی منہا شیئ الا اکلتہ ولو ان الناس علموا ما فی اجوافکم تحبونا
اهل البیت لاکلوکم بالسنتکم ولنحلوکم فی السر والعلانیۃ رحم اللہ
عبدا منکم کان علی ولایتنا۔ ترجمہ ابی عمیر عجمی کہتے ہین کہ
فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ای ابو عمر نو حصہ دین تقیہ میں ہے اور جو تقیہ
نکرے وہ بیدین ہے اور تقیہ ہر چیز میں ضرور ہے مگر تقیہ سے کبھی نبیذ تمر سے
وضو نکرے اور تقیہ سے کبھی موزون پر مسح نکرے اور عبد اللہ ابن ابو یعفور

بھی کہتا ہے کہ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ڈرو تم اپنی دین پر اور چھپاو
اوسکو تقیہ کے ساتھ اسواسطے کہ جو تقیہ نکرے وہ بے ایمان ہے تم مثل شہد کی مکھی
کی ہو پرند جانوروں میں اگر پرندوں کو معلوم ہو جاوے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ میں
کیا ہے تو ایک مکھی باقی نہ رہے اور سب کو پرند کھالیں اسیطرح اگر آدمیونکو معلوم
ہو جاوے کہ تمھاری سینوں میں محبت اہلبیت ہے تو تمکو اپنی زبانوں سے کھا جاوینگے
اور تمکو تنہا چھوڑدیں پوشیدہ اور ظاہر اللہ رحم کرے اوس بندہ پر تم میں سے
جو ہمارے محبت اور ولایت پر قائم ہے وفیہ فی صفحت المذکور عن ابی عمر
الکنانی قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا اباعمر ارایتک لو
حدثتک بحدیث او افتیتک بفتیا ثم جئتنی بعد ذلک فسالتنی
عنہ فاخبرتک بخلاف ما کنت اخبرتک او افتیتک بخلاف ذلک
بایھما کنت تاخذ قلت باحدثھما وادع الاخر فقال اصبت
یا اباعمر وابی اللہ الا ان یعبد سرا اما واللہ لئن فعلتم ذلک انہ خیر
لی ولکم وابی اللہ عزوجل لنا ولکم فی دینہ الا التقیتہ وعن درست
الوسطی قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ما بلغت تقیۃ احد تقیۃ
اَصْحَابِ الکہف ان کانوا لیشھدون الاعیاد ویشھدون الزنانیر
فاعطاھم اللہ اجرھم مرتین ترجمہ ابو عمر کنانی کہتا ہے
کہ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے ای ابو عمر بتا تو اگر میں تجھسے کوئی بات کروں
یا کوئی فتوی دوں اور جب پھر تو دوبارہ آوے اور میں تجھسے اوسکے مخالف بات
کروں یا اوسکے مخالف فتوی دوں تو میری کونسے بات اور کونسے فتوی پر عمل
کریگا میں نے کہا پچھلی نئی بات اور نئے فتوی پر اور دوسری بات اور فتوی کو چھوڑ دو
فرمایا تیرے رای صواب ہے ای ابو عمر اللہ نہیں چاہتا کہ پوجا جاوے مگر پوشیدہ

اور اللہ نہین چاہتا ہمارے تمہارے واسطے مگر تقیہ (یعنی حق پوشی) قسم ہے اللہ کی
ہمارے تمہارے واسطے یہی بہتر ہے (یعنی اپنی عقیدہ کا چھپانا) اور
درست واسطی کہتا ہے فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کسیکا تقیہ اصحاب
کہف کی تقیہ کو نہ پہونچتا اگر وہ کافرونکے میلونین (تقیہ سے جانا قبول کرلیتے
اور مثل مشرکون کی جینو) (جو شعار کفر ہے) مضبوط باندہ لیتے اور اللہ اونکو
دوگنا ثواب دیتا اگر تقیہ کرلیتے انتہی ۔ برادران اسلام ذرا نظر انصاف
سے کہو کہ کیا فی الواقع یہ حدیثین صحیح ہین بجز بے ایمانونکے کون کہسکتا ہی
کہ حضرات ائمہ دوسرونکو اسدرجہ تقیہ کی تاکید فرمادین اور خود مخالف
اپنے فرمان کے تقیہ کو چھوڑکر شہید ہوجاوین اور تمام جان نثارونکو
شہید کرادین اور جانکی موقعہ پر ہی عزیمت جو شیعونکے نزدیک تقیہ امر
افضل ہے چھوڑدین اور لا ایمان لمن لاتقیہ لہ کے مستحق نبین اللہ جل
شانہ قرآن مجید مین فرماتا ہے یا ایہا الذین امنو لم تقولون ما لا تفعلون
کبر مقتا عند اللہ یعنی ای ایمان والو وہ بات کیون کہتے ہو جو خود
نہین کرتے یہ بہت بڑا گناہ ہے نزدیک اللہ کے پہر حضرت امام حسین سے یہ کیونکر
ہوسکتا تہا کہ وہ معاذ اللہ تقیہ کو شعار دین سمجھکر نہ کرتے اور حق کی اتباع مین
جان دیدیتے ۔

باب چہارم

اون روایتونکے بیانمین جو شیعونکی بڑی معتبر کتاب کافی کلینی مین ہین اور
اونسے بعید توہین سیدنا علی اسد اللہ اور ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم
اجمعین ظاہر ہے ۔ اور اون روایتونکے بیانمین جنسے شیعونکی صریح مخالفت
ارشادات اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی واضح
ہمکو امید ہے کہ منصف مزاج شیعہ ضرور ان روایتونکو بغور ملاحظہ فرماکر

اطاعت علی کرم اللہ وجہہ کرتے ہوئے دوست نما دشمن شیعان علی سی جدا ہوجائینگی
اور توبۃ النصوح کرکی داخل سواد اعظم عاشقان شیر خدا مطیعان اہل بیت باصفا
و اصحاب سید الوری ہوجائینگے - جلد دوم صفحہ ۱۴۱ فروع کافی کلینی
مطبوعہ نولکشور مین ہے - عن زرارۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی
تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناہ زرارہ جو شیعان اہلبیت اسکی
شیعونکے نزدیک مشہور ومعتبر راوی ہے روایت کرتا ہے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے
جو تذکرہ نکاح حضرت ام کلثوم کا آگیا (یعنی یہ تذکرہ کہ حضرت ام کلثوم بنت علی
رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے (جنکو شیعہ مسلمان بھی نہین جانتے
کیسے ہوگیا تو ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ شرمگاہ ہے جو ہمسے زبردستی چھین لی
گئی اس سے بڑھکر سنئی - عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال لما خطب الیہ قال امیر المومنین انھا صبیۃ قال فلقی العباس فقال لہ مالی
اَبِی بَاسٌ فقال وماذاک قال خطبت الی ابن اخیک فردنی انا واللہ لاعورن زمزم
ولا ادع لکم مکرمۃ الا ھدمتھا ولاقیمن علیہ شاھدین بانہ سرق ولاقطعن
یمینہ فاتاہ العباس فاخبرہ وسالہ ان یجعل الامر الیہ فجعلہ الیہ -

ترجمہ ہشام بن سالم کہتا ہے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے فرمایا آپنے جب
درخواست نکاح کی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کیساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اوسنی
کی (راوی حضرت عمر کو اتنا برا سمجھتا ہے کہ روایت مین آپکا نام بھی نہین لیا) اوسکی جواب
مین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وہ تو ابھی لڑکی ہین فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے
پھر گئے وہ (یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اور فرمایا
کیا ہے میری حالت کیا ہے مجھ مین کوئی عیب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
کیا بات ہے تو فرمایا اونہوں نے (یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) مین نے تمہارے بھتیجے

علی رضی اللہ عنہ کو اونکی بیٹی کے لئے پیام اپنے نکاح کا دیا تہا اونہوں نے پیر اپیام
رو فرمادیا خبردار ہو خدا کی قسم ہے میں چاہِ زمزم پر جاکر تمہاری شرافت کی بنیادیں ڈہا
دونگا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چوری کرنے پر دو گواہ قائم کرکے اونکا دہنا ہاتہ
کاٹ دونگا یہ سنکر حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت اسد اللہ کے پاس جاکر اونکو حضرت
عمر نے جو فرمایا تہا اوسکی خبر دی اور فرمایا کہ تم اونکے نکاح کا اختیار مجہکو دیدو حضرت اسد اللہ
نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرکر) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دیدیا انتہٰی
اسکے بعد کا حال ہشام نے کچھ بیان نہیں کیا مگر پہلی روایت زرارہ سے ثابت
ہوتا ہے پہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زبردستی چہین لیا یا یوں ہوا ہوگا کہ حضرت
عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت شیر خدا نے ڈرکر نکاح کر دیا مگر جب روافض کے نزدیک
حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہی نہیں تو پہر نکاح کب صحیح ہوا اور
ظاہر ہے حضرت علی اور عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ میں ایسے مل جل کر رہے کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے رجم حاملہ کی متعلق حضرت عمر سے کہا جبتک وضع حمل نہو اور
بچہ دودہ نچہوڑ دے رجم جائز نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بمقتضاء شان انصاف
حضرت شیر خدا کی روایت مقبول فرماکر فرمادیا کہ لولا علی لہلک عمر یعنی حضرت علی اگر
نہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا یعنی حاملہ کو رجم کرا دیتا اہل انصاف سنیوں اور ای محبان
شیعہ کے لوگو ذرا انصاف سے کہو اس سے بڑھکر اور توہین شیر خدا کیا ہوگی جو زرارہ
اور ہشام ان دونوں کے روایتوں سے ثابت ہے کیا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ بیغیرت
مسلمان ایسی بیغیرتی قبول کرسکتا ہے کہ اوسکی بیٹی کو زبردستی کوئی کافر چہین لے
اور وہ زندہ رہے یا شہر چہوڑ کر روپوش نہو اور اگر کافر غاصب سے ہارے تو کیا تمام
اوسکو دیوث (کنجر) نہ کہینگے نعوذ باللہ من تلک الرواۃ والروایات وقبیحہ مگر
افسوس تو یہ ہے کہ ایسے منافقانہ چال کو تو کافی کلینی کے ماننے والے جمہور شیعہ اور

یعقوب کلینی مصنف کافی کو ثقۃ الاسلام جاننے والے ائمہ اہلبیت اور شیر خدا کیلئے موجب فخر سمجھتے ہیں اور خود اوسی پہ عامل ہیں صفحہ ۳۷ اصول کافی ملاحظہ کیجیے۔

عن زرارۃ بن اعین عن ابی جعفر علیہ السلام قال سئلتہ عن مسئلۃ فاجابنی ثم جاءہ رجل فسئلہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی ثم جاء الاخر فاجابہ بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما خرج الرجلان قلت یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان من اہل العراق من شیعتکم قدما یسئلان فاجبت کل واحد منہما بغیر ما اجبت بہ صاحبہ فقال یا زرارۃ ان ہذا اخیر لنا وابقی لنا ولکم ولو اجتمعتم علی امر واحد لصدقکم الناس علینا ولکان اقل لبقائنا وبقائکم ثم قال قلت لابی عبد اللہ شیعتکم ولو حملتموہم علی الاسنۃ او علی النار لمضوا وہم یخرجون من عندکم مختلفین قال فاجابنی مثل جواب ابیہ وفی صفحہ ۳۸ من اصول الکافی عن ابی نصر الخثعمی قال سمعت اباعبد اللہ (جعفر الصادق رضی اللہ عنہ) یقول من عرف انا لانقول الا حقا فلیکتف بما یعلم منا فان سمع منا خلاف ما یعلم فلیعلم ان ذلک دفاع منا

ترجمہ زرارہ بن اعین روایت کرتا ہے امام ابو جعفر محمد بن باقر رضی اللہ عنہ سے کہتا ہے کہ میں نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا آپنے اوسکا جواب دیا پھر ایک آدمی نے آکر اوسی مسئلہ کو پوچھا تو آپنے اوسکے برخلاف جواب دیا پھر ایک تیسرا آدمی نے آکر جو اوسی مسئلہ کو پوچھا تو آپ نے مجھکو اور اوس دوسرے آدمی کو جو جواب دیا تھا دونو جوابونکے برخلاف جواب دیا جب دونوں آدمی چلے گئے میں نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ آپکے شیعہ جان نثاروں سے عراق کے دو آدمی ایک ہی مسئلہ کو پوچھنے آئے آپنے دونو کو مختلف جواب دیا جو مجھکو جواب دیا تھا اوسکے بھی برخلاف آپنے

فرمایا ای ذرارہ ایسے ہی مختلف جواب دینا ہمارے اور تمہارے واسطے بہتر ہے اور
ہماری باقی رہنے کا باعث اور اگر تم تمام شیعہ میری ایک بات پر متفق ہو جاؤ تو یہ لوگ
تمکو سچا مانینگے اس امر میں کہ یہ ہمارا ہی قول ہے اس صورتمیں ہمارا تمہارا دنیا میں
باقی رہنا بہت کم ہوگا (یعنی اگر ایسی منافقانہ چال نہ چلیں کہ کسی سے کچھ کہدیں
اور کسی سے کچھ تو ایسی صورتمیں ہماری تمہاری زندگی مشکل ہو جاوے) ذرارہ کہتا ہے
پھر میں نے یہی بات امام ابو عبد اللہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ
آپکے شیعہ اگر آپ انکو نیزوں پر لیجائیں یا آگ کیطرف تو وہ جانے کو تیار ہیں مگر وہ آپکے
پاس سے باوجود آپکے شیعہ ہونیکے باہم مختلف باتیں لیکر جاتے ہیں کہ جنسے آپکے شیعوں
میں بہی اختلاف واقع ہو ذرارہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے بہی مجھکو
وہی جواب دیا جو انکے والد امام باقر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا پھر دوسری سند
نضر سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے امام ابو عبد اللہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سے سنا کہ فرماتے تہے جو شخص اس امر کا یقین رکہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں حق ہی کہتے
ہیں اوسکو چاہئے کہ جو کچھ ہمسے جانتا ہے اوسے پر کفایت کرے اوسکے بعد اگر کوئی
بات ہمسے مخالف اوسکے سنے تو یقین کرلے کہ یہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں وہ جہوٹ ہے
اور دفع الوقتی ہے اوس دوسری شیعہ سے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)
جب شیعوں کے نزدیک ان اماموں کا جنکو معصوم جانتے ہیں نعوذ باللہ یہ حال ہے
تو انکے جہوٹے نام لیوا شیعوں کی باتوں پر کوئی کیسے اعتبار کر سکتا ہے انکے نزدیک
تو ائمہ اہلبیت کی یہ سنت ٹہیری کہ کسیکو کوئی چیز جائز بتادی اور دوسری کو حرام
اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں کہ جنسے ان مقبولان بارگاہ خدا اور جگر گوشگان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیا گیا ہے چنانچہ اسی فروع کافی میں ایک
مقام پر راوی کہتا ہے کہ ایکدن ایک خواب کی تعبیر پوچہنے امام ابو عبد اللہ جعفر

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جو حاضر ہوا اور میں نے اپنا خواب آپ سے عرض کیا ابو حنیفہ
النعمان ابن ثابت بہی وہاں تشریف فرما تہی آپنے اونکی طرف اشارہ کر کے
مجہسے فرمایا کہ ان سے تعبیر پوچہو جو سب سے زیادہ تعبیر جاننے والے ہیں بموجب آپکے
فرمانیکے جب میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تعبیر پوچہی اور اونہوں نے تعبیر بیان
کی تو حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے بہتر اس خوابکی اور کوی تعبیر
نہیں ہوسکتی جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تشریف لے گئے امام جعفر رحمہ اللہ فرمانے لگے
کہ انہوں نے جو کچھ تعبیر بیان کی وہ بالکل غلط ہی اصلی تعبیر اسکی یہ ہے چنانچہ جو تعبیر
آپنے دی تہی اوسی کے موافق ظہور ہوا اب منصفین شیعہ اور اہلسنت سے یہ عرض
ہے کہ کیا شیعونکے نزدیک ائمہ اہلبیت جہوٹے بات کی تصدیق کرنے والے بلا وجہ
مسلمانونکو کافر کے سپرد کرنے والے اور پہر جنکو کافر جانتے ہیں اونکی بات کی
تصدیق کرنے والے اور پہر غیبت کرنے والے نہیں ٹہیرتے ذرا انصاف سے
کہو کہ جب مخلص شیعوں کی جماعت میں ایک مخلص شیعہ نے حضرت امام جعفر
رضی اللہ عنہ سے تعبیر پوچہی آپکو کیا ضرورۃ تہی جو اوسکو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ
اللہ کی تعریف بیان کر کے اپنی شیعہ کو اونکی طرف متوجہ کیا حالانکہ شیعہ امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو مسلمان بہی نہیں جانتے اور کیا ضرورۃ تہی جو اونکی جہوٹی
تعبیر کی حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی اور پہر اونکے چلے جانیکے بعد
اونکی غیبت لہذا حق بات یہ ہے کہ اصل میں امام جعفر رضی اللہ عنہ کو امام ابو
حنیفہ رحمہ اللہ کا فضل و کمال دیکہکر اور اپنی فیوض و برکات سے اونکو مالامال کر کے
یہ منظور تہا کہ میری مخلص اونکی تقلید کریں مگر راوی مذکور کو حضرت امام جعفر
سے مثل تمام شیعونکے دلی دشمنی اور ظاہری محبت تہی کہ جسکے پردہ میں ائمہ
اہلبیت کو عیوب چند در چند کے ساتھ متہم کیا یہ دو چار روایتیں بطریق نمونہ

نقل کیگئین ہیں اب ون خطبون امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو نقل کیا جاتا ہے جنسے
شیعونکی مخالفت ارشادات علی رضی اللہ عنہ سے ظاہر و باہر ہے دیکہو حضرت
علی کرم اللہ وجہہ تو اپنی لشکریونکو شامی مخالفونکے گالی دینے تک سی منع کرتے ہین
اور یہ اونکے حکم کو ٹہکراکر مہاجرین اور انصار کے سردار خلفاء ثلثہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین پر تبرا کرنیکو افضل عبادات سمجہتے ہین فت ۵۳ جلد اول نہج
البلاغت ہیں ہے ومن کلام له علیه السلام وقد سمع قوماً من اصحابه
یسبون اهل الشام ایام حربهم بصفین انی اکره لکم ان تکونوا سبابین
ولکنکم لو وصفتم اعمالهم وذکرتم حالهم کان اصوب فی القول وابلغ فی
العذر وقلتم مکان سبکم ایاهم اللهم احقن دمائنا ودمائهم واصلح
ذات بیننا وبینهم واهدهم من ضلالتهم حتی یعرف الحق من جهله
ویرعوی عن الغی والعدوان من لهج به ترجمہ
اور کلام علی علیہ السلام سی ہی کہ جب اونہون نے اپنی یارونسے سنا کہ زمانہ جنگ
صفین ہیں اہل شام کو گالیان دیتے ہین آپنے فرمایا کہ بلا شک و شبہ ہیں ناپسند
کرتا ہون تمہارے واسطے کہ تم گالی دینے والونسے ہو مگر تم کو
شامیون کے اعمال اور اونکی حالت کا بیان کرنا قرین صواب ہے اور اونکے مقابلہ
ہیں عذر مجبوری بیان کرنا جواب با صواب ہے اگر بجای گالی کے اونکے لیے یہ دعا مانگو تو
بہتر ہے ای میرے اللہ ہماری آپس کی خون ریزی ہم سے روکدے اور ہم ہیں
اور ہمارے دشمنونمیں صلح کرادے اور اونکو گمراہی سے راہ راست دکہادے
یہانتک کہ جو جاہل ہے وہ ہی حق کو پہچان لے اور پہر جاوے گمراہی اور سرکشی سے
وہ شخص جو شیفتہ ہو گیا ہی اوس گمراہی پر علی ہذا امیدنا امیر المومنین علی کرم
اللہ وجہہ خارجیونکو بہی اسلامی بہائی کرکے یاد فرماتے ہین اور یہ دشمنان

علی کرم اللہ وجہہ مخالف اونکے فرمانکے سرداران مہاجرین و انصار خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بہی مسلمان نہیں جانتے صہ ۲۹۰ آخر خطبہ ۱۶۰ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ خوارج کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان القتل لیدور علی الآباء والابناء والاخوان والقرابات فلا نزداد علی کل مصیبۃ وشدۃ الا ایمانا ومضیا علی الحق وتسلیما للامر وصبرا علی مضض الجراح ولکنا انما اصبحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الزیغ والاعوجاج والشبہۃ والتاویل فاذا طمعنا فی خصلۃ یلم اللہ بہا شعثنا ونتدانی بہا الی البقیۃ فیما بیننا رغبنا فیہا وامسکنا عما سواہا الخ ترجمہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اس حالتمیں بیٹون اور باپون اور بہائیون اور نزدیکیونسے لڑتے تہے اور اونکو قتل کرتے تہے کہ اوس قتل و قتال سے ہماری ایمانکی رونق بڑہتی تہی اور ہم راہ حق پر چلتے تہے جسمین فرمان برداری تہی اللہ کے حکم کی اور صبر کرنا تہا زخمونکی سوزشوں پر لیکن اب ہم بوجہ اوس کجی اور روگردانی کے حق سے اور اوس شبہ اور اوس تاویل کی جسمین وہ گرفتار ہین اپنی اسلامی بہائیونسے مشغول قتل و قتال ہین اسواسطے کہ جب ہم اونسے کسی ایسی خصلت کی امیدوار ہوتے ہین کہ اللہ جلشانہ اوسکے ساتھ ہمارے پریشان حالت کی اصلاح کردے اور ہماری باہمی خونریزی موقوف ہوجاوے جو ہمارے باقی رہنیکا باعث ہے ہم اوسیطرف راغب ہوجاتے ہیں اور اسکی مخالفت سے رک جاتے ہین الخ اور اونکو باغی مسلمان جاننے ہی کی وجہ ہے کہ بغرض دفع بغاوت اونسے لڑتے تہے مگر منع فرماتے تہے کہ جبتک وہ اول تم سے قتل و قتال شروع کرین تم اونپر دروازہ قتل و قتال نکھولنا چنانچہ صہ ۱۰۸ جلد دوم نہج البلاغت مولفہ شریف رضی میں ہے ومن وصیتہ علیہ السلام

لعسکره قبل لقاء العدو بصفین لاتقاتلوھم حتی یبدؤکم فانکم بحمد الله
علی حجته وترککم ایاھم حتی یبدؤکم حجة اخری لکم علیھم فاذا کانت الھزیمة
باذن الله فلا تقتلوا مدبرا ولا تصیبوا معورا ولا تجھروا علی جریح ولا تھیجوا النساء
باذی وان شتمن اعراضکم وسببن امراءکم فانھن ضعیفات القوی
والانفس والعقول ان کنا لنؤمر بالکف عنھن وانھن لمشرکات الخ
ترجمہ مقام صفین پر قبل لڑائی شروع ہونیکے لشکر شامی سے
حضرت امیر المومنین خلیفہ چہارم خلیفہ برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے لشکر
یونکو وصیت فرماتے ہیں جبتک وہ یعنی معاویہ اول تمسے قتل و قتال شروع نکرے تم اول
قتل و قتال نشروع کرنا اسواسطے کہ بحمد اللہ تعالیٰ تم حجت شرعی کیساتھ اونکی مقابلہ
میں جارہے ہو (اسواسطیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اذا بویع الخلیفتان
فاقتلوا الآخر اخرجہ البخاری رحمہ اللہ جب دو خلیفہ بیعت کئی جاوین تو پچھلے
کو قتل کردو) اور جب اونکو تم چھوڑ دوگے یہانتک کہ اول وہ تم سے قتل و قتال شروع کرین
تو یہ تمہارے لیے عند اللہ اونپر دوسری حجت قائم ہوجاویگی (قال اللہ تعالیٰ وان
طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدٰھما علی
الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امر اللہ (پارہ ۲۶) رکوع ۱۳
ترجمہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اگر دو جماعت مومنون کی آپس میں قتل و قتال
کرین تو اون دونوںمیں صلح کرادو پھر اون دونوںمیں سے ایک سرکشی کرے دوسری پر
تو سرکشی سے لڑو اور اوس سے قتل و قتال کیساتھ پیش آؤ یہانتک کہ دو سرگروہ
حکم خدا کیطرف رجوع کرے) پھر اگر جماعت باغیون کی باذن اللہ بھاگ نکلے
تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے والونکو مت قتل کرو اور لڑائی میں کوتاہی کرنیوالے کے پیچھے
نہ لگو اور زخمی کی جانسے مارنیکی کوشش نکرو اور عورتونکو ایذا نہ پہنچاؤ اگرچہ وہ

گالیونسے تمہاری آبروریزی کرین اور تمہارے امیرونکو گالیان دین اسواسطیکہ وہ ضعیف القوی ضعیف النفس ضعیف العقل ہوتی ہین (یہ تو مسلمان ہین جب وہ مشرکہ تہین جب بہی ہم حلم کئی جاتے تہے کہ اونکی ایذا سے باز رہین چنانچہ بموجب اسی فرمان سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہم حنفیونکا عمل ہے صفحہ ۳۴۴ باب البغاۃ ہدایۃ مطبوعہ مصر معہ شروح الاربعہ مین ہے فاذا تغلب قوم من المسلمین علی بلد وخرجوا من طاعۃ الامام دعاهم الی العود الی الجماعۃ وکشف عن شبہتہم لان علیا کرم اللہ وجہہ فعل کذالک باهل حروراء قبل قتالهم وهو اهون الامرین ولعل الشر یندفع به فیبدا به ولا یبدا بقتال حتی یبدؤه فان بدؤا قاتلهم حتی یفرق جمعهم وذکر الامام المعروف بخواهر زاده ان عندنا یجوز ان یبداء بقتالهم اذا تعسکروا واجتمعوا وقال الشافعی رحمهم الله لا یجوز حتی یبدؤا بالقتال حقیقتا لانہ لا یجوز قتل المسلم الا دفعا وهم مسلمون بخلاف الکافر لان نفس الکفر مبیح عنده ولنا ان الحکم یدار علی الدلیل وهو الاجتماع والامتناع وهذا لانہ لو انتظر الامام حقیقۃ قتالهم ربما لا یمکنه الدفع فیدار علی الدلیل ضرورۃ دفع شرهم انتهی ترجمہ

اور جب کہ غلبہ کرے کوی قوم مسلمانونسے اوپر کسی اسلامی شہر کے اور اطاعت امام سے خارج ہو جاوے تو امام کو لازم ہے کہ اونکو جماعت اہل اسلام کی پیروی کیطرف بلاوے اور جس شبہ سے وونہون نے خروج کیا ہے وونکا شبہ زائل فرماوے اسواسطیکہ علی کرم اللہ وجہہ نے وقت بغاوت حروراء کے خارجیونکے اونسے قتل و قتال شروع کرنے سے پہلے ایسا ہی کیا تہا اور اسواسطے کہ قبل از قتال سمجہا دینے سے کام نکالنا بہتر ہی اسواسطے کہ احتمال ہے کہ سمجہانیسے سمجہ جاوین پہر بہی جبتک وہ قتل و قتال نہ شروع کرین امام کو اول اونسے قتل و قتال شروع کرنا نہ چاہی اور جب وہ شروع کردین

اونکی جمعیت منتشر کرنیکو امام ہو اونکے ساتھ قتل و قتال شروع کر دے اور امام ہمام
خواہرزادہ فرماتے ہین کہ جب وہ اپنی جمعیت اکٹھی کر کے اور لشکر بنا کے مقابلہ میں آہی
جاوین تو امام کو اول ہی اون سے قتل و قتال کرنا جائز ہے مگر امام شافعی رحمہ اللہ
فرماتے ہین کہ بعینہ حقیقتا قتل و قتال شروع کر دینے باغیون کے ابتدا اون کا
قتل کرنا جائز نہین اسواسطیکہ فقط دفع شر کے واسطے مسلمانونکا قتل جائز ہے
لہذا جبتک دفع شر بلا قتل و قتال ممکن ہو مسلمانکا قتل جائز نہین برخلاف کافر
کے کہ اوسکا خون فقط بوجہ کفر ہی مباح ہے مگر ہمارے نزدیک بوجہ بغاوت کے
اونسے مقابلہ کیا جاوے اسواسطے کہ بعض اوقات اونکے قتل و قتال شروع
کرنیکی انتظاری میں پہر اونکا شر دفع کرنا دشوار بلکہ ممتنع ہو جاتا ہے

باب پنجم

بیان مین ممانعت نوحہ اور ماتم اور سینہ زنی اور بال نوچنے مین وقت مصیبت کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت سے جن روایتونکی مخالفت بعید عوام
روافض اور شیعونسے تو ظاہر ہے مگر جیسے علماء یہود و نصاری عوام الناس کے خوف
سے احکام توریت کے مخالف فتوی دیتے تہے اونکے مجتہدین عنبر ہی اہن ملا مین اللہ
ہیں اور جان بوجہ کر بلا دلیل مخالف فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمان
ائمہ کرام اہلبیت عظام فتوی دیتے ہیں اور مصداق یشترون بہ ثمنا قلیلا بنتے
ہیں شیخ زین العابدین حائری مجتہد جنکی تعریف سے بہت سے ورق تقاریظ
میں سیاہ کئے گئے ہین کتاب ذخیرۃ المعاد کے صفحہ ۶۱۹ میں لکھتا ہے سوال ماتم
کردن در مجالس عزا در غم امام حسین علیہ السلام و دیگر معصومین علیہم السلام یعنی
دست بر سینہ زدن و ہمچنین دست بر سر وروی زدن و جامہ سیاہ و نیلہ
(مثل نصاری وقت) و سبز پوشیدن سوا عمامہ و عبا در غم امام حسین علیہ السلام

شرعاً جائز ست یا نہ واگر جائز نیست کسانیکہ ہمچو عمل میکنند عاصی شوند یا نہ جواب ضرر ندارد و معصیت نیست بلکہ مستحب ست بلکہ با جونکیساتھ رونے پیٹنے کو بھی اسجگہ جائز لکھتا ہے حالانکہ انہیں کی معتبر کتاب کافی کلینی کے صـ ۱۲۱ و ۱۲۲ کتاب الجنائز میں ہے عن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہ ما الجزع قال اشد الجزع الصراخ بالویل والعویل ولطم الوجہ و الصدر وجز الشعر من النواصی ومن اقام النواحۃ فقد ترک الصبر واخذ فی غیر طریقۃ من صبر واسترجع وحمد اللہ عزوجل فقد رضی بما صنع اللہ ووقع اجرہ علی اللہ ومن لم یفعل ذالک جری علیہ القضاء وھو ذمیم واحبط اللہ تعالیٰ اجرہ وعن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام وعن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان الصبر والبلاء یستبقان الی المومن فیاتیہ البلاء وھو صبور وان الجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فیاتیہ البلاء وھو جزوع وعن ابی عبد اللہ محمد الباقر علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب المسلم یدہ علی فخذہ عند المصیبت احباط لاجرہ وعن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من ذکر مصیبۃ ولو بعد حین فقال انا للہ وانا الیہ راجعون و الحمد للہ رب العلمین اللھم اجرنی علی مصیبتی واخلف علی افضل منھا کان لہ من الاجر مثل ما کان عند اول صدمۃ وعن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من اصیب بمصیبۃ فلیذکر مصابہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ من اعظم المصائب وعن ابی جعفر علیہ السلام قال ان اصبت بمصیبۃ فی نفسک او فی مالک فاذکر مصائبک برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان الخلائق لم یصاب بمثلہ قط وعن رجل عن

ابيه قال لما أصيب امير المومنين صلوات الله عليه نعى الحسن الى
الحسين عليهم السلام وهو بالمدائن فلما قرأ الكتاب قال يا لها
من مصيبة ما اعظمها مع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من
اصيب منكم بمصيبة فليذكر مصابه بي فانه لن يصاب بمصيبة
اعظم منها وصدق صلى الله عليه وسلم وعن ابي جعفر عليه السلام
قال لما توفي طاهر ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى رسول الله
صلى الله عليه وسلم خديجة عن البكاء فقالت بلى يا رسول الله ولكن
درت عليه الدرة فبكيت فقال لها اما ترضين تجديه قائما على
باب الجنة فاذا رائك اخذ بيدك فادخلك اطهرها مكانا واطيبها
قالت وان ذلك كذلك قال الله اعز واكرم من ان يسلب عبدا ثمرة
فواده فيصبر ويحتسب ويحمد الله عز وجل ثم يعذبه وفي صـ ۱۱۷
وعن ابي عبد الله عليه السلام قال قال امير المومنين صلوات الله عليه مروا
اهاليكم بالقول الحسن عند موتاكم فان فاطمة عليها السلام لما قبض
ابوها عليه السلام سعدتها بنات هاشم فقالت اتركن التعداد
وعليكن بالدعاء **ترجمہ** پھر اگر تمام اس قسم کی روایتوں کو جمع کیا جاوے
تو مستقل ایک کتاب بنجاوے لہذا بطریق نمونہ چند روایتیں بیان کرکے اب
اونکا ترجمہ لکھا جاتا ہے تاکہ ہر خاص و عام کو معلوم ہو جاوے کہ حسب روایت
ائمہ یہانتک ثابت ہو گیا کہ وقت وفات جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت خاتون جنت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے بنی ہاشم کی عورتوں
کو سوا دعا و درود کے حضور کے حالات بیان کرکر رونے سے منع کیا تو اولاد
رسول کیواسطے رونا پیٹنا ماتم کرنا بجز پیروی عادت و رسم کا فرونکے اور کیا ہو سکتا ہے

نعوذ باللہ من ہذہ الرسوم الفاسدۃ وشرکۃ جماعۃ الکفرۃ الفجرۃ ترجمہ
جابر فرماتے ہین کہ ابو جعفر علیہ السلام سے کہ مین نے اونکی خدمت میں عرض کیا کہ جزع
کی کیا تعریف ہے فرمایا کہ سخت تر جزع یہ ہے کہ وقت مصیبت کے واویلا کرے
پکارے مونہہ اور سینہ پر ہاتھ مارے پیشانی کے بال نوچے پس جس شخص نے
ایسی رسم نوحہ کی قائم کی اسنے طریقہ صبر چھوڑ دیا اور وہ لوگ جو مصیبت کے وقت
صبر اور شکر کرنے والے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہنے والے ہین انکا طریقہ
چھوڑ دیا۔ اور انکا طریقہ جو راضی ہوتی ہین اللہ کی رضا پر اور مستحق اجر آخرت
بنتے ہین اور جس شخص نے صبر نہ کیا تو اللہ کی قضا ضرور اسپر جاری ہوگی اور وہ
اللہ رسول کے نزدیک برے لوگونمین داخل ہوگا اور مستحق اجر آخرت نرہیگا
اور حضرت جابر ہی سے دوسری روایت ہیں ابو جعفر علیہ السلام اور ابو عبداللہ
سے فرمایا آپنے بیشک صبر اور بلا دونو سبقت کرتی ہین طرف مومن کی اور مومن
پر بلا اس حالت مین آتی ہے کہ وہ صابر ہوتا ہے اور بیشک جزع یعنی ہاتھ مونہہ
طمانچہ مارنا اور واویلا پکارنا کافر کیطرف بلا کیساتھ سبقت کرتا ہے اور کافر کیطرف
بلا اس حالت میں آتی ہی کہ وہ واویلا کرتا ہوا چھاتی ماتھا کوٹتا ہے اور ابو عبداللہ
محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمانکا وقت
مصیبت کے زانو پر ہاتھ مارنا اسکے ثواب کو درہم برہم کر دیتا ہے اور ابو عبداللہ
علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہین کہ بعد مدۃ اگر کوئی شخص اپنی مصیبت
کو یاد کرکے انا للہ وانا الیہ راجعون والحمد للہ رب العلمین اللہم اجرنی علی مصیبتی
واخلف علی افضل منہا کہے تو اسکو اتنا ہی ثواب ملتا ہی جتنا اول مصیبت کے وقت
ملا تہا اور ابو عبداللہ علیہ السلام فرماتے ہین کہ جو شخص کسی مصیبت میں گرفتار
ہو اسکو چاہیے کہ وہ حضور کے تشریف لیجانیکی اس عالم دنیا سے مصیبت کو

یاد کرے کہ وہ سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت تھی اور ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں اگر
تو جانی مالی کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو حضور کی جدائی کی مصیبت کو یاد کر
اسواسطے کہ مخلوقات کو اس سے بڑی کوئی مصیبت آجتک نہین پہنچی اور ایک
دوسرے شخص اپنی باپ سے روایت کرتے ہین کہ جب امیر المومنین علی علیہ السلام شہید
ہوئے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو جو
اسوقت مدائن مین تشریف فرما تھے اس واقعہ کی خبر دی آپنے خط پڑھکر فرمایا کہ
یہ کیا بڑی مصیبت ہے مقابلہ میں اس امر کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو کوئی تم میں سے کسی مصیبت میں گرفتار ہو اسکو چاہئے کہ میری
جدائی کی مصیبت کو یاد کرے اسواسطے کہ میری جدائی کی مصیبت سے مومن
کیواسطے اور کوئی بڑی مصیبت نہیں ہے اور بیشک حضور نے سچ فرمایا اور ابو
جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب صاحبزادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت طاہر نے انتقال فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا کو رونے سے منع فرمایا تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا ہان نہین یا
رسول اللہ مگر اونکے اوپر جو حالت وارد ہوئی اس سے مین رونے لگ گئی آپنے فرمایا کیا
تمکو یہہ بات پسند نہین کہ تم حضرت طاہر کو دروازہ جنت پر قیامت کے دن
کھڑا پاؤ کہ وہ تمکو دیکھکر تمہارا ہاتھ پکڑکر جنت [illegible] اس سے پاک اور عمدہ سے
عمدہ مکانمیں داخل ہو [illegible] عرض کیا کہ کیا یہہ امر ایسا ہی ہے
آپنے فرمایا اللہ کی ذات اقدس اس امر سے بہت زیادہ عزت والی اور کرم
والی ہے کہ کسیکے کلیجہ کی پہل کو توڑ والے اور وہ اسپر صبر اور شکر کرے اور طالب
ثواب ہو پہر بہی اللہ اسکو عذاب کرے اور صفحہ ۱۱ مین ہے ابو عبد اللہ
علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرمایا امیر المومنین علی علیہ السلام نے حکم کرد اپنی اہل

وعیال کو کہ اپنی مردونکے مرنیکے وقت نیک بات مونہ سے نکالین اسواسطے کہ
فاطمہ علیہا السلام کے حسب والد ماجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا
اور حسب دستور قدیم ہاشمی لڑکیاں رونے میں امداد دینے کو آئین سیدۃ النساء
رضی اللہ عنہا نے فرمایا دعا اور درود کو لازم پکڑو اور (مثل رسم جاہلیت) فضائل
گن گن کر رونے کو چھوڑو فقط

گذارش ضروری بخدمت اہلسنت و جماعت

ناظرین کرام حضرات شیعہ کی کتابونسے ہی صاف ظاہر ہے انکا یہ طرز
ماتم اور سینہ کوبی اور نوحہ گری کسقدر فعل مذموم ہے پھر کیا اب ایسے لوگونکی
ساتھ مجالست موانست اکل و شرب تعلقات برادرانہ غیرتمند سنی پابند سنت
حنفی متبع ائمہ اہلبیت مسلمان گوارہ کرسکتا ہے اور شرعا اکل و شرب مجالست
موانست ایسے لوگون کیساتھ اور انکے جلسونکی شرکت جائز ہوسکتی ہی ہرگز نہین
مزید بران بغرض تفہیم عوام وخواص چند آیات قرآنیہ نذر ناظرین ہین قولہ تعالے
وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ
اسکی تفسیر میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تفسیر درمنثور میں نقل فرماتے ہیں
وابو الشیخ عن محمد بن سیرین ان ھذہ الایۃ نزلت فی اھل الاھواء
واخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن محمد بن علی قال ان اصحاب
الاھواء من الذین یخوضون فی ایات اللّٰہ واخرج الفریابی وابو النصر
سنجری فی الابانۃ عن مجاھد فی قولہ تعالی واذا رایت الذین یخوضون
فی ایاتنا قال ھم اھل الکتاب نھی ان یقعد معھم اذا سمعھم یقولون فی
القران غیر الحق خلاصہ ترجمہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے اگر تجھکو شیطان بھلاوے
اور بھولکر بدعتی گمراہون کافرون میں بیٹھ جاوے تو یاد آنیکے بعد ظالمونکے

ساتھ نہ بیٹھہ تفسیر درمنثور میں ہے ماتحت آیہ مذکورہ عبد بن حمید اور ابن ابو حاتم
اور ابوالشیخ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تابعی مفسر سے نقل فرماتے ہین کہ اونہوں نے فرمایا
کہ یہ آیۃ اہل بدعت کی صحبت سے پرہیز کرنیکے متعلق نازل ہوئی ہے اور عبد بن حمید
اور ابن منذر حضرت محمد بن حنفیہ ابن علی اسداللہ سے راوی ہیں کہ آپنے فرمایا وہ
لوگ جو آیات قرآنی میں بطریق اعتراض و گمراہی خوض کرتے ہین بدعتی فرقی بہی اوسی
مین داخل ہین اور فریابی اور ابونصر سنجری اپنی کتاب ابانہ میں مفسر معتبر مجاہد رحمہ
اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا سے
مراد وہ اہل کتاب ہیں جو قرآن مجید کے متعلق ناحق باتیں کرتے ہیں ایسی ہی
لوگون کی صحبت سے بچنے کا حکم ہے جو بعد آیہ مذکور ہے فلا تقعد بعد الذکری مع
القوم الظالمین یعنی ایسی لوگونکے پاس نہ بیٹہو اگر بہولکر بیٹھ بہی گئے تو جب حکم یاد آوے
فوراً اٹھ جائین اور دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ یعنی
اللہ اور قیامت پر ایمان لانیوالونکو تم نہ پاؤگے وہ اللہ و رسول کی راہ میں روک
لگانیوالونسے محبت کرین خواہ وہ اونکے باپ ہوں یا بیٹے علی ہذا استاد خواہ پیر
یا کوئی اور فقط اب ناظرین کرام سمجھ لین کہ اس سے زیادہ قرآن کے متعلق اور کیا ناحق
کہنا ہوگا جو روافض نے کہا اور لکھا کہ خود تو اپنی کتابوں میں قرآن مجید کے محرف ہونیکی
موضوع حدیثین نقل کیں۔ مگر سنیون نے ایسے روایتونکو اپنی کتابوں میں بغرض رد
جو نقل کیا تو ناواقف جاہل بہولے بہالے مسلمانونکو دہوکہ دینی کی غرض
سے شیعون نے کہدیا کہ سنیونکی کتابوں سے بہی قرآن کا محرف ہونا ثابت ہوتا ہے
اور مخالف خدا و رسول اللہ اور ارشادات شیر خدا اسداللہ اور ائمہ اہلبیت
اصفا چہاتی پر ہاتہا کو تین ماتم اور سینہ زنی کرکی توہین اہل بیت اظہار برسر بازار کرین

اور اس فعل مذموم کو حسن جانیں اور لوگوں کو اسکی طرف بلائیں جسکا ظاہر خراب اثر تو یہی پڑتا ہے کہ کافر و مشرک دیکھکر استہزار کرتے اور کہتے ہیں کہ انکے پیشوا اس ذلت سے مارے گئے ہیں کہ آجتک اونکی متوسلین ماتم کر رہے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا
وفی فصل الثالث من کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ للمشکوٰۃ عن ابراھیم بن میسرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور فصل ثالث باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت ابراہیم بن میسرہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے تعظیم و توقیر کی بدعتی کی اوسنے مدد کی اسلام کی دیوار ڈھانے والی بدعتی کی اسلام کی دیوار ڈھانے میں۔ اور یہ دو حدیثیں عالم میں مشہور و مقبول خاص عام ظاہر ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اکثر سواد قوم فھو منھم ومن تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جو جس جماعت میں بیٹھکر اوسکی جمعیت بڑھائے وہ اس جماعت سے ہے اور جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اس سے ہے جنکو بحوالہ چند کتب معتبرہ علامہ شامی رحمہم اللہ نے بھی ردالمختار میں نقل فرمایا ہے اور ہر روز دعاء قنوت میں ہم عہد کرتے ہیں کہ اللہ و رسول کی صریح حکموں کی مخالفت کرنیوالوں کو چھوڑے رہینگے چنانچہ جملہ مسلمان روزانہ وتروں میں ونخلع ونترک من یفجرک پڑھتے ہیں کہ جسکے صریح معنی یہ ہیں کہ ہم اونکو چھوڑتے ہیں جو تیرے نافرمان بدکار فاسق فاجر ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ اونکی جماعت میں شریک ہوں اونکی جلسوں مجلسوں میں جائیں جو دشمنان خلفاء راشدین سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی نسبت صراحۃً ارشاد فرمایا کہ اد

قطع تعلق کردو چنانچہ سنن دارقطنی میں ہے عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل اختار لی اصحابا فجعلهم اصحابی واصهاری وانصاری سیجیئ من بعدهم قوم ینقصونهم ویسبونهم فان ادرکتموهم فلا تناکحوهم ولا تواکلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا علیهم وفی تفسیر الاحمدی تحت قوله فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین وصرح الامام الزاهدی الظاهر من کلام المفقهاء ان الآیة باقیه ای حکمه وان القوم الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلهم ممنوع وقال صاحب الهدایة فی کتاب الکراهیة ان ان دعوا الی دعوة وکان ثمه لعب وغناء فان علم ذالک قبل حضور المجلس لا یحضر وان لم یعلم ذالک قبل الحضور فان قدر علی المنع منع البتة وان لم یقدر فان کان مقتدی یخرج البتة ولا یاکل لئلا یقتدی الناس به وان لم یکن مقتدی فان کان علی راس المائدة لا یقعد لقوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین فان کان بعد امتد فان قعد واجاز والاولی ترکه هذا حاصل مافیه ۔ خلاصہ ترجمہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ نے میرے اصحاب کو میرے لئے پسند فرمالیا اور انکو میرے یاران صحبت سے بنادیا اور کسیکو خلفاء میں سے میرا داماد اور کسیکو میرا خسر اور میرے بعد ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو اونمیں نقصان نکالیگے اونکی تنقیص کریگی اونکو گالیان دیگی تم اونکو پاؤ تو اونسے رشتے داری یعنی بیٹی بوھا نہ کہنا اونسے ہم پیالہ وہم نوالہ نہ ہنا نہ اونکے ساتھ نماز پڑھنا نہ اونکی نماز جنازہ پڑھنا نہ پڑھانا اور تفسیر آیہ مذکور میں ملا احمد جیون رحمۃ اللہ استاد اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ مصنف نور الانوار اپنی تفسیر احمدی میں تحریر فرماتے

ہین امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ تصریح فرماتے ہین کہ کلام فقہائے کرام سے یہی ظاہر ہے
کہ آیۂ کریمۂ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین غیر منسوخ ہے اور اسکا حکم ہمیشہ
کیلئے اور ظالمین میں داخل بدعتی فرقے اور فاسق فاجر اور کافران سب کے ساتھ
نشست و برخاست اتحاد کیساتھ قطعاً ممنوع ہے اور کتاب الکراہیۃ ہدایہ میں ہے
اگر کوئی دعوت میں بلاوے اور وہان خلاف شرع گانا باجا ہو اگر پہلے سے ہان نجاوے
تو بہتر ہے اور اگر جاینکے بعد معلوم ہو اور منع کر سکے تو منع کرے اور اگر مقتدے ہے کہ اوسکو
دیکھکر لوگ حجت پکڑتین تو دعوت نہ کہائے اور واپس چلا آوے اور اگر برسر دسترخوان
امر غیر مشروع ہو تو آجائے اور اگر دور ہو تو کہا لینا جائز ہے مگر اولی یہی ہے کہ نکہاوے
اور اوٹھ آوے بحکم آیۂ کریمۂ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین فقط عن
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نهتهم علمائهم فلم ینتهوا فجالسوهم فی
مجالسهم واکلوهم وشاربوهم فضرب اللہ قلوب بعضهم ببعض فلعنهم
علی لسان داود وعیسی ابن مریم ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون قال
فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا فقال لا والذی نفسی
بیدہ حتی تاطروهم اطرا رواہ الترمذی وابو داود وفی روایۃ قال
کلا واللہ لتامرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر ولتاخذن علی یدی
الظالم ولتاطرنه علی الحق اطرا ولتقصرنه علی الحق قصرا اولیضرب
اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم یلعنکم کما لعنهم حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی عنہ فرماتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی اسرائیل
کثرت سے گناہ اور نافرمانی کرنے لگے علمائے اونکو منع کیا مگر جب وہ باز نہ آئے
علمائے (اونسے جدا نہوئے) بلکہ اونہین کیساتھ اوٹھتے بیٹھتے کہاتے پیتے رہے

اسو جہ سے اللہ نے اون نافرمانون کیساتھ اونکے دلون کو سخت اور سیاہ کر دیا پھر اون
علما کو بھی داود اور عیسی علیہما السلام کے زبان پاک سے ملعون بنا دیا اور اون پر
لعنت کا مینہ برسا دیا یہ سو اسطیکہ اون سبنے نافرمانی کی اور وہ حد شریعت سے
نکل چکے تھے آنحضرت تکیہ لگائے ہوئے لیٹے ہوئے تھے کہ یہ فرما کر بیٹھے ہو گئے اور
فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے (اسی حالتمیں وہ
مبتلا رہے) یہان تک کہ وہ ظالمون فاسقونکو ظلم سے منع کرنے لگے حق منع کرنیکا
اور باطل سے حق کیطرف لوٹ آئے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اپنی
جامع میں اور ابو داود نے اپنی سنن میں اور دوسری روایت ابو داود میں
ہے آپنے بیٹھ کر فرمایا قسم ہے اللہ کی حکم کرتے رہو تم بھلی بات کا اور منع کرتے ہو
منکرات (بری باتون) سے اور پکڑ لو ظالم کے ہاتھ اور حق کیطرف پھیر ہو اور حق
بات پر جمے رہو ورنہ نافرمانون کیساتھ اللہ تمہارے دلونکو بھی سخت اور کالا
کر دیگا اور جیسے اونپر لعنت کی تمکو بلاشبہ ملعون بنا دیگا

مولانا روم علیہ الرحمہ خوب فرماتے ہیں

باطلان را چہ رباید باطلی
عاطلان را چہ خوش آید عاطلی
زانکہ ہر جنس را باید جنس خود

گاؤ سوئے شیر نر کے رو نہد
گرگ بر یوسف کجا عشق آورد
جز مگر از مکر تا او را خورد

چون ابو بکر از محمد بردہ بو
گفت ہذا لیس وجہ کاذب
چون نبود بو جہل از اصحاب درد

دید صد شق قمر باور نکرد
گر خفاشے از خورشید خورست
این دلیل آمد کہ آن خورشید نیست

نفرۂ خفاشگان باشد دلیل
کہ منم خورشید تابان جلیل
گر گلابی را جعل راغب شود

آن دلیل ناگلابی می بود
گر شود قلبی خریدار محک
در محکی اش در آید نقص و شک

ترجمہ اردو

گمرہون کو گمرہی آوے پسند
اور بیکارون کو بیکاری کا فند
جنس اپنی جنس کی جانب ہی آئی

گامی شیر و نکی طرف ہر گز نجائے	بھیڑیا کب رحم یوسف پر کرے	مکر سے کہانی وہ کوشش ہے
سونگھکر بو بجز خوشبوئی نبی	کہ اوٹھے سچے ہیں حق کی گواہی	دیکھکر کافر رہا بو جہل اور
معجز شق القمر جیسے ہزار	انس جس سورج سے ہو خفا کو	جان تو سورج نہیں وہ زشت خو
جو نسے سورج سے چمگادڑ ڈرے	جان تو وہ پر ضیا خورشید ہے	جب ہو گبریہ روان سوی گلاب
جان لے تو وہ نہیں ہرگز گلاب	جس کسوئی کا ہو طالب مدام	وہ کسوئی ہی نہیں ای نیکفال

اور یہی مضمون مترشح ہی خطبہ پنجم مذکورہ رسالہ ہذا سے جو نہج البلاغت کتاب معتبر شیعہ سی نقل کیا گیا ہی فقط

تقریظ معہ قطعہ تاریخ علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب قادری اشرفی رضوی الوری خطیب مسجد وزیر خان لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم		نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یوں تو روافضہ میں بے تعداد مؤلفات ہیں اور میں نے بھی اکثر دیکھی بلکہ صبح نور میرا رسالہ بھی ہے جو بطرق ناول اس بحث میں لکھا ہے۔ لیکن آج ہدایۃ الغوی مؤلفہ حضرت امام اہل السنۃ استاذ العلماء قبلہ وکعبہ مولانا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب رضوی مشہدی الوری امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور لا زال شموس فیضانہ ابداً کے مطالعہ نے بھی اس نتیجہ پر پہونچایا کہ اس سے قبل ایسا عجالہ نافعہ شائع نہیں ہوا میں نے اس رسالہ میں خاص طور پر یہ خوبی دیکھی کہ منکرین کو اونکے مسلمہ کتابوں سے الزامی جواب دی ہیں اور ایسے خوبی سے کہ اگر خدا توفیق ہدایت عطا فرمائے اور منکر جاحد بنظر انصاف دیکھی تو راہ فرار مسدود پاکر ایمان پر آئے اور شیر خدا اسد اللہ مولی علی کرم اللہ وجہہ کی مخالفت سے مجتنب رہتا ہوا اتباع شاہ ولایت سچا مسلمان بنکر داخل زمرہ اہل سنت ہو اور اگر ضد وحسد سخن پر ورسے فرقہ بندی کی خلیج میں ہی رہنا چاہے تو

	فما بعد الحق الا الضلال واللہ الہادی	

بہر کیف کم از کم برادران اہل سنت کو چاہئے کہ ہمیشہ اوس قوم سے علیحدہ رہنے کی کوشش کریں جنکی وہ حالت ہو جو مؤلف مدظلہ نے دکھائی اور جنکے مذہب میں ہر خیر

رافضی کے جنازہ میں شرکت کرنے کا حکم ہوتے ہوئے یہ تعلیم دیجاتی ہو کہ شریک ضرور ہو مگر بجائے دعا کے وہ بد دعا پڑہو جو ہم تمہیں سکہاتے ہیں اور پہر اس تعلیم کو اپنی طرف منسوب نہیں رکہتے بلکہ معاذ اللہ حضرت سید الشہدا سند الاتقیا شہید کربلا جگر گوشہ محمد رسول اللہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں چنانچہ جلد اول باب الجنائز فروع کافی کلینی کی صفحہ ۱۰۱ میں ہے عن ابی عبد اللہ امام باقر علیہ السلام قال مات رجل من المنافقین فخرج الحسین علیہ السلام یمشی فلقی مولی لہ فقال لہ الی این تذہب فقال افر من جنازۃ ھذا المنافق ان اصلی علیہ فقال الحسین علیہ السلام قم الی جنبی فما سمعتنی اقول فقل مثلہ قال فرفع یدیہ فقال اللھم اخز عبدک فی عبادک وبلادک اللھم اصلہ حر نارک اللھم اذقہ اشد عذابک فانہ کان یتولی اعدائک ویعادی اولیائک ویبغض اھل بیت نبیک ۔ عن امام الجعفر اولباقر علیہما السلام قال انکان جاحدا للحق فقل اللھم املاء جوفہ نارا وقبرہ نارا وسلط علیہ الحیات والعقارب ۔ وذالک قالہ ابو جعفر علیہ السلام لامراۃ سوء من بنی امیۃ صلی علیہا ابی قال ھذہ المقالۃ واجعل الشیطان لہ قرینا ۔ قال محمد بن مسلمۃ فقلت لہ لای شیئ یجعل الحیات یعضضہا والعقارب یلسعنہا والشیطان یقادنہا فی قبرہا قلت تجد الم ذالک قال نعم بشدیدا ۔ جسکا خلاصہ ترجمہ یہہ ہے کہ سیدنا امام حسین سید الشہدا رضی اللہ عنہ نے اپنی غلام آزاد شدہ کو ایک جنازہ سے بہاگتے ہوئے دیکہا تو فرمایا کہاں جاتا ہے اوسنے عرض کی اس منافق کی نماز جنازہ پڑہنے سے بہاگتا ہوں آپنے فرمایا آور ہمارے پہلو میں کہڑا ہوکر نماز جنازہ پڑہ اور جو ہم کہیں وہ کہتا جا ۔ چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا ۔ تو آپنے نماز جنازہ

کی نیت کرکے یہہ الفاظ کہے - الٰہی اس تیرے بندےکو تمام ذلیل بندونسے زیادہ
رسوا کر اور اسے جہنم کی آگ میں پہونچا الٰہی اسے سخت عذاب دے اسلئے کہ یہہ تیرے
دشمنونکا مددگار اور تیرے حبیب کی اہل بیت کا دشمن تہا - اور امام ابوجعفر
یا امام باقر رضی اللہ عنہا سے ہے کہ اگر دوسرے مذہب کا جنازہ متعصب او جاحد
کا ہو تو یون کہے الٰہی اسکے پیٹ میں آگ بہر دے اور قبر آگ سے مملو کردے اور سانپ
بچہو اسپر مسلط فرما - اور امام جعفر رضی اللہ عنہ نے تو ایک بنی امیہ کی عورت کی جنازہ
پر یہ لفظ اور پڑہا ہے الٰہی اوسکا قرین شیطان کو بنا اعاذنا اللہ تعالیٰ
ہم نہیں سمجہ سکتے کہ جب ونکی نظر میں غیر شیعہ تمام مسلمان ایسے ہیں تو اونکی جنازہ
میں جای بغیر کیا اونکی روٹی ہضم نہیں ہوتی اور ضرور وہ تو اس سنت کی ادا کرنیکو آتے
ہونگے جو معاذاللہ امام حسین علیہ الرحمۃ والرضوان سے اونہون نے سنی
مگر سمجہ میں نہیں آتا کہ سنی مسلمان انہیں کیون شریک ہونے دیتے ہیں اللہ توفیق
دے اور کس لئے اپنی میت پر خواہی نخواہی یہ نحوست منظور کرتے ہیں ایسی ایسی
بہت سی باتیں ہیں مگر رسالہ مبارک میں میرے خیال سے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہیں ہوا ہے لہذا اب میں قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہوا دعا کرتا ہون کہ اللہ میرے
قبلۂ وکعبۂ حامی سنت ماحی بدعت امام طریقت مؤلف ممدوح کو تادیر زندہ
وسلامت رکہے اور حنفی برادران ملت کو اونکی فیوض وبرکات سے متمتع فرمائے
اور برادران اہلسنت سے عرض کرتا ہون کہ وہ حدیث لا تواکلوہم ولا تشاربوہم
ولا تناکحوہم ولا تجالسوہم پر عمل کرتے ہوئے اونکی جلسونسے مجتنب رہیں اونسے رشتہ
داری کرنیسے محترز رہین اونکی پاس نشست وبرخواست کرنیسے گریز کرین وما علینا
الا البلاغ - علاوہ ازین غیور اہلسنت کو حضرات روفض کی کیفیت تہوڑسی مذہبی نقطہ نظر سے
ملاحظہ کرا دینا مناسب سمجہتا ہون کہ انکی نزدیک آپسی کسے رافض کا نکاح ہوتا بہی ہے یا نہیں

ملاحظہ ہو رسالہ النظر کا صفحہ ۲ جو شیعہ مشن لاہور نے شائع کیا ہے علامہ حائری لاہوری سے کوئی مستفتی مندرجہ ذیل سوال کرتا ہے شیعہ عورت کا نکاح غیر شیعہ مرد کے ہمراہ جائز ہے یا نہیں الخ جواب میں حائری صاحب خامہ فرسائی فرماتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ بالاتفاق نکاح میں کفائت شرط ہے الخ (آگے لکھتے ہیں) پس فرقہ حقہ شیعہ کے نزدیک شیعہ عورۃ کا نکاح کسی غیر شیعہ اثنا عشری کے ہمراہ اسلئے ناجائز ہے کہ غیر اثنا عشری کو وہ مومن نہیں سمجھتے الخ آگے لکھتے ہیں۔ اگر ایسا نکاح واقع ہو جائے تو وہ نکاح باطل ہے اونکی اولاد بھی شرعا ولد الزنا ہوگی الخ ۔ اور بیچارے حائری صاحب ہی کا فتوے نہیں ہے بلکہ ذخیرۃ المعاد میں بھی علامہ حائری مازندرانی صاف لکھ رہے ہیں صفحہ ۶۶۸ سوال کی جواب میں مفتی صاحب مفت کا فتوی صادر کر رہے ہیں ۔ اقوی آنست کہ زن شیعہ نمیتواند کہ بمرد مخالف دین شوہر کند و ولی ہم میتواند کہ دختر صغیرہ را باین سنی عقد نماید الخ و اگر با علم مسئلہ و حرمت شوہر کند ولد ولد الزنا میشود الخ علاوہ اسکے لکھنے کو تو ایسے ایسے بہت سے امور ہیں لیکن عدم گنجائش کی وجہ میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور قطعہ تاریخ پر ختم اللہ توفیق نیک عطا فرمائے اور ہمارے مسلمان

مومنین اہل سنت کو غیر متسند بنائے والسلام

قطعہ تاریخ از جانب قیصر

شکر اللہ ختم گردید این کتاب مستطاب	بہر طالب گوہر مقصود چون در خوشاب
در ریاض بوستان اہل علم و معرفت	فیض می بخشد بسا فصل بہار از سحاب
بر ضمیر دشمنان و بر ظلمت زدگان	سیف قاطع برق لامع نور افشان آفتاب
گر ہمی خواہی کہ گردی سر بلند دو جہان	از قرآن و ز احادیث ہیچ جانب رخ متاب
کار ہر کس نیست کہ تبلیغ دین حق کند	تا ز الطاف الٰہی کس نگردد فیضیاب

گشت از تالیف طبع حق پرست وے قبلہ ام
مقتدای مومنان و مولوی عالیجناب

حامیٔ اہل شریعت رہنمائی گمرہان
سید دیدار علیشاه ناصر آن غفران مآب

شد مقابل بر مخالف با قلم در ہر مصاف
از دلائل سینہای رافضی کرده کباب

کیست تا گیرد بجتہادم کلک ورا
جملہ لغویات شد برباد بیحد و حساب

دشمنان چار یاران را بمعنی سر زده
در امید آنکہ یابند از علی راه ثواب

راه سنت حق بود باقی ہمہ کذب و دغا
ذکر کرده امر و ارشاد علی را بی حجاب

کلک حافظ گفت در تاریخ سال طبع او
داده اند بار افضیها بهجنان زیبا جواب
۱۳۵۰ھ

خلاصہ مضامین جملہ رسالہ منظوم

دیدار علی حیات جویائے علی
دیدار علی ممات اعدائے علی
دیدار علی ست موجب قرب خدا
دیدار خدا بہر احبائے علی

نظم اردو

دیدار علی کو ہو ہر دم دیدار نبی دیدار علی
ہے جملہ صحابہ پر قربان اور اہلبیت نبوة پر
ہے کلا وعد اللہ الحسنی شاہین جنکے بلا اجماع
تھے باہم سب یہ شیر و شکر بو بکر و عمر عثمان حیدر
وہ باتکو اونکے مانتے تھے یہہ باتکو اونکی مانتے تھے
قابل ناقابل کا جھگڑا تھا فتنوں کے ڈر سے ورنہ
تھے ایک سے ایک یہہ سب افضل گر مانو قول شیر خدا
ہین ثقة الاسلام شیعہ قمی و کلینی و طبرسیہ
تھی علی ولی محبوب نبی بے شبہ بہادر اور سخی
کافی و کلینی ز لیکن اسدرجہ لکھا بزدل اونکو
ایک بات نہیں کہتی تھے کبھی شیعوں نے بھی اپنی ڈر کر
اس قسم کی تہمت لاکھون ہی لکھتا ہی کلینی کافی ہیں
جائز تھا تقیہ جان کیلئے لیکن نہین افضل تھا ہرگز
کافی ہیں کلینی کے لیکن نو حصے تقیہ میں ایمان
ہرگز نہ تقیہ روا رکھا جان دیدی شاه شہدا نے

بوبکر و عمر عثمان پہ فدا دیدار علی ہو نثار علی
فتح مکہ سے پہلوں پر اور پچھلوں پر دیدار علی
ہیں پہلے اعظم درجہ میں اس امر پہ ہے اقرار علی
خطبات علی کو پڑھکر بھی انکار ہے پھر انکار علی
تھے پیرو خلفا شیر خدا اور خلفا پیرو کار علی
مجبور خلافت سے بنے لی تھے حکومت سے بیزار علی
ترتیب خلافت پر افضل مانو نہ کرو انکار علی
منکر قرآن کے بلا شبہ کیا یہ بھی ہیں انصار علی
حق باتین دبکے رہی نہ کبھی حق بات کہے تھے حقدار علی
بیٹی کو انکے چھین لیا فاروق نے اور تھے زار علی
پھر غیروں نے کیا کچھ نہ کہیں جھونٹی باتیں سرکار علی
پھر مانے والے کافی کے ہو سکتے ہیں کیا غمخوار علی
اسواسطے جان دیدی سب نے جو جو بھی تھے
ایمان کے دس حصوں نے لکھا گیا یہ بھی
امر افضل مختار رکھا اور انہوں نے جو تھا

بیدین و بے ایمان اونکو بتلاوے کلینی کافی ہین
ساری ہی ائمہ کہتی ہین ماتم کو شعار بیدینی
جو اونکی نہ مانی ہی بیدین دشمن ہے اونکا دوست نما
گردیوین خوارج سو گالی ہرگز نہ تم اونکو دو گالی
لیکن یہ دوست نما دشمن فرمان علی کو ٹہکرا کر
توہین نبی توہین علی توہین اہل بیت نبی
حق چہوڑا جیسے خوارج نی شیعون نے محبت مین چہوڑا
گر کوئی کمینہ گالی دی دی اسراف ادسی ہنسکر ٹالیں
ناگفتہ بہ حرکات کی وین شہرت شیعہ بازار دیں
کفار ہنسین اغیار ہنسین ذلت یہ اماماں وین کے
اور ناگفتہ بہ نقلونکو دکہلا کی دکہائیں بے صبری
جو کچھ بھی لکہا ہے مینے یہان بیشک ہے وہ سب ارشاد علی
ان دو دو کتابونمیں جو کچھ منقول ہے اونکی سندونسے
تفصیل انہی ساری باتونکی صفحہ سطرونکے حوالہ سے
اگ تہمت تازہ اور سنو لکہتا ہے اخبار شیعہ
پھر کیون نہیں سنی شیعونسے نوروز کے دن خوش ہوکے ملیں
بیمار عشق علی کیسے کفر یہ رسمون کو مانین
خیرات الحسان اور شامی سے ثابت ہے کہ یہ تہمت تازہ
العجبہ زوطی نعمان کے ایام جہالت گبر ہی ہیں
یہ دیکھ کے شیر خدا نے کہا نوروز ہمارا ہر دن ہے
لیکن وہ گبر جو اسلامی صورتمین ہیں آکر گبر ہوئے
اور ہوئی مسلمان جب زوطی اور انکی بیٹے ثابت بھی
برکت سے علی کی دعا کے دیا خالق نے انہیں ایسا بیٹا
برکت سے علی کے یا اللہ پڑہ پڑہ کر ارشادات علی
اور سینہ زنی سے اور ماتم سے اور تعزیہ تابوتسے بھی
جو حسین کے نام کا ہو گھوڑا ہرگز نہ کریں توہین اوسکی
شیر خدا تھے بہادر تھی اولاد بھی اونکی تہی صفدر
کا دق شہادت نکا ورنہ گر چاہتے ابن شیر خدا

جو چہوڑے تقیہ کو سنی گر کچھ بھی ہے تجو بار علی
اور سینہ زنی ماتم پر کافی ہین یہی انکار علی
سنی ہو خواہ وہ شیعہ ہو بیشک ہے اوسے انکار علی
اول نہ تم اونپر حملہ کرو اس امر پہ تہا اصرار علی
افضل ہین سمجہیں گالی دنیا خلفا کو جو تھے یار علی
ہے طرز محبت شیعونکا پڑہ دیکہو تم آثار علی
حق پر رہے اہل سنن ثابتہ پابندہ رہ رفتار علی
گر دشمن اونکی شہرۃ دین اوس گالی کو اے یار علی
جب کہ نبی ولا کا تماشہ کریں خوش ہوکے ہنسیں اغیار علی
کیا اسکو محبت کہتی ہین سوچیں تو ذرا غمخوار علی
اولاد علی اور بی بیونکی بن بنکے سر بیکار علی
کافی ہے نہج البلاغت سے گو کچھ بھی کہیں اغیار علی
ہین شیعونکی نزدیک یہ سب بیشک و شبہ اخبار علی
دیکھو اس ہی رسالہ ہیں میرے گر دیکہنا ہے دربار علی
ہے اہل سنن کی کتابونمیں عید نوروز شعار علی
گرچہ بیدین ہو لکہیں بھی ارے سنی ہیں پیارے یار علی
ہے گبرونکی عید ولنسے اک نوروز بھی ہیں آثار علی
کہنا اخبار شیعہ کا نوروز کو عید و شعار علی
نوروز میں فالودہ بھیجا خدمتمیں علی کی ای یار علی
نہیں مثل رسم گبر ہی نوروز ہے عید و شعار علی
گبرون کی رسم مناتے ہیں ہرگز نہیں یہ کردار علی
دی شیر خدا نے اونکو دعا برکت کی ہوئے وہ نثار علی
جو امام بنا اک عالم کا اور واقف کل اسرار علی
ہو جاوین سب شیعہ سنی اور سب ہی بنین غمخوار علی
توبہ کر کی بدعت سے عتونسے بنین سب فرمان بردار علی
بازار دونین اوسکو نہ لیکے پہر بن دیکہا دیں کہ ایسے تھے جرار علی
گویائی شہادت تھی حق کیلئے حق بات کے تھے حقدار علی
مقتول نظر آتے اعدا ہو جاتے سب ہی تکار علی

اللہ دے تیغ نبی ہاشم تاب وسکی کہاں تہی اعدا میں
باوصف تمام مظالم کے نانا کی امت کا غم تہا
دیدار علی کو ہو یارب دیدار ترا دیدار عمر

ایک دم میں ہوتے ہلاک سبہی گر کرتے الو پروار علی
اللہ رے صبر شہہ شہید محبوب نبی دلدار علی
دیدار ابوبکر و عثمان دیدار نبی دیدار علی

خیابان نبی

یعنی فہرست مؤلفات امام اہل السنۃ ماحی بدعت حضرت قبلہ مولانا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب حنفی امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور مدظلہ العالی

رسول الکلام فی بیان المولد والقیام

یہ رسالہ در اصل اصول حدیث میں ایک نفیس مولف ہے اور اس ضمن میں مؤلف مدظلہ نے میلاد سرور کائنات اور قیام میلاد پر نہایت محققانہ بحث فرما کر قیام میلاد کو مستحب ثابت کیا ہے نیز اوہام باطلہ وہابیہ جدید و قدیم کا ابطال و ازہاق فرمایا ہے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ منکر قیام اگر بنظر انصاف اس تحقیق حقیق کا ایک بار مطالعہ کریگا تو سوائے تسلیم و اعتراف چارہ نہیں حجم ۱۰۶ صفحہ کاغذ اعلے ٹائٹل رنگین طباعت دیدہ زیب قیمت ۸ر

دیوان دیدار اردو

نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مع پانسو شرح نہایت لفیس و جلیل مضمون کا مجموعہ ہے قیمت ۶ر

دیوان دیدار فارسی

نعت سرکار ابد قرار سید الانبیا علیہ التحیۃ والثناء اور تصوف کی رنگین شاعری ہے قیمت ۴ر

المبسوط فی فرضیۃ الجمعہ مع الشروط

اس کتاب میں اقوال فقہا سے ثابت کیا گیا ہے کہ شرائط جمعہ سے کوئی شرط ایسے نہیں جو زمانہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آجتک ہر شہر اور قصبہ میں نہ پائی جائے اور اگر کوئی شرط اختلاف روایت کی بنا پر مفقود ہی ہے تو اوسکا بدل موجود ہے اور جمعہ کو قرآن و حدیث و اجماع تفسیر کتب فقہ سے فرض قطعی ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک اداء جمعہ کی جو شرائط ہیں وہ قطعی الثبوت ہیں یا ظنی اور باعتبار اصول دلیل ظنی کو دلیل قطعی سے مقید کرنا کیسا ہے غرضکہ تحقیق امام ماذون اور تحقیق سلطان اور تحقیق مصر اور تحقیق احتیاط الظہر کافی شافی کیگئی ہے طباعت دیدہ زیب کاغذ اعلی قیمت ۶ر ٹائیل رنگین ضخامت تقریبا ۱۰۰ صفحہ

تفسیر الفاتحہ میزان الادیان

اس رسالہ میں ضمنا الحمد شریف سے تمام مسائل صوم وصلوۃ وحج زکوۃ عقائد اہل سنت احادیث صحیحہ سے مطابق کرکے دکھائے ہیں بسم اللہ شریف سے جو نفیس نکات علمائے کرام نے نکالے ہیں وہ واضح کرکے بتائی ہیں الحمد شریف کے عمل کے طریقہ سکھائے ہیں دجال و نزول عیسیٰ علیہ السلام کی ظہور و نزول سے قبل تیں سو دجالوں کے خروج کی پیشینگوئی با اسانید عدیدہ نقل کی ہیں زمانہ آخر کے فتنہ اور اسکے کوائف احادیث سے جمع فرمائی ہیں غرضکہ علماء واعظین کے لیئے بہترین مجموعہ ہے قیمت ۱۲ ٹائیٹل رنگین ضخامت ۱۴۳ صفحہ کاغذ اعلی

ہدایۃ الطریق

غیر مقلد مصنف مزاج حق جو عادل کو سنی بنانیوالا تقلید امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو واجب و ضروری ثابت کرنیوالا غیر مقلدین کے مایہ ناز اعتراضات کے جواب شافی دینے والا آیات و احادیث و اقوال حنفیہ سے مستورات کے پردہ کو ضروری ثابت کرنیوالا عورتوں کی سرد نکی بانگوں کی مکمل تحقیق ہیں عجیب و غریب تالیف ہے ضخامت ۱۵۳ صفحہ ٹائیٹل رنگین کاغذ اعلی قیمت ۱۰

مقدمہ میزان الادیان بتفسیر القرآن

اس مبارک کتاب میں اخلاق حبیب خدا اور نام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت خوشگوار فہم سلیس اردو میں احادیث صحیحہ و آیات قرآنیہ سے بیان کیا ہے اور وہ واقعات مفصل احادیث سے نقل کئے ہیں جو بتوں کے جو فیسے بشارۃ ولادۃ آنحضور صلعم دینے سنائی اور بعد اظہار بعثت وہ مشرف باسلام ہوئے اس مبارک کتاب میں انجیل توریت و وید سے فضائل سرور انام نقل کئے گئے ہیں اور مخالفین اسلام نے جو حقانیت اوس ہستی مقدس کی مانی ہے اسکو بحرفہ نقل کیا ہے نیز معجزات آنحضور سے دیگر انبیاء کرام کے اعجاز کا مقابلہ کیا ہے اور نام محمد کی جلوہ ریزی بجسنا ریاضی ہر ذرہ عالم پر ہے اسکے دیکھنے کا قاعدہ مفصل بتایا ہے اس مبارک کتاب میں اون اعتراضات کا بدلائل عقلیہ و نقلیہ مسکت جواب دیا گیا ہے جو آریہ سماج اور عیسائی فرقہ نے قرآن پاک پر کئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ وہ اعتراضات محض حسد و عناد کی بنا پر ہیں حقیقتاً اونکی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اس مبارک کتاب میں دنیا بھر کے مذاہب کا مذہب اسلام سے مقابلہ کرکے دکھایا ہے اور بتایا ہے کہ مذہب حقہ دین پاک خواجہ لولاک حضرت محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا ہے اس مبارک کتاب میں ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم میں اونتیس ہزار آٹھ سو علوم کے دریا موجزن ہیں غرضکہ یہ کتاب واعظون کے لیئے اعلی رفیق مناظرون

جو حسین کے نام د
شیر خدا تھے بنا
دق شہادت کا ور